بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین
حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب [illegible]

جذب القلوب
ترجمہ مرغوب

[illegible] اردو زبان میں [illegible]

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و ضمیمہ قلوب ارباب ایقان
ہے بہ تصحیح مالاکلام بہ حسن اہتمام سنجیدہ و بہ تزئین انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں چھپا

۱۹۱۱ء جملہ حقوق مطبع اودھ اخبار میں محفوظ و دائمی ہیں

۱۵ جز ۳

فہرست ترجمہ مرغوب جذب القلوب الی دیار المحبوب

Law House BEAWAR

صفحہ	مضمون
۷	پہلا باب تعداد اسماء و القاب شریفۂ مدینۂ طیبہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما میں ...
۱۴	دوسرا باب اوس بلدۂ طیبہ کے فضائل میں جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہیں
۱۹	فصل منجملہ فضائل مدینۂ منورہ کے ...
۲۹	فصل یزید پلید کے زمانہ میں جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد اقبح قبائح جو واقع ہوا ...
۴۰	فصل منجملہ وقائع غریبہ کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے خبر دی ہے یعنی ظہور نار حجازی ...
۴۴	تیسرا باب اس مضمون میں کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگوں نے رہنا اختیار کیا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ رہتے تھے ...
۴۷	فصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر ...
۵۱	چوتھا باب ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ والتسلیمات میں
۵۴	فصل بیان مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا ...
۵۶	پانچواں باب بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ مکۂ معظمہ سے مدینۂ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے ...
۶۲	فصل بیان میں تیاری تشریف لیجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینۂ طیبہ میں جمعے کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے ...
۸۶	چھٹا باب کیفیت بنای مسجد شریف نبوی اور سارے مقامات عالیہ میں ...
۹۱	فصل بیان میں ستونوں منبر مسجد نبوی کے ...

صفحہ	مضمون
۹۶	فصل ۲ بیان صفہ اور اصحاب صفہ میں ......
۹۹	فصل ۳ بیان بنانے حجرات شریف کا ......
۱۰۰	فصل ۴ ابتدائی حال میں بعض صحابہ کے گھروں کے دروازے اور رستے مسجد شریف کی طرف تھے
۱۰۶	ساتواں باب ان تغیرات و زیادات کے بیان میں جو بعد رحلت فرمانے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ و سلاطین و امراء سے ظہور میں آئے اور انکے اوضاع و احوال کے ذکر میں بر سبیل اختصار و اجمال ......
۱۱۳	فصل ۱ بیان حجرۂ مبارک میں اور ضمن میں اسکے نقشہ مدینہ منورہ کا بھی ہے ......
۱۱۸	فصل ۲ از جملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت میں از جملہ معجزات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہئے ......
۱۲۱	آٹھواں باب مسجد شریف اور روضۂ من ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل و خصوصیات و مناقب میں ......
۱۲۴	فصل ۱ فضائل روضۂ من ریاض الجنۃ میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں
۱۲۸	نواں باب ذکر بنای مسجد قبا اور مساجد نبویہ میں جو ماثورہ اور مظاہر انوار محمدیہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ ......
۱۴۷	دسواں باب بعضے ان کنووں کے ذکر میں جنمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے اور مشہور و ماثور ہیں ......
۱۵۵	گیارھواں باب ان بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر میں جو مکے اور مدینے کی راہ میں ماثورہ مشہور ہیں ------
۱۶۱	بارھواں باب بیان فضائل جنۃ البقیع اور ذکر مقابر مشہورہ میں جو اسمیں واقع ہیں ---
	فصل ۱ بیان میں قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ...

مضمون	صفحہ
بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ----------	۱۴۵
فصل خطاب میں حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ کے	۱۸۹
تیرھوان باب بیان فضائل جبل اُحد میں کہ محب و محبوب سید الانبیا و مترل سید الشہدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ ----------	۱۸۹
چودھوان باب بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ مقصد اعلی و مطالب قصای مومنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات میں ----------	۱۹۵
فصل قرآن کے نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہے	۱۹۸
فصل حیات انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات میں کسی عالم کا خلاف نہیں ہے	۲۰۵
فصل تحقیق میں حیات بعد ممات کے ----------	۲۱۰
پندرھوان باب بیان حکم زیارت قبر اعطر و اطہر اقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ واجب ہے یا مستحب اور بیان توسل و استمداد میں ساتھ اوس جناب منقبت قباب رسالتمآب کے علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام ----------	۲۱۲
فصل اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور شد رحال کرنا	۲۱۸
فصل تحقیق میں اسبات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب باری الٰہی میں چاہیئے یا نہیں ----------	۲۲۲
سولھوان باب بیچ ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام اور اقامت مدینۂ منورہ کی اور مع الخیر پہونچنے اپنے وطن میں ----------	۲۳۲
فصل بعد اسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کر چکے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کی جناب سے رعایت ادب میں استعانت کرنے	۲۴۰

مضمون	صفحہ
فصل آداب اقامت مدینہ منورہ مین	۲۴۴
فصل بعد فراغ زیارت حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام زیارت مساجد مشاہد عظام کو وداع مسجد نبوی مین مشغول ہونا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے مقام یا دوسری جگہ قریب نماز پڑھنا	۲۴۹
ستر ہوان باب فضائل درود کے ذکر مین اور جو متعلق اوسکے ہی	۲۵۴
فصل فائدہ پڑھنے درود کا پہلے سونے سے	۲۵۸
حکایت عجیب فضیلت مین درود پڑھنے ایک شخص کے	۲۶۴
فصل فضیلت و استحباب پڑھنے درود کا ہر وقت و ہر حال مین اور فضیلت وجوب اوسکے کی شب جمعہ اور روز جمعہ مین	۲۶۵
فصل جیسا کہ کثرت درود کی فضیلت شب جمعہ ہی ویسا ہی شب دوشنبہ بھی ہے	۲۶۷
فصل استحسان و استحباب بھیجنے درود کا و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر برکت کی جگہ اور مواطن خیر مین اور تخصیص مقامات درود پڑھنے کی باقوال علمای دین رحمہم اللہ کے	۲۶۷
فصل شرف حصول زیارت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مین بوسیلہ پڑھنے درود شریف کے	۲۷۰
فصل صیغے درود کی کہ حدیث شریف نبوی مین وارد مین اونکا پڑھنا بیشک افضل و اکمل ہے	۲۷۱
فصل اختلاف علما کا اسبات مین کہ سارے درودون مین افضل کونسا درود ہے	۲۷۵
فصل بیان درود شریف کا بعنوان کیفیت و کمیت صیغ درود و فوائد درود شریف	۲۷۵

بعون صانع بیچون و بفضل خلاق زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو اُسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب فصاحت منشی مسمی

جذب القلوب

۱۳۰۶ھ

ترجمہ مرغوب

[illegible] اردو زبان [illegible]

بہ برکت بیانِ فضائل مدینۂ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمہ گلوئے ارباب ایقان کی بہ تصحیح نالائق الکلام بہ حُسنِ اہتمام سنجیدہ و بہ حسن انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہے کہ خارج از حیز امکان ہے اوسکی نعم غیر متناہیہ کی انتہا نہین کہ داخل دائرہ احصا نہین ہر فرد مخلوق مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین فلاسفہ کے براہین ابطال تسلسل پر سود ہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا اسپر دلیل ہے پھر شکر بجا لانے کی کیا سبیل ہے بلکہ نعم لا تحصی ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو رحمۃ للعالمین کا ارسال ہے اوسی کا ادا سے شکر واجب کما ینبغی ذوات ممکنہ سے محال ہے وجود باجود اونکا اصل وجود عالم ہے اور جود و نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی لاہل الکبایر من امتی بشارت عامہ ہے اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علت تامہ بان ظہور اونکا خیر جمیع ازمنہ و دہور ہے اور مضجع شریف اونکا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم ولیلۃ الی یوم البعث والنشور ہے ذات سراسر برکات اونکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہے محبت اونکی وسیلہ نجات ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اما بعد پوشیدہ نرہے کہ بندہ درگاہ احد محمد عبد الواحد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ العلماء الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتم البررۃ المحققین محی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

معدن الحسنات الرضیۃ منبع الملکات المرضیۃ من آیات الباری شیخنا ومولانا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی
البخاری قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً وتکریماً میں تالیف کی ہے زبان اردو میں
ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہیں ہیں اُس سے بہرہ یاب ہوں اور
سو جان سے قربان تمام طیبہ حقی تاب ہوں لیکن وجوہ چند در چند سے اسکا تیسر نہوا کہ
۱۲۷۹ ہجری میں سید العلما سلطان الفضلا امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث
والفقہ والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشدنا زادہ آفاق مولانا شاہ عبد الحق ابن شیخ
سادۃ الواصلین سید شیوخ العارفین سرخوش رحیق مروق خمخانہ تحقیق سرجوش صہبای فیض الٰہی
تہ تحقیق سرمست نشۂ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دریای گوہرہای توحید
سیاح لجۂ پر موجۂ تجرید سیاح اقالیم کشف وشہود پرتو خورشید عین الوجود ثمرہ شجرہ باغستان رشادت
وہدایت رائحۂ طیبۂ چمنستان فضل وولایت مخ معرفت جوہر طریقت جیلی و در المہ حنیفہ زمانا
الشیخ الاجل الکامل الفحول مولانا ومرشدنا حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی ثم الکانفور
روّح اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام وزیارت مرقد سید الانام علیہ وعلی آلہ السلام
شرف حاصل کرکے مراجعت فرماکے وارد دار الامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر کمال مشتاق ہوکر
حاضر آستانہ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنای دلی کو کہ سالہا
سال سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپ کی خدمت عالی میں مظہر ہوا آپ نے ازراہ
کمال عنایت میری غرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند جز حصے میں کمال خوبی اور لطافت کے
ساتھ ترجمہ لکھا اللہ تعالی آپ کی سعی کو مشکور فرماوے اور اس ترجمے میں ایک لطف اور یہ بھی
ہے کہ اوسکے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو تغیرات وتبدلات مدینہ طیبہ میں زمانہ
حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہیں ہمارے حضرت نے اوسکی طرف
بھی جہاں جہاں مناسب تھا اشارہ فرمایا ہے اور اس ترجمہ شریفہ کا نام ترجمہ
مرغوب جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالی مسلمانوں کو اس سے نفع پہونچاوے

جسکے جنت سبیل اہل ہجاد
وھو الھادی الی سبیل الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالعَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ بعد اسکے جاننا چاہیے کہ بندہ مسکین اضعف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہم سن بارہ سو اٹھاسی ہجری نبوی مین ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام شرف و سعادت حاصل کرکے دار الامارۃ کلکتہ مین وارد ہوا اور کسی جہت سے چندے وہان ٹھہرا اوس درمیان مین مسلمانان کلکتہ خصوصاً دوست ولی محب قلبی فاضل بے بدل عالم باعمل مولوی قاضی عبد الواحد سلمہ اللہ تعالیٰ کے بپاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو مین لکھا اللہ تعالیٰ قبول فرماوے اور مسلمانون کو اوس سے نفع پہونچاوے بھائی مسلمان کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اس ترجمے مین جہان کہین غلطی پاوین اصلاح فرماوین کہ سبب اجر و ثواب ہوگا وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتصام حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے مین علمائے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار مین کتابین لکھی ہین اور اون سب مین

تالیفات عالم المدینہ سید نور الدین علی بن سید عفیف الدین عبد اللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی
رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تر اور عمدہ ترین تواریخ مین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفے
ہے کہ جسکو دوسری کتاب مسمی باقتفاء الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنے کے سن آٹھ سو چھیاسی
مین اختصار کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوسمین جل گئی اور
مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہے کہ سارے احوال مدینہ طیبہ اور
وقائع و حوادث جو اوسمین واقع ہوئے ہین اور احادیث و آثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے
ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوسمین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو ترانوے
مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح و مہذب منتخب
کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے رکھا اب اس زمانے مین مشہور و متداول
اونھون مین یہی خلاصہ ہے اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر یہ جامع کتاب وفاء الوفا کے
تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین
اور سید سمہودی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ اور ہے کہ جسمین خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم
ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا اوسکی تجدید عمارت مین مذکور ہے
اور اس رسالے مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہے جو اس رسالے
سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہے اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھ
نقل کیا گیا ہوگا تو سنے ذکر ماخذ ہوگا الا ماشاء اللہ اور اس کتاب یعنی جذب القلوب الی دیار
المحبوب کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور صاف
کرنے کی توفیق سن ایک ہزار ایک مین بلدہ دہلی مین پائی واللہ الموفق للعباد ومنہ
الاستعانۃ فی المبدا والمعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین باب پہلا
تعداد اسما و القاب شریفہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً مین باب دوسرا اس
بلدہ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین باب تیسرا
اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب
سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والاخرین علیہ الصلوۃ
والتسلیمات مین باب پانچوان بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین
صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف
لے گئے باب چھٹا کیفیت بنای مسجد شریف نبوی اور سارے مقامات عالیہ
مین باب ساتوان اون تغیرات وزیادات کے بیان مین جو بعد رحلت فرمانے
حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ائمہ و سلاطین وامرا سے ظہور مین آئے
اور اوسکے اوضاع واحوال کے ذکر مین برسبیل اختصار واجمال باب آٹھوان
مسجد شریف اور روضہ من ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل وخصوصیات ومناقب
مین باب نوان ذکر بنای مسجد قبا اور مساجد نبویہ مین جو ماثورہ ہین اور مظاہر انوار
محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوۃ کاملۃ باب دسوان بعضے
اون کنوون کے ذکر مین جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے
اور مشہور وماثور ہین باب گیارھوان اون بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر مین
جو مکے ومدینے کی راہ مین ماثور ومشہور ہین باب بارھوان بیان فضائل جنۃ البقیع
اور ذکر مقابر مشہورہ مین جو اوسمین واقع ہین باب تیرھوان بیان فضائل جبل احد
مین کہ محب ومحبوب سید الانبیا ومنزل سید الشہدا ہے صلے اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ
باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
مین کہ مقصد اعلی ومطالب اقصای مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا
علیہم الصلوۃ والتسلیمات مین باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر
واطہر واقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ واجب ہے یا مستحب اور
بیان توسل واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب ورسالت مآب کے علیہ و
علی آلہ الصلوۃ والسلام باب سولھوان ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت
خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور رجع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے مین باب
سترھوان ذکر فضائل ورود مین اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

پہلا باب

تعداد اسماء والقاب شریف مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً مین جاننا چاہیے کہ کثرت اسما دلیل ہے عظمت مسمی پر چنانچہ کثرت اسمای الٰہی جل سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم اسبات پر دلیل ہے علی الخصوص جس وقت ہر نام مشتق ہوا چھے ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ کے کوئی شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علمانے ڈھونڈھکر سو نام کے قریب نکالے ہین اور بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور ان اوراق مین فقط جتنے نام کہ اوسکے شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آتے ہین بسم اللہ العلی العظیم ازجملہ اسمای مرغوب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور احادیث سے ثابت ہین ایک طابہ ہے بہ تخفیف بای موحدہ دوسرا طیبہ بسکون یای تحتانیہ تیسرا طیبہ بتشدید تحتانیہ چوتھا طائبہ اور جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہے کہ جتنے نام حضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہین اوتنے ہی لینا چاہیے مگر شاید اس مقام مین دعوی پائے جانے کسی دلالت کا جواز توسیع پر گنجائش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامونکا اطلاق مدینہ منورہ پر کئی سبب سے ہے ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہے نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ وہانکی ہوا اہل طبعون کے ساتھ موافقت رکھتی ہے تیسرے یہ کہ وہان بوی بد کا نام ونشان نہین چوتھے یہ کہ ہر چیز وہان کی اچھی ہے لوگ کہتے ہین کہ مدینہ کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو مین وہ بات نہین ہے اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہو ابی عبد اللہ عطار کہتے ہین شعر

لِطِیبِ رَسُولِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیمُہَا ✽ فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُورُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ ✽

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی مین ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت مین کچھ عجیب نہین جہان خوشبو مین انفاس حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچی ہون وہان خوشبوی مشک و عنبر کی حقیقت کیا ہے

وزان زمین کہ نسیمی وزد زطرۂ دوست ٭ چہ جای دم زدن نافہای تاتاریست ٭ اور بھی وہان
جتنی خوشبو کی چیزین پھول وغیرہ ہین اونکی خوشبوئین کچھ ایسی اچھی ہین کہ اور جگہ کی چیزون مین
اوس قسم کی خوشبوئین ہرگز نہین پائی جاتین خصوصاً گل سرخ مین کہ ساتھہ نسبت خاص آن سرور
صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معروف ہے **بیت** ز نسیم جان فزایت تن مردہ زندہ
گردد ٭ زکدام باغی ای گل کہ چنین خوش ست بویت ٭ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ
اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَہ اور بھی ابن شبہ سے منقول ہے
کہ نام مدینہ طیبہ کا توراۃ مین طابہ اور طیبہ اور طیبہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ جو
شخص نام مین مدینے کیطرف بوی بد کی نسبت کرے یا وہان کی ہوا کو کہے اچھی نہین وہ شخص واجب التعزیر
ہے اوسکو قید کرنا چاہیے جب تک توبہ نکرے زمان نبوت سے پہلے مدینہ منورہ کو یثرب اور اثرب بوزن
مسجد کے کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی وتبارک کے حکم سے اوسکا نام طابہ اور
طیبہ رکھا کہتے ہین کہ یثرب نام ایک شخص کا ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب اونکی اولاد زمین پر پھیلی تو
وہ شخص یہین آکر رہا اور علمای تاریخ مین اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینے کا ہے یا اوس ناحیہ کا جو مغرب
کی طرف جبل احد سے واقع ہے اور اوسمین چشمے اور کھجور کے درخت بہت سے ہین اکثر علما اسی قول
کی ترجیح دیتے ہین اور وارد ہونا اثارب کا بصیغہ جمع اسکی تائید کرتا ہے اور ابن نافع کہ امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کے اصحاب مین سے ہین اور پیشوای مورخان مدینہ طیبہ اور بعضے علما بھی روایت کرتے ہین کہ
مدینے کو یثرب نلکھا کرین اور تاریخ بخاری مین ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہے کہ جو شخص ایکبار
یثرب کہے چاہیے کہ وہ اسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے
ہین کہ جو شخص مدینے کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اوسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور
روایات بھی آئی ہین اور وجہ مکروہ ہونے اوس نام کے یہ ہے کہ وہ مشتق ہے ثرب سے بمعنی فساد
یا تثریب سے بمعنی مواخذہ کے یا یہ کہ اصل مین چونکہ وہ نام کافر کا ہے اوس سے ایسے مکان پاک کو
جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نتھا اور جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہے یا اہل یثرب
سو مقام حکایت مین بعضے منافقون کی زبان سے ہے اور بعضے احادیث مین جو یثرب کا لفظ واقع ہوا
کہتے ہین کہ یہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور جملہ اسمای شریفہ اس بلدہ مکرمہ ارض اللہ

اور اَرْضُ الْھِجْرَۃ ہی ان دونون نامون کی صحت آیۂ کریمہ سے ہوئی ہی وہ آیۂ کریمہ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ
وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ہی اور اَکَّالَۃُ الْبُلْدَان اور اَکَّالَۃُ الْقُرٰی بھی ہی بنظر اوسکے تسلط کے
تمامی بلاد پر ہر بات مین چنانکہ مکہ معظمہ کو اُمّ القُرٰی کہتے ہین باعتبار اوسکی اصالت کے اور علما نے
کہا ہی کہ مضمون اَکَّالَۃُ القُرٰی کا بہ نسبت مفہوم اُمّ القُرٰی کی نسبت بلیغ ہی اسواسطے کہ مان ہونا
دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف کل کے کہ چاہتا ہی دوسرے کو کم کرنے
اور مٹانے کو اور از جملہ اوسکے نامون کے ایک نام ایمان ہی یہ اوس آیت سے معلوم ہوتا ہی جو
تعریف مین انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہی یعنی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ
وَالْاِیْمَانَ اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لائق ہی کہ مرجع اور مآل ایمان کا یہین سے
ایمان ظاہر ہوا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ فرشتہ ایمان کہ یقین والون کے دلون پر الہام اور القا کرتا ہی اور فرشتہ حیا نے باہم
عہد کیا ہی کہ مدینے ہی مین رہین اور مدینے سے باہر کبھی نجائین اور حقیقت مین یہ دونون صفتین
مدینے مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین کما اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ بَرَّۃ اور بَارَّۃ
بھی کہ دلالت کرتے ہین معنی خیر پر اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور بَلَد کہ اللہ تعالیٰ نے
لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ مین قسم اوسکی کھاتا ہی بقول بعضے مفسرین کے مراد اوس سے مدینہ طیبہ ہی
کہ حلول اور نزول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات مین مشرف
ہوا اور بعضون کے نزدیک مراد اوس سے مکہ معظمہ ہے اور نازل ہونا اس سورہ کا
مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہے واللہ اعلم بَیْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ بھی اسی شہر مکرم کے القاب
مین سے ہی اور وجہ اوسکے ملقب ہونے کی اس اسم سے ساتھ ظاہر ہے اور اس جہت سے
کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلدہ مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہی بیت
زہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول * گہی بہ بیت خدا وگہی بہ بیت رسول * جَابِرَۃ اور جَبَّارَۃ
بہ تخفیف بار بی موحدہ اور جَبَّارَۃ بہ تشدید با بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہی اور
حدیث الْمَدِیْنَۃُ تَنْفِیْ خَبَثَھَا اسمای متعددہ روایت سے پہلے دونون نامون پر کہ جابرہ اور جبارہ
بتخفیف با ہی دلالت کرتی ہی اور جبارہ جو بتشدید با ہے صاحب کتاب المنحۃ توریت سے نقل

سے لہ یعنی کیا زمین نہیں کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں ۱۲
سے لہ اور جو لوگ کہ ٹھکانا پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ۱۲
سے لہ یعنی قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی ۱۲

کرتا ہے اور وجہ اس تسمیہ کی لی ہین اگر جبر کے معنی پورا کرنے کے لین تو ظاہر ہے کہ غربا اور فقرا اور
ٹوٹے ہوے لوگ جس چیز مین نقصان اور کمی واقع ہو یہان وہ نقصان جاتا رہتا ہی اور پھر پاتے ہین
اور اگر جبر کے معنی وہ لین جو مرادف قہر کی ہین تو بھی ظاہر ہے کہ مغرور والون اور گردن ازون
کی یہان گردنین ٹوٹتی ہین کہ مجبور اور مقہور ہو کر اسلام اور تابعداری یہان کی قبول کرتے ہین
اور مجبولہ بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسماسے ہی اسواسطے کہ یہ بلدۂ شریفہ مجبور ہے حکم الٰہی سے حضرت
سید الانبیا کے یہان تشریف رکھنے مین حالت حیات مین اور حالت ممات مین اور جزیرۃ العرب
سے بھی بقول بعضے محدثون کے حدیث اَخْرِجُوا المشرکین من جزیرۃ العرب سے یہ شہر مکرم مراد ہی
اگرچہ اور علما کہتے ہین کہ یہ لفظ شامل ہے تمام ارض حجاز کو اور محبہ اور حبیبہ اور محبوبہ اس بلدۂ
مکرمہ کے مخصوص اور مرغوب نامون مین سے ہین اور حدیث اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا المَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا
مَکَّۃَ اسبات کی شیئت ہے حرم اور حرم رسول اللہ باضافت بھی اس شہر مکرم کے القاب مین
سے ہے حدیث مسلم مین آیا ہے کہ اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ اور حدیث طبرانی مین واقع ہے حَرَمُ
اِبْرَاهِیْمَ مَکَّۃُ وَحَرَمِیْ اَلْمَدِیْنَۃُ تعیین حد حرم مدینہ مین اور اثبات احکام حرمت حرم مین
علما کا اختلاف مشہور ہے اور اپنی جگہ پر مذکور ہے اور شاید ان اوراق مین بھی کچھ
اوسکا ذکر آوے اگر خدا چاہے تو حسنہ بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہی کہ حسن سے ہے حسنا
اور معنی حسنا تو بسبب کثرت باغات کے اور کثرت چشمون وغیرہ کے اور وسعت فضا کے
اور وفور قصبون اور عمارتون اور مزارات اور مشاہد کے اور معنی بسبب تشریف رکھنے حضرت
سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شاہد اور مشہود حضرت حق کے ہین اور مقصد اور مقصود
تمام ابرار کے اور بسبب موجود ہونے آل اور اصحاب اور اتباع حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام کے کہ جامع کل کرامات و برکات ہین عَرَفَ مَنْ ذَاقَ وَحُرِمَ مَنْ حُرِمَ حضرت مصنف
ذوق ایک امر نفسانی سمجھا تا مخبتی ہا اور قسم خدا کی قطع نظر لذات باطنیہ سے کہ ثمرۂ اعتقاد ہے
اصل حسن اور زیبائی جتنی اس شہر مین دکھلائی دیتی ہے اتنی کسی شہر مین نظر سے نہین گذری
اور کہین سننے مین نہین آئی اگر تعجب جگہ کہ یہان سکے نور کا ایک اثر متمسم پایا جاتا ہی
اور اس شہر شریفہ کے برکات کا اثر ہے جیسے دہلی یا متصل اوسکے سواد وسکی وغیرہ

کو ایسی درگاہ عالیجاہ کے بعضے بعضے غلام وہان سوتے ہین بیت ہر کجا نور یست تابان بکمال
ظاہرست بتو اصل ان از آفتاب این جمال افتادہ ست * خیّرہ بہ تشدید اور خیرہ بتخفیف بھی
نام اس بلدہ شریفہ کے ہین اس سبب سے کہ یہ بلدہ طیبہ جامع ہے جمیع خیرات دنیا اور آخرت کا
اور حدیث اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کہ حضرت نے خبر دی ہے فتح بلاد سے
اور لوگون کے مدینہ چھوڑنے سے وسعت معیشت کی طلب مین اور اونکے متوجہ ہونے سے
ان بلاد کی طرف اس بلدہ مکرمہ کا خیر ہونا ثابت کرتی ہے دَارُ الْاَبْرَارِ دَارُ الْاَخْیَارِ
وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَدَارُ السُّنَّۃِ وَدَارُ السَّلَامِ وَدَارُ الْفَتْحِ وَدَارُ الْھِجْرَۃِ وَ
قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ یہ سب القاب اوسی ڈیوڑھی شریف کے ہین زادہا اللہ تعظیما و تکریما
شافیہ بھی اس شہر مکرم کا نام ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ خاک مدینے کی شفا ہے ہر مرض
سے یہانتک کہ جذام اور برص سے اور شفا پانے کو یہان کے میوجات کا استعمال بھی حدیث
صحیح سے ثابت ہے اور بعضے علماء قدیم نے کتاب اسماء المدینہ مین لکھا ہے کہ تعلیق اسکی نجار
والے کو نافع ہے اور جو وہان حاضر ہوتا ہے اوسکے امراض قلبی اور گناہ کی بیماریان دور ہو جاتی ہین
عاصمہ بھی اسماء شریفہ اس بلدہ مکرمہ سے ہے اس جہت سے کہ مہاجرین یہان
آنے سے ایذای مشرکین سے بچے بلکہ جتنے وہان کے رہنے والے ہین اور جتنے وہان کے
قصد کرنے والے ہین دنیا اور آخرت کی آفتون سے بچتے ہین اور نام رکھنا اوسکا معصومہ
بہ معنی محفوظہ کے بھی جائز ہے اسواسطے کہ اگلے زمانے مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت
داود علیہ السلام کے لشکرون اور گروہون کے سبب سے بعضے جابرین اور متکبرین کے
ہاتھ سے محفوظ رہا اور آخر کو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے دجال اور
طاعون سے محفوظ ہے اور رہیگا یا اس لفظ عاصمہ کو بمعنی معصومہ لین تو بھی گنجایش ہے
غلبہ بھی اس شہر مکرم کے اسماء شریفہ سے ہے اور یہ نام قدیم ہے کہ زمانہ جاہلیت مین بھی
اس نام سے اوسکو موسوم کرتے تھے جیسے یثرب سے غلبہ اور قہر اور تسلط لازم ہے یہان آنے
اور یہان اترنے کو یعنی جو شخص یہان آیا اور یہان ٹھہرا آخر کو غالب اور مشتہر ہوا چنانچہ
یہود کی عمالقہ پر غالب آئے اور اوس اور خزرج قبائل انصار یہودیون پر اور مہاجرین

اوس اور خزرج پر اوسکی لوگ مہاجرون پر الا ماشاء اللہ اور ایک اوس بلدہ طیبہ کے اسمای شریفہ مین سے فَاضِحَہ ہے یعنے بد اعتقاد اور بدکار لوگ وہان پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا ہو جاتے ہین اللہ اپنے غضب سے بچاوے مُؤْمِنَہ بھی اس مکان شریف کے اسمائے سے اس جہت سے کہ اہل ایمان کی سکونت وہان ہوئی اور وہین سے احکام ایمان باری ہوئے یا یہ بات کہ برکت اور الفت اور سکنت کہ علامات مومن سے ہی اس بلدہ معظمہ مین پیدا ہین یا یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنی حقیقی پر ہو کہ یہ بلدہ مکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ازروی حقیقت کے ایمان لایا ہو جسطرح سنگریزون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین تسبیح کی اور پتھر وغیرہ حضرت سے بولے اور جبل احد بہ نسبت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص ہوا اور حدیث شریف مین آیا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَھَا لَمُؤْمِنَۃٌ اور روایت ہے کہ توریت مین اسکا نام مومنہ ہے مُبَارَکَۃٌ بھی القاب شریفہ اس بلدہ منورہ سے ہی احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق مین اور جو چیز اس شہر مین ہے اوسکے حق مین دعاے برکت کی ہے اور اس طرح فرمایا ہے کہ الٰہی جتنی برکت تو نے مکہ معظمہ مین دی ہے اوس سے زیادہ یہان عنایت کر اس دعای شریف کا اثر ظاہر ہے جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے مَحْبُوْرَۃٌ مشتق حبر سے بہ معنی سرور کے یا حبر سے بہ معنی نعمت کے بھی اس بلد مکرم کے اسمای شریفہ سے ہے اور محبار اوس زمین کو کہتے ہین جو سریع النبات اور کثیر الخیرات ہو یعنی گھاس اوسکی جلد اوگتی ہو اور خیر اوسمین بہت ہو اور یہ دونون باتین مدینہ منورہ مین مشاہد اور محسوس ہین مَحْرُوْسَۃٌ اور مَحْفُوْظَۃٌ اور مَحْفُوْفَۃٌ بھی اس بقعہ شریفہ کے اسماے شریفہ سے ہین اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ پہلے بعضے نامون کے معانی سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر دو کوچون کے سرے پر ایک فرشتہ نگہبانی اوسکی کرتا ہے مَحْرُوْمَۃٌ اور مَرْزُوْقَۃٌ بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہے پہلا نام توریت سے منقول ہے اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ ظاہر ہو

۵ فی نسخۃ ... ۱۲

کیونکہ یہ جگہ ہے تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کے اور اوترنے رحمت حضرت ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی ملتا ہے مسکینہ بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہے اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنی دریافت کرنے سے معلوم ہوگئی ہوگی اور حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالی نے مدینے سے خطاب کر کر فرمایا کہ یا طیبۃ یا طابۃ یا مسکینۃ لا تقبلی الکنوز درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہے وہان کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ مسکنت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف رغبت نکرین اللّٰھم اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ اعنی فی اہل بلدۃ جنیاب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین مُسلِمَۃ بھی اسی بلدہ کے اسمای شریفہ سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک چیز ہے فرق اسی قدر ہے کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہے اور اسلام مین اقرار اور تابعداری کی ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہوین امان اور سلامت سے مطیبہ مقدسہ یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے نامہای مبارک ہین ان دونون کے معنی بھی قریب قریب ہین پہلے اسمای کے معنی سے مقر بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہے مشتق قرار سے حدیث شریف مین آیا ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَّنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا مکینہ بھی اس بلدہ مکرمہ کے اسمای شریفہ سے ہے بمعنی مکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالی کے نزدیک ناجیہ بھی اوسکے نامہای پاک سے ہے اشتقاق اسکا نجات سے ہے یا ناجاہ سے یعنی خوش کیا اوسکو یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہے اور ان سب معانی کے وجوہ اوسمین پائے جاتے ہین مدینہ یہ اسم شریف اوسکے اور نامون سے مشہور زیادہ ہے اصل لغت مین مدینہ چند گھر مجتمع کو کہتے ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کی تعریف سے تجاوز کرکے مرتبہ مصریت تک پہنچا ہو یعنی سب سے پائین قریے کا درجہ ہے اور سب سے اونچا مصر کا اور مدینہ اور بلد ان دونون کے درمیان ہین اور بعضے لوگ مدینہ کو ایک درجے مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت کے تھا اب مدینہ نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولین تو بھی

بلدہ معظمہ او ہو گا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف ولام کے ساتھ آیا ہی اور اس طرح کا اتفاق تا
لغت عرب مین بہت آیا ہی چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے
ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی اور مدینہ کی طرف کی جاویگی تو
اوسکو مدینی کہین گے ی کے ساتھ اور اگر اوسکو منسوب کرین مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو
مدنی کہتے ہین بغیر ی کے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اس نام شریف کو کئی جگہ ذکر فرمایا
اور توریت مین بھی واقع ہوا ہے سیدۃ البلدان بھی ایک اوسکا نام مبارک ہی حدیث شریف
مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہے یا طیبۃ یا سیدۃ البلدان بیان
فضائل مدینہ منورہ مین معنی بھی واضح ہوجائین گے انشاء اللہ تعالی

باب دوسرا

ذکر فضائل بلدہ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع امت اور اتفاق علما اسبات پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہین لیکن آپس مین ایک دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہے بعد منعقد ہونے اجماع تمامی علما کے اوس ٹکڑے زمین کی افضلیت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے ملا ہے سارے اجزای زمین کی نسبت یہان تک کہ بہ نسبت کعبہ کے بھی اور بعضے علما لکھتے ہین کہ اوسکا تمام آسمانون سے افضل ہے یہان تک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہین اوسکو انکار نہوے آسمان اور زمین حضرت صلی اللہ وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہین بلکہ اگر سارے اجزای زمین کو آسمانون پر اس جہت سے کہ حضرت کی قبر شریف اجزای زمین سے ہے ترجیح دین تو گنجایش رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام منجر اوس خلاف کو ہوتا ہے جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہی اور اوس مقام پر امام نووی کا کلام اسبات کو چاہتا ہی کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہے اور بعضون نے زمین کو آسمانون پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونے کی جگہ ہے جمہور کہتے ہین کہ اگر زمین اونکے رہنے اور اونکے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ

ہے تو آسمان اونکی ارواح مقدسہ کے رہنے کا مقام ہی اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام
کے قبرون مین جمہور کے کلام کا جواب بہت ظاہر ہے اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے
جسمون کے رہنے کی جگہ ہے ویسے ہی محل ہی اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ کہ بعد
استثنا کرنے اوسی ٹکڑے زمین کے اختلاف ہی کہ مکہ افضل ہے مدینے سے یا مدینہ افضل ہی مکے
سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علماے
مدینہ کا مذہب ہی کہ مدینہ افضل ہی مکے سے اور علما بھی مدینے کی افضلیت مین مکہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ
موافق ہین لیکن کعبہ شریفہ کا استثنا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہی مکے سے مگر خانہ کعبہ
سے نہین لیس حاصل کلام کا یہ ہی کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہی
مطلقاً خواہ مکے سے کہین خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہی شہر مدینہ سے نہ قبر شریف نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل
ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہی اور دلیلین جو مدینے کی افضلیت پر بیان کیجاتی ہین جہان
فضائل اور محامد مدینہ منورہ کے ذکر ہون گے ظاہر ہوجائین گی مگر خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو سارے بلاد سے بہت دوست رکھا
اور آپ خود اوسمین تشریف رکھی اور جتنی فتوحات کی آپکو امید تھی وہان حاصل ہوئے اور
جتنے کمالات سے آپ عدہ دیے گئے تھے وہین حصول ہوئے اور قوت اسلام اور رواج
دین وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول اور آخر کی وہین سے نکلین اور وہی جگہ ہے
سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہے
کہ وہین قبر شریف اور مرقد منیف خلاصہ ہیژدہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس فضیلت کے
برابر کوئی فضیلت نہین اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہین کرسکتی
اسواسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہین اور احادیث
صحیحہ مین طرق متعددہ سے وارد ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہے جہان
دفن ہو تو ضرور ہے کہ پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوگی اور اسی طرح
پیدائش اکثر آل و اصحاب اور تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی جو دفن ہین شریفہ

مین مدفون ہین یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل ملے کی فضیلت مین یہ ہے کہ ملے کی جد
مین بلکہ اوسکے سارے حرم مین ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینے کی مسجد مین
ایک رکعت پچاس ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہے قائلین فضیلت مدینہ اوسکے جواب مین یون کہتے
ہین کہ اسباب فضیلت کچھ زیادہ ہونے ثواب مین منحصر نہین ہوسکتا ہے کہ یہ خاصیت مکے کے
ساتھہ خاص ہو اور طرح طرح کی کرامات و برکات و منفعت اسلام اور اہل اسلام مخصوص
مدینہ ہو اور اس کلام کی تایید اور تقویت مین کہتے ہین کہ عرفات کی طرف جانے والے
کی نماز عرفات مین اور ظہر یوم النحر کا منا مین افضل ہے اوس نماز سے جو مسجد الحرام مین پڑھی جاے
باوجود ملانے اوس زیادتی مذکورہ کے بھی اور سبب اسکا وہ برکت ہے جو رعایت کرنے اتباع سنت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہے علاوہ یہ ہے کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت عدد کے
کچھ اور نہین ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار مین کم ہو اور کیفیت اور
برکت اور عظمت مین زاید ہو اور مطلق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت مین کافی ہوگی تو ظاہر ہے
کہ داخل کعبے کے افضل ہونے مین خارج مسجد الحرام سے کسی کا خلاف معلوم نہین ہوا ہے باوجود
اس بات کے کہ کعبے کے اندر نماز فرض کی صحت مین علما کا اختلاف ہے امام مالک جائز ہی نہین
رکھتے چہ جای زیادتی ثواب پس معلوم ہوا کہ وجہ فضیلت منحصر زیادتی ثواب مین نہین ہین اور
وجہ بھی ہوسکتی ہی کہ سبب قبول درگاہ الٰہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتون اور رحمتون
کی جگہ سے افضل ہے تو ضرور ہے کہ برکت جوار اوس مقام سے ایسی نوریت
اور قبول نصیب ہو کہ ساتھہ زیادتی اعمال اور زیادتی طاعت کے حاصل ہو
اور اسپر اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ اوس جای
مقدس مین صفت حیات سے قائم اور باقی ہین اور ہمیشہ طاعت
مین مشغول اور اسمین شک نہین ہے کہ اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام بندون کے
فرض زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہین اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ در
طاعت مغفرت اور شفاعت امت مین مشغول ہین تو امت کو قرب جوار مدینہ سے نسبت نفع
طاعت کثیرہ سبکے زیادہ نفع حاصل ہے یہ کلام ہی امام تقی الدین سبکی کا نہایت درست ا

لطافت کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالی علیہ دوسری جو مکہ معظمہ کی فضیلت پر الئے ہین
یہ ہے کہ مکہ مقام ادای مناسک مثل حج وعمرہ کے ساتھ اون فضائل وثوابات کے جو ان اعمال
کے ادا کرنے مین وارد ہین جواب کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے مدینے کے جانے والون
کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ عوض حج اور عمرہ کے ہوسکتی ہے احادیث مین آیا ہی
جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے
اور جو شخص قصد مسجد قبا کرے تاکہ دو رکعت نماز اوسمین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب
ہو تو اب دیکھو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین شب وروز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہے اور مکے کا
حج جبتک سال نہ گذرے ہو ہی نہین سکتا تیسری دلیل مکہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہی کہ حدیث
شریف مین آیا ہی مکۃ خیر بلاد اللہ اور دوسری روایت مین آیا ہی احب ارض
اللہ الی اللہ اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوۃ مکہ معظمہ سے برآمد ہونے کے وقت
مقام حزورہ مین اور بقول بعضون کے حجون پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب کر کر فرمایا
کہ ای بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہی اگر تیری قوم مجھکو تجھ سے
باہر نہ لاتی تو مین باہر نجاتا یہ بات دلالت کرتی ہی افضلیت مکہ پر اور اوسکی محبوبیت پر رسول
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہی
کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے ثابت ہونے فضیلت مدینہ سے تھا جب
مدینے مین بہت دنون تشریف رکھی اور وہان سے دین ظاہر ہوا اور برکات حاصل ہوئے
اور فتوحات ظاہر ہوئے اور نیکیان پھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہی
سب شہرون سے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے مکے سے زیادہ مدینے
کے واسطے برکت مانگی اور اوسکی محبت خدا سے طلب کی چنانچہ جن احادیث مین یہ مضمون
مذکور ہی انشاء اللہ تعالی ان احادیث کو ذکر مین لائینگے اور فرمایا اللّٰہم حبب الینا
المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے المدینۃ
خیر من مکۃ اور امام مالک نے موطا مین روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

حضرت عبد اللہ بن عباس مجتہد وغیرہ سے طریق انکار سے کہا کہ آیا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے
سے اونھون نے کہا کہ مکہ اللہ تعالی کا حرم ہے اور جگہ ہے اوسکے امن کی اور اوسی مین ہے
اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور اوسکے گھر کے باب مین کچھ
نہین کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونھون نے پھر کہا کہ خدا کا حرم ہے
اور اوسمین اوسکا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور خدا کے گھر مین کلام
نہین کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ
عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت دینے مین مدینے کی مکے پر کعبہ معظمہ مستثنے ہے اور مدعا فضیلت
دینا مدینے کا ہے مکے پر سوای بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک مین روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِیْ
مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ بعد ظاہر ہونے اثر قبولیت
اس دعا کے یہ جگہ محبوب ترین سب جگہون کی ہوئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک
بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکہ کے اوسکی طرف عود نہ فرماکر مدینے کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی
کہے کہ رہنا دار ہجرت مین بسبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے پس حضرت کا
نہ پھرنا مکے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ بابت فضیلت کے جواب اوسکا یہ
کہ حکم الٰہی بہ نسبت توطن مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی افضلیت مدینہ پر اور ناشی اوسکی احبیت
سے عند اللہ ہوگا اِذَا اَحَبَّ الْحَبِیْبُ لَا یَخْتَارُ لِحَبِیْبِهٖ اِلَّا مَا هُوَ اَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَهٗ کہ یہ
مباحثہ ہے جو علما مین واقع ہوا تجھکو چاہیے کہ نسبت نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر
قایم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب باری جل وعلی شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر وجہ
سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو افضلیت حاصل ہے اور جو چیز حضرت کے
سوا ہے خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوسکے اوسمین فضیلت متفاوت ہے جیسے نسبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتی ہوگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہے تجھکو چاہیے کہ خدای تعالی

احکام کے تابع رہ اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جہاں اور جو کچھ گذرے ہیں حضرت کی شان
جلالی کو دیکھو اور مدینے میں حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے احکام کا مشاہدہ
چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ ہو تجھ کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اب تم اے مسلمانو
ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ
طیبہ کے فضائل اور فوائد ذکر کرتے ہیں باللہ التوفیق

فصل منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت پروردگار
تعالیٰ و تقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے میں
تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی
بلدہ شریفہ میں ظاہر کیے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھہرایا اور اوسکی
پاک مٹی کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہوکر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہیں کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
موضع دفن میں صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف
نہوگی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل فرمائی یہانتک کہ سب صحابہ کی راے اسی پہ ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح
مبارک میں دفن ہوں اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدہ طیبہ کو بہت
دوست رکھتے تھے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی سفر سے تشریف لاتے اور قریب
مدینہ منورہ کے پہونچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر
مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ھٰذِہٖ اَرْوَاحُ طَیْبَۃَ اور گرد و غبار
جو چہرہ مبارک پر پڑتا اسکو چہرہ مبارک سے پاک نفرماتے اور اگر کوئی صحابی اپنا سر اور منھ
گرد و غبار کی جہت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ
نام رکھنا مدینے کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ علی تقی

سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ شیاطین نا امید ہوگئے اس بات سے کہ اونکو کوئی مدینے میں پوجے ایک تحریش ہی کہ باقی رہ گئی ہے لڑانے کی درمیان میں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی اس جزیرے کو اور ایک روایت میں اس قریے کو شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے اگر ان لوگوں کو نجوم گمراہ نکرے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا نجوم کا کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ حق تعالی پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہیں کہ فلانی منزل میں آیا اس سے پانی برسا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے رہنے پر اپنی امت کو ترغیب دی ہے اور وہاں کی شدت اور محنت پر فرمایا ہے کہ صبر کریں اور وہاں کی موت اختیار کریں مَنْ صَبَرَ عَلٰی اَذَاهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ علما کہتے ہیں کہ مطیعوں کی گواہی دیں گے اور گنہگاروں کی سفارش کریں گے اور فرمایا کہ مَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور ابن ماجہ اور عبد الحق نے تصحیح اس حدیث کی کر کے ان لفظوں کے ساتھ روایت کی ہے مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا اور حدیث میں وارد ہے کہ پہلے سب امت سے کہ شفاعت کو پہنچیں اہل مدینہ ہوں گے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے کہ میرا انتقال مدینے میں واقع ہو اسی طرح اصحاب و اتباع رضی اللہ عنہم نے بھی دعائیں کی ہیں حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ اور بھی حدیث میں آیا ہے کہ روئے زمین پر ایسی جگہ کوئی نہیں ہے کہ دوست رکھوں میں اپنی قبر وہاں سوا مدینہ کے اور نقل ہے کہ اکثر دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ نَبِيِّكَ اور کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہیں کیا اور نہ حج فرض ادا کرنے کے پھر مکے کو نہ گئے اس ڈر سے کہ سوا مدینے کے کہیں اونکو موت آجائے ساری عمر مدینے میں رہے اور دفن وہیں ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث

صحیح مین متعدد طرق سے وارد ہے اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِيْ خُبْثَ الرِّجَالِ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ
اور صحیح بخاری مین آیا ہے کہ اِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْفِضَّةِ
اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہے مدینہ طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاصیت مدینہ منورہ مین ہمیشہ سے ہے روایت کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے مین ٹھہرے گا دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن کے جانیکی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قضیہ مین یہ حدیث فرمائی اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ اَخْشٰی اَنْ نَكُوْنَ مِمَّنْ نَفَتْهُ الْمَدِيْنَةُ اور تمام و کمال یہ خاصیت اوس روز ظاہر ہوگی کہ جب دجال نکلیگا اور مدینہ منورہ مین جانے نہ پاوے گا اور سب برے آدمی اوسکی تابعداری کو مدینہ منورہ سے باہر نکل جائین گے اور وہ جای متبرک نجاست شر و فساد سے پاک ہو جائیگی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہے اوسوقت طہارت مدینہ مشرکین وغیرہ سے جو مخالفین دین اسلام ہین بہ ظاہر ہے اور وہ لوگ جو گناہون کی خباثت مین اور ذنوب کی نجاست مین لتھڑے ہوئے مدینے مین رہتے ہین اور وہین مرجاتے ہین تو ممکن ہے کہ اونکے دور کرنیکا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعضے علما اور صالحین اس طرف گئے ہین کہ ملائکہ تعالیٰ ظلمانی بدنون کو زمین مقدس مدینہ منورہ سے باہر پھینکتے ہین واللہ اعلم بالصواب حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اہل ہے وہ اوس خبث کا اہل نہین کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعضے لوگ اس حدیث کے مضمون کو حمل کرتے ہین پاک کرنے نفس پر شہوتون اور لذتون نفسانیہ سے یعنی ٹھہرنا مدینہ منورہ کا اور تحمل کرنا وہان کی سختیون ایسا نفس کو گھلاتا ہے کہ بالکل کدورات نفسانی اور شہوات حیوانی اوسمین باقی نہین رہتی تاکہ بازار حشر مین قدر اور قیمت اوسکی بڑھے اور اسبات مین شک نہین ہے کہ روایت تنفی الذنوب الی آخرہ

احتمال کی تائید کرلی تو اسواسطے کہ باقی رہتا کتنا ہون واللہ در قول کا اس کا نثرت برکت ورحمت کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار مین نازل اور فائض ہین ہو نہین سکتا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ بلدۂ طیبہ کو لازم ہین اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوات بار بار دعای خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ اَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ حضرت امیر المومنین علی مرتضی سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ مین ایک روز حضرت علیہ السلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا حرہ سقیا مین جہان سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پہونچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وضو کو مانگا اور وضو کر کے قبلہ کیطرف منھ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا ہے اوسنے تجھسے مکے والون کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگی ہی اور مین بھی بندہ تیرا اور رسول تیرا ہون تجھسے مدینے والون کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگتا ہون خداوندا برکت عطا کر انکے مد اور صاع مین جیسا برکت دی تو نے مکے والون کو برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتین عنایت کر اور احادیث اس باب مین بہت ہین۔ جس جگہ کہ دعای برکت مد اور صاع کی نسبت وارد ہے مراد اوس سے برکت خیر دنیاوی ہے اور جہان مطلق وارد ہے بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل ہے اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ مین آنکھ سے دکھائی دیتے ہین اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ وبا مدینہ منورہ سے جحفہ کی طرف چلی جائے اور مدینے مین پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائین تپ و وبا بہت تھی نقل ہے کہ جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے حضرت کے اصحاب عارضہ تپ مین مبتلا ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

پن اپنے جو دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین بیمار پڑے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی خبرگیری کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین
مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرما رہے ہین **شعر** كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ۔ وَالْمَوْتُ
أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ ۔ اور دوسرے گوشے مین بلال و عامر کو دیکھا کہ کفار قریش پر
لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھ اشعار پڑھ رہے ہین اور زمین مدینہ کی شدت
سے شکایت رکھتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال
تپ و وبا اس بلد سے جحفہ کیطرف لیجائے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے ہی نقل کرتے ہین کہ ایام جاہلیت مین جو شخص
مدینے مین آنے کا قصد کرتا اور چاہتا کہ وباء مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیة الوداع
تک پہونچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام اس موضع کا ثنیة الوداع اسی جہت سے
ہے کہ اگر کوئی یہان پہونچکر آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی تمام
ہوئی اور اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا یہانتک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس
والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص نے شعرای عرب سے کہ نام اوسکا عروہ بن الورد
تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اس جگہ پونہچا تو وہ اس طریقۂ بد کو عمل مین نہ لایا اور
شعر پڑھا ۔ لَعَمْرِي لَئِنْ عَشَّرْتُ مِنْ خَشْيَةِ الرَّدَى ۔ نُهَاقَ الْحَمِيرِ إِنِّي لَجَزُوعٌ ۔
اوسکو کوئی آفت نہ پہونچی جیسے وہ عادت بد چھوٹ گئی اور ذکر ثنیة الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت
واقع ہے اور وجہ تسمیہ اوسکی یہی تھی جو مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اوسکو ثنیة الوداع اس جہت سے
کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس موضع تک مسافرون کو پونہچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہے
کہ یہ شہر مطہر آخر زمانے مین دجال سے محفوظ رہیگا روایت صحیحین سے ثابت ہے
کہ اوس زمانے مین مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک
جماعت ملائکہ کھڑی کیجائیگی کہ دجال کو داخل نہونے دیگی اور دوسری حدیث
مین آیا ہے کہ روی زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا کہ اوسمین دجال نہ پونہچے گا سوا مکے اور مدینے
کے اور حدیث مسلم مین آیا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اوسکے قصد مدینہ

کرے گا اور جبل احد کے پیچھے آکر اوترے گا ملائکہ اوسکا منہ شام کیطرف پھیر دینگے اور وہ شام مین ہلاک بھی ہوجاے گا اور صحیحین مین آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگون سے دجال کیطرف نکلے گا اور کہے گا کہ تو وہی دجال ہے کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے آخر حدیث تک ابو حاتم معمر سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ ایسا سنا ہے کہ وہ مرد خضر علیہ السلام ہین اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح مین روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور زبان معجز نما بیان پر ذکر اوسکا مکرر جاری رہا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الخلاص کیا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ دجال آوے گا اور جبل احد پر چڑھکر نگاہ کرے گا اور اپنے لوگون سے کہے گا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہے کیا چیز ہے یہ احمد کی مسجد ہے بعد اسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کرے گا تو ہر راہ کے سرے پر ایک فرشتے کو پاوے گا کہ حراست اور حفاظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب جو سب سیلون کا مجمع ہے خیمہ ڈالے گا اور مدینے مین تین بار زلزلہ آوے گا اوس مین جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہونگے نکل کر دجال کیطرف چلے جاینگے اور مدینہ ہر خبیث اور نجاست سے پاک ہوجاویگا یہی یوم الخلاص ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلون مین خاصیت شفا رکھی ہے اور بہت سی حدیثون مین آیا ہے کہ مدینے کے غبار مین شفا ہے ہر بیماری سے اور بعضے طرق مین آیا ہے من الجذام والبرص اور بعضے اخبار مین تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے اور وادی بطحان بھی کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب کو حکم فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کرین چنانچہ مدینہ منورہ مین یہ بات مشہور ہے متواتر چلی آئی ہے اور وہ واسکے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب مین آثار وارد ہوے ہین اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہین اوس عموم سے اس خاک پاک کو مستثنا کرتے ہین واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہین کہ مین نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ

ایک سال کامل اوسکو تپ آئی اور کسی طرح نہ گئی میں نے تھوڑی سی وہی خاک لے کر پانی میں گھول کر غلام کو پلادی اوسنے اوسی دن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کاتب الحروف بھی اس تجربے سے مشرف ہوا ہے جس زمانے میں کہ میں حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے میں پانوں پر ورم آگیا کہ اطبا اوسکے علاج سے عاجز آئے اور سب کے نزدیک عارضہ مہلک قرار پایا میں نے اوسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالی نے تھوڑے دنوں میں نہایت سہل طریقے اس محنت سے خلاصی دی اب وہاں کے میووں کا حال صحیحین میں آیا ہے کہ جو شخص سات ترمے عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اوسکو اثر نکرے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والے کو کہ نہایت سخت مرض ہے عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھیں اور عجوہ ایک قسم ہے خرمے کی اوسکی حقیقت اہل مدینہ جانتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اصل اوسکی وہ کھجور کا درخت ہے جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے میں اس کثرت سے ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے سید علیہ الرحمہ نے تاریخ کبیر میں ایک سو ونتالیس قسم گنے ہیں اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آئی هٰذا محمد سید الانبیاء وهٰذا علی سید الاولیاء ابو الائمة الطاهرین بعد اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ هٰذا محمد رسول اللہ وهٰذا علی سیف اللہ اسی جہت سے اوسکو صیحانی کہتے ہیں کہ صیحہ لغت میں بہ معنی آواز ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کان احب التمر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العجوة اور غالب ہے کہ یہ خاصیت اوسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنی سات کے سوا شارع کے کوئی نہیں جانتا یہ از قسم اسرار ہے جسکو اوسپر ایمان لانا چاہیے اور وہ جو بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ زمین خاص کی

تاثیر سے ہے یا کیفیت ہوائی خاص سے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاصیت
سے یا یہ اکثری امور سے ہے نہ امور دائمی سے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور آج معدوم ہے ان احتمالات کا منشا عقل ناقص
اوس ایمان دار کے نہایت تعجب ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم
کو دوست رکھنا اور اوسکو رغبت سے نوش فرمانا سنا ہو پھر اوسکی خاصیت شفا میں تامل
باطل کرے یہ بات اوسکی بے نصیبی سے خبر دیتی ہے نعوذ باللہ منہ شعر جو لب
کوزہ سنی کوزہ نبات شود * زکوہ قطرہ چکد چشمہ حیات شود * اور منجملہ شرافت اور
فضیلت اس بلدہ طیبہ کے یہ ہے کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہے کہ آخر مساجد
اور مسجد قبا ہے کہ دین محمدی میں سب مسجدوں سے پہلے اوسکی بنا ہے اور درمیان قبر شریف
اور منبر کے ایک چمن ہے چمنہای جنت سے اور مسجد شریف میں منبر ہے کہ بہشت بریں پر رکھا ہے
اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہے جنت کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی
احد اور مقبرہ بقیع ہے کہ مقام ہے آل و اصحاب کا اور اوس زمین پر مشہد ہے جناب سید الشہدا
یعنی سید امیر حمزہ کا اور اوسکے سوا اور بہت سے مشاہد اور مقامات متبرکہ ہیں کہ ہر ایک
کی فضیلت اور کرامت میں اخبار اور آثار وارد ہیں انشاء اللہ تعالی کچھ اوسمیں سے ان
اوراق میں مذکور ہونگے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی
اور مدینہ فتح ہوا برکت قرآن سے ہے چنانچہ اسکا ذکر بیان سبب ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں
واضح ہوگا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اوس بلدہ طیبہ سے بی ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہو
اور مورد ہوتا ہے وعید کا اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مناسک حج ادا کرکے
بہت جلد مدینے کو پھرتے تھے اور مکہ معظمہ میں قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے
تھے چنانچہ اہل مدینہ کا بھی رویہ آج تک ہے شعر صبر از درت محال بود
اہل شوق را * ورزانکہ در بہشت بریں رفتہ جا کنند * اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ
مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہوا چنانچہ ذکر اسکا بہت سی احادیث میں
واقع ہوا ہے بعد اسکے علما اوسکی تحدید حدود اور حکم تحریم

میں مجملہ ان امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرمت مدینہ کے معنی محض تعظیم وتکریم ہیں نہ ثبوت
احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہما اور امام شافعی کے نزدیک حرمت اور ترتب
احکام میں دونوں حرم ایک طرح ہیں کچھ تفاوت نہیں اور تحقیق اس مسئلے کے ابواب فقہ میں
ظاہر ہے سید علیہ الرحمہ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے واللہ اعلم اور منجملہ اوسکے
یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی
ہے اور بد دعا اور وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہے ثابت ہوتا ہے
سوا اوسکے اور احادیث بھی اس مضمون میں وارد ہوئے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اَلْمَدِیْنَۃُ مُھَاجَرِیْ یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے وَفِیْھَا مَضْجَعِیْ یعنی اوسمیں
میری خوابگاہ ہے یہ اشارہ اس بات پر ہے کہ میری قبر شریف اوسمیں ہوگی وَمِنْھَا مَبْعَثِیْ
یعنی وہیں سے میرا اوٹھنا ہے یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ
ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہونگے حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ
حِفْظُ جِیْرَانِیْ یعنی چاہیے ہے کہ اونکے حقوق کی رعایت میں ایک شمہ فروگذاشت
نکریں اور جو کچھ کہ میرے ہمسایوں سے صادر ہو اوسکا مواخذہ نکریں جہانتک ہوسکے
اوس سے درگذر کریں مَا اجْتَنَبُوا الْکَبَائِرَ جبتک کہ ان لوگوں سے گناہ کبیرہ نہوا اور
جب ہو تو حق شریعت غرا ہے حق اللہ میں یا حق العباد میں اوسکو قائم کریں مَنْ حَفِظَھُمْ
کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظْھُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ
اور طینت خبال ایک حوض ہے دوزخ میں کہ پیپ اور خون دوزخیوں کا اوسمیں جمع
ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ لَا یُرِیْدُ اَحَدٌ
اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَہُ اللّٰہُ فِی النَّارِ کَمَا ذَوْبِ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبِ الْمِلْحِ
فِی الْمَاءِ بعضے لوگوں نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظواہر
احادیث اس کے خلاف پر ناطق ہیں اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے
اللہ تعالی کی تقدیر کا جاری ہونا اسطور پر آیا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کرنے کا
اہل مدینہ کے ساتھ قصد کرکے چڑھ آوے وہ ادنی مدت میں اوسکے وبال میں گرفتار ہوکر

ہلاک ہوتا ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پہونچکر دونوں دست مبارک اوٹھا کر دعا کی
اَللّٰهُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَهْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ هَلَاکَهٗ چنانچہ وقوع لطف و قتال کا
یزید پلید کے زمانے مین اس حدیث شریف کا مصدق ہے امام احمد حنبل حدیث صحیح مین حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک امیر امرای فتنہ سے
مدینے مین آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بدینہ منورہ مین تھے اور کبر سن کی
جہت سے اونکی بصارت مین ضعف آگیا تھا لوگون نے اون سے کہا کہ مصلحت
وقت یہ ہے کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جائیے اور اپنے تئین
اسکے فتنے سے بچائیے کہتے ہین کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونون ہاتھ اپنے
دو بیٹون کے کندھون پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقاً ایک جگہ بسبب ضعف
بصارت کے ٹھوکر کھا کر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہووے وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہے
وہ تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مین نے
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ
کو ڈراوے تحقیق اوسنے مجھے ڈرایا اور روایات نسائی مین آیا ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ
الْمَدِيْنَةِ ظَالِمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اوسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہین ہوا
اسکے اور احادیث اسباب مین بہت ہین سید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھاگے تھے بشر بن ارطاۃ تھا
اس واسطے کہ قرطبی ابن عبد البر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت معاویہ نے بعد
قضیہ تحکیم حکمین کے بشر بن ارطاۃ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ پر بھیجا کہ مدینہ والوں
سے اوسکی خلافت پر عہد بیعت لے لے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہ اوس
زمانے مین حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ تھے

ترجمہ
اے پروردگار جو ارادہ کرے میری اور میرے شہر کے رہنے والون کی برائی کا ارادہ تو جلدی اوسکو ہلاک کر ۱۲

ترجمہ
یعنی جو کوئی ڈراوے اہل مدینہ کو ظلم سے تو بیشک ڈراتا ہے اونکو اللہ اور اوس پر لعنت ہے خدا کی اور ملائکہ اور سب آدمیون کی ۱۲

خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب والا صفات آپ کے پاس پہنچے اور بسر شہر مدینہ میں داخل ہوا اور
کہنے لگا کہ اگر عبد امیر المومنین اور دستے حکم کے خلاف ہوتا تو میں ایک شخص کو بھی مدینے
میں زندہ نہ چھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو طلب کیا اور
بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبداللہ کو حاضر نہ کرو گے تو میرے
عہد ذمہ سے باہر ہو جاؤ گے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال بیان کی اور اون سے بسر کی
مجلس میں جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہے اس میں امید فلاح نہیں اور
ترک میں بھی امان نہیں اب کیا تدبیر کریں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کر ہا اور
جبرا بیعت کر لینے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرۂ بنی سلمہ میں
چھپ رہے علما رحمہم اللہ تعالی کہتے ہیں کہ یہ لعن جو ارادۂ ظلم اور فساد پر وارد ہوئی ہے
لعن کفار اور اہل شرک نہیں ہے کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جاوے اور جنت میں
کبھی داخل نہ ہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑنا ہے خدا کی رحمت خاص سے اور
نہ داخل ہونا ہے اہل قرب کے ساتھ جنت میں اور حقیقت میں مقصود تہدید ہے اور بیان
اور برکت حرمت اور عظمت مدینہ منورہ یہاں تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہیں کہ مدینہ
منورہ میں گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا بعضے علما کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں ایک
گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہیں واللہ اعلم

فصل یزید پلید کے زمانے میں جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد
اقبح قبائح جو وقوع ہوا وہ واقعہ حرہ تھا اوسکو حرۂ واقم اور حرۂ زہرہ بھی کہتے ہیں وہ ایک
جگہ ہے سواد مدینہ طیبہ میں ایک میل پر اور اس واقعہ میں جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک
حرمت اس خیر البلاد کا ظہور میں آیا اگرچہ ذکر اسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہے مگر
چونکہ وقوع اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہے اور اوسکے واقع ہونے سے پہلے نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور
خوف دلائے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال میں گرفتار ہو گا اور اس واقعے کا

انجام جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکی طرف کیا جاوے
بعضے علماء کے نزدیک مصداق اوس خبر کا بھی کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے
ویران ہوجاوے گا اور آدمی اوسکو چھوڑ دینگے اور جانوران صحرائی اوس مین گھر
رہینگے یہی واقعہ حرہ ہے لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہے کہ وہ
حال قرب قیامت مین ہوگا اسواسطے کہ بعضے علامات اور آثار جو ان اخبار مین وارد ہین
اوس قضیہ مین نہین پائے گئے جیسا ابن شبیہ کی روایت مین آیا ہے کہ چالیس برس
یہ بلدہ مکرمہ ویران رہے گا اور وحوش اور طیور اور درندے اسمین رہینگے بعد اوسکے
دو چرواہے قبیلہ مزینہ سے آئینگے مدینہ منورہ کو اس حال پر دیکھکر آپس مین تعجبا
کہینگے کہ یہان کے آدمی کہان چلے گئے پس ثابت ہوا کہ وقوع ایسی حالت کا
آخر زمانے مین ہوگا اور اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد
ہین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ایسا پیش آوے گا
کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کرینگے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کرے گا
فرمایا امرا السوء یعنی برے آدمی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آیا ہے کہ ہلاک میرے
امت کا ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ پر ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوس وقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے ہین فرمایا گوشہ گزین ہوجانا خلق سے اور دوسری حدیث
مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے
قبضۂ قدرت مین ہے مدینے مین ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہان سے صاف نکل جائیگا
جیسے سر کے بال مونڈتے ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل
کی قدر ہو اور بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خدا پاک مجھکو ستین
سائٹھ کے حادثون سے اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھیو اور وہ دن آنے سے پہلے
مجھکو دنیا سے اوٹھا لے یہ اشارہ تھا زمان یزید پلید کی طرف اس واسطے کہ وہ بے دولت
سنہ سائٹھ مین تخت شقاوت پر بیٹھا اور واقعہ حرہ اوسکے زمان شقاوت نشان مین واقع ہوا
واقدی کتاب حرہ مین ایوب بن فشیر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

حرہ باہر آئے تھے حرہ زہرہ مین پہونچکر کھڑے ہو گئے اور آیہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی گئی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین ہے اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب ہوا فرمایا مارے جائینگے اس حرہ سنگستان مین بہترین امت میری بعد صحابہ کے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب اس جگہ آپ پہنچے تو دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کہ اس حرہ مین مارے جائینگے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہ روایت آئی ہے اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ توراۃ مین آیا ہے کہ مدینہ مطہرہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید ہونگے کہ قیامت کے دن اونکے منھ چودھوین رات کے چاند سے زیادہ روشن ہونگے اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین پانی بہت برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ ہوا مدینہ کی سیر کو باہر تشریف لائے جب اوس جگہ پہونچے جسکو حرہ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اوسوقت آپکے ہمراہ تھے قسم کھاکر کہنے لگے اے امیر المومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ یا ابا اسحق کعب یہ کس زمانے مین ہوگا فرمایا اے زبیر کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ سے واقع ہو ایسا جانا چاہئے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال و تفصیل کے اس واقعے کو لکھا ہے کہ یہان اس جگہ بیان کیجئے اور اون لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہے خواہ تفصیل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تا کہ تحریر اور تقریر اہل قصص مین تغیر اور نقصان واقع ہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہل مدینہ کا مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہے یہی واقعہ حرہ ہے کہ مدینہ منورہ تا مدت کمال رونق اور آبادی [illegible] باقی نہین کر دیا یاں صحابہ اور تابعین سے

مملو تھا حادثے اور فتنے پے درپے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنوں کے خوف سے
اوس جا سے طرح سے رحلت اختیار کر کے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو
ایک فوج عظیم شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اون شقیا
نے ان حضرات کو اوسی مقام حرہ میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ شہید کیا اور تین دن
تک ہتک حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول رہے اس جہت سے اسکو واقعہ حرہ
کہتے ہیں اس قصے میں ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار اور علماے تابعین شہید
ہوئے اور عوام الناس سوا عورتوں اور لڑکوں کے دس ہزار اور سات سو حافظ قرآن
اور ستانوے آدمی قوم قریش کے درجہ شہادت کو پہنچے اور اون بے دولتوں نے فسق
اور فساد اور زنا کو مباح کیا یہان تک کہ لوگ نقل کرتے ہین کہ بعد اس واقعے کے ایک
ہزار عورتوں نے بچے زنا کے جنے اور ان نالائقوں نے مسجد شریف مین گھوڑے اور
اور روضۂ رسول ریاض الجنۃ مین گھوڑوں نے لید اور پیشاب کیا اور لوگوں سے اس
مضمون پر بیعت لی کہ یزید چاہے انکو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی
طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت کی طرف عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ
نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن اور سنت پر لینا چاہیے سو انکو یزید نے اوسی
وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہین کہ اہل اخبار نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ اوس زمانے میں بالکل
آدمیوں سے خالی رہا اور وہان کے میوجات وغیرہ نصیب جانوران جنگلی ہوئے
کتوں وغیرہ نے مسجد شریف کو بیت الخلا آرام گاہ بنایا مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا اور طبرانی نے
ایک خبر طویل میں عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ کے انتقال
کے بعد عبداللہ بن زبیر نے بعقد بیعت اور اطاعت یزید پلید سے انکار کیا اور اوسکے
حق مین گالی گلوچ کرنا شروع کی یزید نے یہ سنکر قسم کھائی کہ واللہ عبداللہ بن
زبیر کی گردن مین طوق ڈالونگا بعد اسکے ایک شخص انکے بلانے کو بھیجا اوسکے
اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی کا طوق بناؤ اور یزید کو قسم سے بری کرنے
واسطے اپنی گردن مین ڈالو اور اوسکے اوپر جامے پہن لو تو یقین ہے کہ او

سلامت رہو حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی ہرگز اسکو اس قسم مین سچا نکرے گا
مین ہرگز غیر حق پر نرم ہون جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم ہو جاوے بعد
اوسکے عبداللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی اور لوگونکو اپنی اطاعت کیطرف بلایا یزید پلید نے
مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر شامی ساتھ دیکر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم کیا کہ بعد
مدینے کے قلع و قمع کے مکے کیطرف جانا اور عبداللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم
بن عقبہ مدینے مین آیا سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے
باقی لوگون کو قتل کرکے مکے کی جانب متوجہ ہوا اور راہ ہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین
بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کرکے ابن زبیر کے محاصر کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگا دینے
کی وصیت کی حصین بن نمیر ہنوز راہ ہی مین تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہ ہی سے
بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ ظہور مین نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ سنہ ۶۲
مین یزید پلید نے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینہ منورہ
پر بھیجا کہ اوسکی بیعت وہان کے لوگون سے لیوے اوسنے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے
یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ یزید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان
آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے
ہم نے اوسکی بیعت توڑ دی اوس جماعت مین منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ
مثلہ اوسنے مجھکو لاکھ درم دیے ہین اور احسان کیا ہے لیکن مین سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا
کہ وہ شرابی اور بے نمازی ہے یہ حال سنکر باقی اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری پیدا
ہوئی اور سب نے بیعت توڑ دی بعد اسکے اہل مدینہ نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل کے
ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبداللہ بن حنظلہ کہتے تھے
واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نہ کیا
جبتک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابوالحسن مدائنی سے
کہ ایک ثقہ راوی ہین نقل کرتے ہین کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و
فجور یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی بیعت توڑی عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے

عامر اپنے سر سے جدا کیا اور کہا اگرچہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا لیکن وہ دشمن خدا
دائم السکر ہے مین نے اپنے تئین اوسکی بیعت سے الگ کیا جیسا اپنا عمامہ مین نے اپنے
سر سے الگ کیا دوسرے کھڑے ہوے اونھون نے پانون سے اپنی جوتیان نکالین اور
یزید کی بیعت سے الگ ہوے یہانتک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھرگئی بعد اوسکے
عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے
سبکو دار مروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی ان سبھون نے
یزید پلید کو اپنا حال کہلا بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوسنے مسلم بن عقبہ کو
اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کمبخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ
کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کریگا اوسکو
ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملینگے اور سو دینار اور بطریق انعام
اوسپر اضافہ ہونگے آخر بارہ ہزار آدمی مستعد ہوے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم بھیجا
کہ عبداللہ بن زبیر سے جاکر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا
واللہ ہرگز جمع نکرونگا ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ کے
پھر اوسنے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھے کوئی حادثہ ہو تو حصین بن
نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جن پر تجھکو بھیجتا ہون تین بار اونکو دعوت کر اگر تیری
بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اونکے ساتھ لڑائی کر یہانتک کہ جب تو اونپر غالب
آجاوے تین روز تک مدینہ منورہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور
ہتھیار اور کھانا ہو اوسکو لشکریون پر حلال کر اور تین روز کے بعد اونکے قتل سے باز رہیو
اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نکرنا اونکو اوس سے لئے اوس جماعت سے
اتفاق نہین کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پہنچی تو تب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہو کر
جماعت بنی امیہ سے جو دار مروان مین محصور تھے کہا کہ تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نکروگے اور جاسوسی و خبر عمل مین نلاؤگے اور ہمارے دشمنون کی
مدد نکروگے تو ہم تمکو چھوڑ دیتے ہین اور نہ اسی وقت ہم تمکو قتل کئے ڈالتے ہین بنی امیہ

منافقانہ عہد و پیمان کرکے اونکے ساتھ ہوکر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم
نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہان پہونچکر تین روز لڑائی
موقوف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تدبیر کیا ہے اور
کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوا لڑائی کے کوئی تدبیر نہین سوجھتی ہے فساد اور فتنہ دفع ہو
اور یہ خیر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین اوس سے
فساد اور زیادہ بڑھیگا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور گردن اطاعت اوسکے
سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سبکے سب لڑائی پر مستعد ہوکر مدینے سے
باہر نکلے عبد اللہ بن غسیل سوار ہوئے اور لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت دی اوس
طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفون کے بیچ مین
لاکر کھڑا کیا وہ بے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبد اللہ بن غسیل بھی
مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجہ شہادت کو پہونچے مسلم بن عقبہ نے اونکا
سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آئے اور اون نالائقون نے
موافق حکم یزید پلید کے تین دن تک حریم مدینہ کو مباح کیا اور مال اور اسباب لوٹا اور
اور زنا کاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے
لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی مثل اوس خندق کے
جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور سینہ زور
تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرد اگرد مدینے کے کانٹون کی باڑھ لگائی اور دشمنون
کی راہین ہر طرف سے بند کرکے ہر طرف تیر اور پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر
آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرا کے مسلم بن عقبہ واقع سے ڈر کر حرہ کے
ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس امر کے مین کوئی
حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان نے بنی حارثہ کے پاس آکر اونکو کچھ
طمع فاسد دیکر ایک طرف سے راہ کھلوا دی لشکریان یزید اوس طرف جس سے
اہل مدینہ سبکے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف کو آکر مقابلہ اور محاربہ مین مشغول ہوئے

نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ امیر بیٹا تمہاری قید مین پڑ گیا ہے
اوسکو چھوڑ دو اور تضرع و عاجزی بہت سی کی اوس بے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کٹوا کر اوسکے
ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے جینے پر بس نہین کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش کرنے کو آئی ہے
نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید مین رکھا اور کھانا پانی اونکو نہ دیا
سعید بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے اوسنے اوسنے کہا کہ یزید کی بیعت
اختیار کر اونھون نے فرمایا کہ بیعت کی مین نے ابو بکر اور عمر کے طریقے پر اوسنے کہا کہ انکی
گردن مارو اوس درمیان مین ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اونکے جنون کی گواہی
دی اوسنے اونکو چھوڑ دیا اور یہ مسلم بن عقبہ مسرف کہلاتا ہے اس سبب
سے کہ اسنے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب الحرہ مین نقل
کرتے ہین کہ یزید پلید کے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہے اور بستر ہلاکت پر
پڑا ہے اوسنے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض نہوتے تو مین اس مہم کے سر کرنے کو
تمکو افسر کرکے بھیجتا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسی کو نہین دیکھتا ہون مسرف
یہ بات سنتے ہی اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تجھکو قسم ہے اے امیر المومنین کہ یہ کام دوسرے
کے حوالے نکر مجھسے زیادہ کوئی دشمن اہل مدینہ کا نہوگا مین نے اس باب مین
ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت مع اپنی شاخون کے بقیع مین عثمان بن عفان
کے انتقام مین فریاد کر رہا ہے مین نے نزدیک اوسکے جا کر سنا کہ وہ درخت کہتا ہے
کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے نکلے گا اوس روز سے مجھکو یقین ہے کہ مین اہل
مدینہ کو قتل کراون گا اور اسی امید پر اپنے دلکو تسلی دے رکھی ہے یزید نے جو اس بات
اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ
مدینہ ہو اگر وہ لوگ تمہارے داخل ہونے مین مدینے کے اندر اور قبول بیعت اور اطاعت
سد راہ ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک ایک کو نچھوڑنا سبکو قتل کرنا اور
اسباب اور مال اونکا لوٹنا اور اگر ایسا نکرین بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کرین تو اون
تعرض نکرنا وہان سے عبد اللہ بن الزبیر کی طرف جانا اور اوسکا کام تمام کرنا لکھا ہے

یہ مسرف نا عاقبت اندیش شہدای حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگوں کے قتل
کرنے کے اب بھی اگر میں دوزخ میں جاؤں تو مجھ سے زیادہ کوئی بدبخت نہوگا اور لوگ ان سے
روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جس مرض میں کہ مبتلا تھا اوسکی دوا کھا کر کھانا مانگا
طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہے غذا او سیر نہ کیجیے ورنہ دوا فائدہ نکرے گی
اوسنے کہا کہ اب میں اپنے جینے کی تمنا کیوں کروں مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے
تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کروں وہ مراد میری حاصل ہو گئی اب سوا
موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہیں یقین ہے کہ اللہ تعالی نے ان ناپاکوں کے قتل کرنے سے
مجھکو سب گناہوں سے پاک کر دیا ہوگا سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بات اوسکی
کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اسواسطے کہ شہید کرنا اس جماعت مرحومہ
کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس نالائق بدبخت
کو چھوٹنا محال اور مشکل ہو جاے گا گناہ بخشا جانا کسکا اور منجملہ صحابہ کے جنکو جبراً قتل کیا وہ
عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ہیں کہ مع اپنے سات بیٹوں کے شہید ہوے تھے اور عبد اللہ بن زید
حاکی وضو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو مکے کی فتح میں حاضر
تھے اور جھنڈا اونکی قوم کا اونکے ہاتھ میں تھا اور یہی نقل کرتے ہیں کہ یہی مسرف
شقی اور مروان بن الحکم شہداے حرم کی لاشوں کے گرد بطور سیر اور تماشے کے
پھرتے تھے یکایک عبد اللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اونکی انگلی شہادت
کی آسمان کی طرف اوٹھی ہے مروان نے کہا واللہ تو نے اگر بعد موت کے انگلی آسمان
کی طرف اوٹھائی ہے تو ہم نے کسقدر انگلیاں اپنی حیات میں تمہارے ہاتھوں سے آسمان
کیطرف نہیں اوٹھائیں اور خدا کی درگاہ میں کتنی تضرع وزاری نہیں کی اور کتنی دعائیں
نہیں مانگیں ایک شخص یہ بات سنکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت
مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل میں
تھی وہ بولا کہ ان لوگوں نے مخالفت دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہے کہ مروان
بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا یزید نے بڑا شکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوسکو اپنا

مقرب ٹھہرایا ابن جوزی روایت لاتے ہین کہ سعید بن مسیب فرماتے تھے کہ اون ایام
جن مین واقعۂ حرہ درپیش تھا کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر نہ رہتا تھا اہل شام
مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ یہان کیا کیا کرتا ہے اور کوئی وقت
نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان اور اقامت نماز کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اذان
اور اقامت سے مین نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اور اس واقعے مین
بڑا قبیح امر یہ ہوا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اون ناعاقبت اندیشون
نے گستاخی کی نقل کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو
کہ اونکی ریش مبارک جڑ سے اوکھڑی ہوئی ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا صورت ہے
آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھ کھیل کیا کرتے ہو اور منھ سے نوچا کرتے ہو اونھون نے
فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہے اہل شام کا واقعہ حرہ مین ایک جماعت شامیون کی میرے
گھر مین گھس پڑی اور جو کچھ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی بعد اس کے
دوسری جماعت گھسی اونھون نے میرے گھر مین کچھ نہ پایا تو اونکو نہایت غصہ آیا ہر شخص
میری داڑھی اوکھاڑی اور اسحال کو جو تم دیکھتے ہو پہونچایا اون شیاطین سے اس طرح
کے اور بھی قبائح بے شمار ظہور مین آئے آپ سنو ان ظالمون کا انجام کار کہ دلالت
کرتا ہے انکے خسر الدنیا والآخرہ ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار
بجبر واکراہ اہل مدینہ سے بیعت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے خوف سے
جیسا حالت اکراہ اور اضطرار مین بیعت اور اطاعت کرنا قبول کی اونمین سے ایک شخص
نے کہا کہ بیعت کی مین نے مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اس طرح کی بیعت
اونسے قبول نہ کی اور قتل کا حکم دیا جب قتل ہوگئے تب اونکی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر
مجھے اسپر قدرت دے تو واللہ مین اسکو جلا دون مردہ پاؤن یا زندہ جاتا چاہیے کہ جب
قتل اور لوٹ مدینے سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ ومقاتلہ عبد اللہ بن
زبیر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا دو تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم
واصل ہوا وہ بی بی اپنے عہد کے موافق چند غلام اپنے ساتھ لے کر اوسکی قبر پر گئین اور

اور اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوسکی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک
سانپ لپٹا اوسکے ناک کی ہڈی چوس رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھکر دور ہو گئے اور بادل کی طرح
اوس بی بی نے کہا کہ خداوند مطلق نے اوسکے اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف سے [illegible]
کیا یہی عذاب اوسپر کافی ہے وہ بولین نہین واللہ جبتک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا
پورا نہ کرلون اس مسرف سے درگذر نہ کرون اور کہا اسکو پانون کی طرف سے نکالو اوس
طرف بھی ایک اژدہا پایا اون بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالی سے
دعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہے کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہی مجھکو فرصت
دے کہ مین اوسکو گڑھے سے نکال کر جلا دون بعد اوسکے ایک لکڑی ہاتھہ مین لے کر سانپ
کی دُم پر ماری کہ اوسکی قبر سے نکل گیا پھر اوسکی لاش کو نکلوا کر جلوا دی واقدی کہتے ہین کہ
ہمکو ایسا ثابت ہوا ہے کہ وہ بی بی یزید بن عبد اللہ بن زمعہ کی مان تھین بعد متوجہ ہونے
مسرف کے مکہ معظمہ کیطرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی
قوم کو ساتھہ لے کر پھرتی تھین جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آ پہونچین اور اوسکو
قبر سے نکال کر سولی پر رکھہ یا ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پر دیکھا تھا
ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون نے اوسکو دار پر سنگسار بھی کیا یعنی اوسپر پتھراو ہوا اور
ذکر جلانے کا اس روایت مین نہین آیا شاید سولی پر رکھنے کے بعد دو تین دن کے جلا دیا
ہوگا پس جس شخص نے جلانے کی روایت نہین کی اوسنے قبل جلانے کے اوسکو سولی پر دیکھا
ہوگا واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اوس واقعے کے بعد تین راتین نہین
گذرین مر گیا اور راہ مین مدینہ منورہ کے اوسکا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سخت بُری
حالت مین مرا لیکن وہ بے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا
مجھسے بعد کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کے کوئی ایسا عمل جو میرے نزدیک سب عملون سے
محبوب اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا
اگر تو مجھے باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت
عالم مین نہوگا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین

مقرب ٹھہرایا ہے یزید نے والی اور حاکم کیا ہے جلد مکہ معظمہ مین چنانچہ عبد اللہ بن الزبیر کا کام جن ہیر ... ن سے لڑنے مین کی مگر منجنیق نصب کرکے پتھر دن سے مارا کر وہ خانہ کعبہ میں حضرت پناہ لاوے تو کچھ خوف نکرا در منجنیق پھینکنے سے باز نرہ حصین بن نمیر اوسکی وصیت کے موافق چونسٹھ روز اوس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکے لکھا ہے کہ ان لوگون کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اوسنے اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگائی تھی یکایک ایک ہوا تیز ایسی چلی کہ کعبۃ اللہ مین اوس سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پہنچی کہ مرض ذات الجنب مین جہنم واصل ہوا یہ خبر پہنچتے ہی پریشانی اہل شام اور بنو امیہ مین پڑگئی سب کے سب ذلیل اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہار شنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذیحجہ سنہ ترسٹھ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرہ محرم کو سنہ چونسٹھ مین اور قتال مکہ اور پتھراؤ کرنا بیت اللہ کا منجنیق سے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے واقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کرتے ہین اللہ اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع غریبہ کے کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے خبر دی ہے ظہور نار حجاز ہے کہ اوس دیار عظمت شعار مین واقع ہوا اور اوسکا ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے اوس زمین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے مین ڈرانا تھا برے لوگون کا اور خاص اس بلدہ شریفہ مین ظاہر ہونے کی حکمت یہ تھی کہ یہ زمین رحمت اور شفاعت کی جگہ ہے ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہوگا اور بعد ظاہر ہونے اس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریای رحمت نے اوس نار غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتدای سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ھ سے تیسری جمادی الآخرہ تک مدینہ منورہ مین بڑے بڑے زلزلے آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور سارے گھر اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسرے دن مذکور کو بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جسمین قلعہ ہو برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اوسکو کھینچتی ہے اور جس پہاڑ تک پہونچتی ہے

اوسکو جلاکر راکھہ کردیتی ہے اور رانگے کی طرح پگھلاتی ہے اور بادل کی طرح
گرجتی ہے اور دریا کی طرح جوش مارتی ہے اور گویا اوسمین سے نہرین سرخ اور نیلی نکلتی
ہین اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتی ہین اور ساتھہ اسکے ایک ٹھنڈھی ہوا ایسی اوس
طرف سے مدینے کی طرف آتی ہے قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے
ہین اوس آگ کی روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ
سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہے اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام
کرتے تھے اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہوگئی تھی بعضون نے
مکہ معظمہ مین اس آگ کی روشنی دیکھی اور یمن و بصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی
سے اونٹون کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے
ہین کہ طول اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیڑھ قد آدم
سیل کیطرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے تھے
وہ سب ملکر سد راہ ہوگئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور
مواشی گذر نسکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ
کو تشویش دیتے تھے اس سد عظیم کا پیدا ہونا اونکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار
کہ در کار خداوند خطا ست ٭ زانکہ او ہرچہ کند عین صلاحست وصواب ٭ حاصل کلام یہ ہے
کہ عجائب اس آگ کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے
عجائب احوال سے یہ ہے کہ پتھر کو کھالیتی تھی لیکن درختون مین کچھہ اوسکا اثر نہوتا تھا اور کہتے
ہین کہ امیر عز الدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مین نے سنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے
مجھکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھہ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار قریب
اوس آگ کے پہونچے کچھہ ہمکو اوسکی حرارت محسوس نہولی ساتھہ اسکے کہ پہاڑ دن کو کھاتی
چلی جاتی تھی مین نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھہ اوس طرف دراز کیا
تب تیر کے پر جل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات کی

جمال مطری

سننے سے میرے ذہن مین ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اوسکا درختون کو
آثار تحریم نبوی سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے
حرم کی تعظیم اور رعایت ادب کا حکم فرمایا ہے لیکن قسطلانی کہتے ہین کہ اوس آگ کی شدت
حرارت سے کسی کو نزدیک جانے کی مجال نہ تھی دو تیر کے فاصلے تک اوسکی حرارت کی
موجین اور ہیبت کی فوجین پھیلی تھین اور بھی وہی کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص نہایت
معتبر سے سنا ہے کہ وادی مین ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا آدھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا
اور آدھا باہر باہر کی النگ کو آگ کھا گئی اور نصف داخل تک جب پہونچی تو بجھ گئی اوس روایت
مین جو جمال مطری لائے ہین اور کلام قسطلانی مین ظاہر اضافات معلوم ہوتا ہے سید علیہ الرحمہ
فرماتے ہین کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول کے لائق ہے اسواسطے کہ وہ اوس زمانے والون
سے ہین کہ اوس آگ کے احوال کو اپنے مشاہدے سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی
اونھون نے اس آگ کے احوال مین کمال تفصیل سے لکھی ہے اور پتھر کا آدھا جلنا اور
آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا بڑے معجزات سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ
بعد اتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہے
جبکہ یہ آگ اللہ تعالی کی آیات اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے تو ہو سکتا ہے
کہ اوقات مختلفہ مین اشخاص متعددہ پر احوال مختلف ظاہر ہون یعنی بعضون کو اسقدر گرم
معلوم ہوئی اور بعضون کو اوتنی سرد یہ بات چندان غریب نہین اور اللہ تعالے کی
قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھہ عجیب نہین واللہ علی
کل شیء قدیر آگ کے نہ تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف مین دونون کلام متفق ہین
لکھا ہے کہ قاضی اور امیر مدینہ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھ جمع ہو کر خدای تعالی کی درگاہ
مین تضرع اور زاری مین مشغول ہوئے اور رد مظالم اور اقرار حقوق مین کوشش کی اور
بردے آزاد کئے تاکہ دریاے مغفرت الہی جوش مین آئے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب
مدینے والے لڑکے بالون سمیت حرم شریف مین شب باش ہوئے اور گرد اگرد حجرہ شریفہ
کے برہنہ سر ہو کر حق تضرع اور عاجزی اور زاری بجا لائے حق سبحانہ وتعالی نے اپنے

حبیب کی برکت سے اوس آگ کا شمال کی طرف منھ پھیر دیا اور اس بلدۂ عظیمہ الون کو
اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلین آگ کی جو سار سے خیگلون مین پھیلی تھین وہ بھی اوسی طرف
کو پھر گئین اس آگ کے ٹھہرنے کی مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب
مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوسکی روز جمعہ چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز یکشنبہ ستائیسوین
رجب کو مجموع اس مدت کا باون روز ہوتے ہین ان دونون حکایتون مین کچھ
مخالفت ہے ولیکن لکھا ہے کہ چندروز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور
کبھی دھیمی پس ہوسکتا ہے کہ قسطلانی نے غلطی کے دنون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے
بجھانے اور بے نشان ہوجانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دارالابرار
مین ظاہر ہوئی اور حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ
اور کوئی آفت اوسکو نہ پہونچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے
اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات غرق
ہوئے اور بڑی عمارتین گر گئین اور اس آگ نکلنے سے دوسرے سال کے شروع
مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبری قائم ہوئی یعنی لشکر تاتار نے خروج
کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک
مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین گھوڑون
کے نیچے روندوائین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر رکھکر
گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہو گیا اور آگ اسطرح
کی لگی کہ دارالخلافۃ اور اکثر مقامات اور مقبرہ اصافہ مدفن خلفای بغداد اور بڑے بڑے
مکانات برکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے
خلافت خلفائے عباسیہ منقطع ہوگئی وَلِلّٰهِ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ
اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہے کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے
بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تا کہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کنہ
دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہے اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے

مصرع کند ہرچہ خواہد بروحکم نیست لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ
اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالم قدرت سے اور پردہ اسباب عادی کے باہر سے
اوس سے مدینہ منورہ کا بچ جانا کمال اوسکے شرف اور امتیاز کو ظاہر کرتا ہے لیکن اسباب
عادی چونکہ موضوع اس واسطے ہین کہ مسببات اونپر مترتب ہون تو ظہور اونکے آثار
کا چندان غریب نہین ہے جیسے غیر عادی سے غریب ہے اور اسی واسطے اگر کوئی آدمی
انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بدن اوسکا اوسی نبی کے
معجزے سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجہ ثبوت اور مرتبہ ولایت
کے ثابت ہونے مین قدح نہ کرے گا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے ناطق
ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے کہ یہ پردہ غیب سے ہے اور دائرہ اسباب کے باہر ہے
باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار
کیا تھا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت
وہان کون لوگ رہتے تھے علمای سیر اور تواریخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم
سے روایت کرتے ہین کہ جب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسّی آدمی تھے
وہ اطراف بابل مین وہان دن بارہ فرسخ کے پھیلا وہین اوترے بعد توالد اور تناسل کے
ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اون سب نے ملکر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ
کیا پھر جب ان لوگون مین کفر اور کافری شروع ہوئی سب کے سب متفرق ہوگئے
ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہوگئین پس اوس جماعت نے کہ سام
بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالی کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی اور مدینہ منورہ کی
زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہان کھیتی اوگانے کی اور کھجور
کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق
بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے اور بعد ایک مدت کے اونکی املاک اور اموال
وغیرہ مین بہت ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتین اونکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین
اور عمان اور حجاز کے شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے

یعنی ان کی جبا دی ... اگر ... اور وہ ... بیان ۱۲

فرعونین اونھین کے ذریات ہین اور ارقم بن ابی ارقم زمین حجاز مین اونکا پادشاہ ہوا اور عمرین اونکی
دراز اور عیشین اونکی فراخ ہوئین یہانتک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک صورت
جنازے کی نظر نہ آئی تھی اور آواز رونے والے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے اس
سرزمین پر یہودی رہنے لگے علمای تاریخ اسباب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے مین
یہودیون کے اوترنے اور رہنے کا کیا سبب ہوا رزین رحمہ اللہ کہ بڑے علماے حدیث
سے ہین ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک حدیث بنای مدینہ مین سلیمان
بن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل رض سے سنی اوسی کے مطابق ایک اور حدیث بھی بواسطہ
ایک قرشی کے بائی عبد اللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے گو جسکیہ ماوہ اتفاق کا صورت
اختلاف سے زیادہ تھا مین نے دونون کا مضمون اٹھا کیا وہ اس طور پر ہے کہ جب حضرت
موسی علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے ساتھ تھے
پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا تو چونکہ بلبدہ نبی آخر الزمان کا ذکر توریت
مین سنا تھا ایک گروہ نے اونمین سے مشورہ کرکے حضرت موسی علیہ السلام کی رفاقت
چھوڑکر اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے گرد رہا
کرتے تھے اونکے ساتھ موافق ہوئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے
یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہے لیکن تاریخ والون کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہے یعنی یہود
سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے
نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ ان بلاد مین پھیل گئے اور مکہ و مدینہ و حجاز و غیرہا اون کے
تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر سوجھا حضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلوہ والسلام نے بعد غرق
ہونے فرعون اور فتح بلاد شام اور ہلاک کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو
بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو مارنا باقی کا استیصال تام کرنا اللہ تعالی کی مدد سے
جب موسی علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اون لوگون نے بموجب حکم رسالت کے ساری
قوم کو پادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا اون مین ایک جوان تھا اولاد ارقم
سے نہایت حسین و جمیل اوسکی صورت دیکھکر بمقتضاے طبیعت بشری اوسکے قتل مین توقف

کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً اونکے حاضر ہونے سے پہلے
موسیٰ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی آمد
آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اون سے ملاقی ہو کر کیفیت حال پوچھنے لگے
لشکر والون نے کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف رکھا تھا اور عورتون
اور لڑکون کے اوس قوم سے ایک متنفس بھی ہم نے زندہ نہیں چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سنکر
نہایت اون سے بیزار ہوئے اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف حکم پیغمبر کیا اس جوان کو بھی کہ اوس
عموم مین داخل تھا کیون نہ قتل کیا اب تمہاری جگہ ہمارے ملک مین نہیں ہے تب لشکریون نے
آپس مین کہا کہ اس تقدیر پر ہم لوگون کو جہان سے آئے ہین وہان سے بہتر جگہ اور نہ ملے گی
پس یہ سب کے سب زمین حجاز مین چلے آئے اور یہین رہ پڑے یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز مین
یہود کے رہنے کی اور بھی ابن بالہ کہتے ہین اصح یہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل مین حجاز مین
بخت نصر کے واقعہ مین آئے جسوقت کہ بلاد شام مین اوس نے دخل کیا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب
بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا تو انھون نے مشورہ کر کر سوا عرب کیطرف چلے
آنے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک
اپنی کتاب مین پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان ایسے صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قریے مین
قریٰ عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہین ظہور فرماوینگے جب یہ لوگ شام کے شہرون سے
باہر ہوئے تو قریٰ عرب سے جس قریے مین ایک شمہ بھی صفات قریۂ محمدیہ سے پاتے تھے
وہان فروکش ہوتے تھے اسی طرح چلتے چلتے جب یثرب مین پہنچے یثرب کو سارے صفات
مذکورہ کے ساتھ متصف پایا اون مین ایک جماعت تھی اولاد ہارون علیہ السلام سے اوسنے
یثرب مین بسنا قبول کیا اور ایک گروہ اور تھا وہ اوسکے گرد و پیش خیبر وغیرہ مین ٹھہرے
اور جب ان لوگون مین کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس مضمون کا
لکھکر دے جاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو خبردار
اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منھ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہیں بعد طلوع

آفتاب عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحی سے انصار نے اوس نعمت کے لینے
مین چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا
اور نکالی اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشای قدرت ہے پہلے یہود انصار سے
نزاع کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہون گے ہم
اونکے ساتھ ہوکر تم سے خوب سمجھین گے اللہ تعالی نے قضیہ بالعکس کر دیا وہ سعادت
انصار کو ملی جسکے یہود متوقع تھے مصرع این کار دولتست کنون تا کرا رسد ؎ بیت
سعادت بہ بخشایش داور ست ٭ نہ بر کتف و بازوی زور آور ست ٭ ابن شیبہ جابر رضی اللہ
عنہ سے حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام حج
ادا کرکے دیار شام کو متوجہ ہوئے اور گذر اونکا مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز
یہود سے یہود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اوٹھا کر جبل احد پر
جا ٹھہرے اس اثنا مین مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل
پادشاہ لم یزل کے پاس سے آپہونچا حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر
ایک قبر کہودی اور کہا اے بھائی موت تیری قریب آچکی اب تو اوس عالم کی طرف
متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام اپنی حالت زندگی مین قبر شریف کے اندر
جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام
اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم فائدہ اکثر قبائل یہود کی سکونت باہر
مدینے کی مسجد قبا کے نواح مین تھی اور سب وفارغ عیش سے گذران کرتے تھے کہ
اقتضاے حکمت قادر ذوالجلال اوس اور خزرج نے اون یہودیون کو چھپا مارا اور انکا کام
تمام کیا فصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر
بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہے کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر
مورخین بیٹا سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین بلدۃ طیبہ کر موسوم فرمایا ہے عیش اور خوشی سے گذرانتے
تھے اور مارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہے سبا موضع اور قریے

باغات اور عمارات پر مشتمل متصل چلے گیے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ مین مسافر و تکواسباب
سفر جمع کرنے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہوتی تھی اور میوہ جات کی کثرت اس
درجے پر تھی کہ اوس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکرایان اپنے
سرون پر رکھکر ہاتھون سے رسیان بنتے ہوئے درختون کے نیچے سے گذر جاتے تھے ا
ٹوکریان اونکے بغیر ہلائے درختون کے میوہ جات سے بھر جاتین ایسی زمین اس کیفیت سے تھی
جو تمنے سنے دو مہینے کی راہ تک طول و عرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کلمہ واحد پر
متفق امن و امان سے رہتے تھے مگر چونکہ کافر نعمتی آدمی کی خمیر طینت مین داخل ہے اس نعمت
کی قدر نہ پہچان کر خدا سے درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہو جائے
تاکہ اونٹون اور گھوڑون پر سوار ہو کر ان منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زاد راہ
اوٹھا کے لے چلا کرین اس مین لطف زیادہ ہے قادر مختار جل جلالہ نے اونکی دعا کی قبولیت
مین بہت جلدی فرماکر لشکر قہر اونکے بلاد کی طرف بھیجکر اونکے انتظام امور عیش و آرام کو برہم
کر دیا فاعرضوا فارسلنا علیہم سیل العرم سیل عرم کو کہ اوسکی تفسیر بعضے علما مطر شدید کے
ساتھ کرتے ہین اور بعضے سیل فنا زیر ملخ بار کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور
وہ سد جو طول مین فرسخ در فرسخ تھی کہ بعضون کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبر عادی ہے
جسنے ساری ولایت یمن کی سیلین روکنے کو باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا بن یشجب
اوس سیل کے زور سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا کہ جس پتھر کو پچاس آدمی قوت وار اولنے
نہ سکتے تھے ایک ملخ اوس سد سے اوکھاڑ دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور اولاد کہلان
بن سبا اکابر و روساے یمن سے تھے اور اونمین سے عمرو بن عامر مار السماء ئیس اعظم
تھا اوسکی زوجہ طریفہ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوسنے اپنی کہانت سے بعضے علامات اور آثار
سد ٹوٹنے کے دریافت کر کر پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی اوس دیار سے نکل
جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلجانا معیوب سمجھکر او
ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانہ جلاے وطن کا ہو جاے ایک یتیم کو جو بہون اسنے اوسے پرورش
کیا تھا خلوت مین بلاکر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اوسوقت تو مجھہ

[illegible] ۱۲

کسی بات پر جھگڑنا اگر مجھسے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت کا نکلجاے تو تو اوس سے زیادہ میرے ساتھہ پیش آنا کہ مجھکو جلای وطن اختیار کرنے مین عذر صحیح ہاتھہ لگ جاے اور بے سبب چلے جانے سے لوگون کو تعجب لاحق نہو بعد اوسکے ایک دن سب روساے قبیلہ کی دعوت اور سبکے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے زیادہ سخت کہا بلکہ ایک طپانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھکھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین اس دیار مین ہرگز نہین رہنے کا جب یتیم دست پروردہ کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہمکو کیا امید رہے ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے حصار کی جہت سے اوسکے نکل جانے کو غنیمت جانکر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو نے بیچ باچ کر اپنے تیرہ بیٹون کو کہ سب طریفہ حمیریہ کے بطن سے تھے اور ایک گروہ کو اولاد کہلان بن سبا سے ساتھہ لیکر وطن سے باہر نکلا اور عذاب غرق وہلاک سیل عرم سے بچ گیا باقی جتنے وہان رہ گئے سب ہلاک ہوے یقین ہے کہ سبب اوسکی نجات کا یہی ہوا کہ اون سے انصار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ القصہ عمرو بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح وثنا بیان کی اون مین سے ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ ثعلبہ بن عمرو جد اعلی اوس وخزرج ہے ملک حجاز اختیار کیا اور اوس مین قیام پذیر ہوا بعد چندے جب اولاد وتابعین اوسکے بکثرت ہوے تو یثرب مین اگر قوم یہود مین بود وباش اختیار کی اور اونکے ساتھہ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسما قسمی ہوئی کہ ایک دوسرے کی ایذا کا خواہان نہوگا اس طور پر رہنے سہنے لگے آخر اوس وخزرج کو بھی اللہ تعالی نے ثروت عنایت فرمائی وہ باعث حسد وحقد یہود بے بہبود ہوا قریظہ ونضیر آخر کو عداوت پر مستعد ہوے اور قسم توڑنے مین کچھہ حیا نہ کی اور بے حد وحساب اونپر ظلم کیے جب اوس وخزرج اونکے ہاتھون سے تنگ آگئے تو ابو جبیلہ کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے ایک لشکر عظیم لاکر اوس وخزرج کا انتقام یہود سے لیا اور سارا مال واسباب یہود کا اونکے حوالے کیا پھر نئے سر سے

اوس خزرج مدینے کے اسافل اور عوالی یعنی طرف شمال اور جنوب مین ساکن ہوکر وصدمہ
نزاع یہود سے فراغ بال حاصل کرکے آپس مین باقتضا سی علاقہ برادری ایک مدت تک
اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر کو اوس اور خزرج مین بھی آپس مین نزاع
واقع ہوئی اور موافقت سے بدل بجدال ہوگئی اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک نہ بجھی اور
کوئی صورت موافقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالی و تقدس نے سلطان انس وجان سید
کون ومکان شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے درمیان اپنے فضل وکرم سے
بھیجا وہ سب مسلمان ہوکر حضور کی برکت صحبت سے آپس مین ایسے موافق ہوے کہ ہر ایک
دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اپنے کو اوسکا قالب چنانچہ آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ
الآیہ اونکی محبت سے خبر دیتی ہے اور یہ بدل جانا عداوت کا محبت خالصہ سے
ایک خاصہ ہے خواص زمان اعجاز نشان سید زمین وزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
کیفیت ہے انصار کے رہنے کی اس دار الابرار مین جیسا کہ معروف اور مشہور ہے اور اخبار
غریبہ سے یہ ہے کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہے کہ جب تبع بلاد مشرقی یعنی کو نکلا اور
اوسکا گذر مدینہ منورہ کی طرف ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے مین اپنی جگہ بٹھا کر آپ شام
اور عراق کی طرف متوجہ ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو بدعہدی کرکے
مار ڈالا تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ و غضب مین آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو پھر مدینے پر
آیا اور جہانتک اوس سے ہوسکا قتل عام کیا اتفاق سے اوسکا گھوڑا لڑائی مین مارا
گیا اوسنے قسم کھائی کہ جبتک اس شہر کو خراب نکر لے قدم آگے نہ بڑھاوے بعضے
علما سے یہود نے اوسکے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کی حفظ اور حمایت مین ہے اسکو کوئی
خراب نہین کرسکتا ہمنے اپنی کتابون مین اوسکی تعریف پڑھی ہے اور نام اسکا طیبہ ہے
اور یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے تم اسکے خراب کرنے کا
خیال اپنے دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اوس
خیال محال سے درگذرا اور ایک جماعت احبار کے ساتھ یمن کی طرف

متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سن سن کر اپنے دل مین آپ کی طرف سے انس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک گھر بنوایا اور چار سو علماء توراۃ کہ اوسکے ساتھ تھے اور اوسکی رفاقت چھوڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت مین مدینے کا رہنا اختیار کیا تبع نے ہر ایک کے واسطے ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت سا مال دیا اور ایک خط لکھکر اونکے حوالے کیا اوس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی اوس مین یہ دو بیتین بھی تھین لیکن ابیات

شهدت علی احمد انه + رسول من الله باری النسم + فلو مد عمری الی عمره + لکنت وزیرا له وابن عم +

خط پر مہر لگا کر اوس جماعت مین جو سب سے بڑا تھا اوسکو سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو حضرت عالی مین پہنچا وے اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جسوقت آپ یہان تشریف لاوین اوس گھر مین اوترین اور ایک عالم کہ جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اوس گھر کا متولی کیا اور مدینے مین جن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور نصرت کی وہ سب اونہین علما کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت تک ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے حضور مین پہنچایا واللہ اعلم

باب پانچواں ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ والتسلیمات مین

حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے جب شدت عداوت قریش ملاحظہ فرمائی اور یہ بات حضرت خود ہی کو معلوم ہوئی کہ جبتک اللہ تعالی کسی دوسری قوم کو ہماری مدد کے واسطے برانگیختہ نکریگا یہ لوگ احکام الہی کو قبول نکرینگے تو آپ کارسازی الہی کے اس باب مین خواہان و جویان ہوئے اور اسی جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الہی فرماتے کہ شاید اونمین سے کسیکو یہ سعادت ملے اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس نعمت کے حاصل کرنے مین توقف

کرتے تھے اور مشہور دوہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال خوب جانتی ہیں اور سب سے زیادہ قریب ہیں جب اسکی اطاعت نہیں کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے اس اثنا میں قبیلۂ بنی عبد الاشہل قریش کے ساتھ عہد باندھنے کو مدینے سے کے کو آئے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے انکو بھی اسلام کیطرف بلایا ایک جوان اون میں سے کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ اے قوم اس مرد کے ہاتھ پر بیعت کرو قسم خدا کی یہ عہد بہتر ہے اوس عہد سے جو قریش کے ساتھ باندھنا چاہتے ہو اور یہ کام ہم سبھوں کا ہم سے جسکے لیے تم آئے ہو دوسرے شخص نے کہ اوس قوم کا رئیس تھا درمیان میں کھڑے ہو کر لوگون کو قبول کرنے دعوت پیغمبر سے منع کیا سب لوگ اسکی ورغلی جب ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن معاہدہ قریش کے ساتھ بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس بن معاذ نے اس جہان فانی سے رحلت کی بعضے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش فرمائی کہ جماعت اوس وخزرج موسم حج میں مکہ معظمہ کو آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعون پر اپنی آئین ظاہر فرماتے تھے اس جماعت کی طرف سے گذر ہوا انکو دیکھکر فرمایا کہ آخر تم لوگ موالی ہو دو مدینہ سے ہو کہا ہاں لوگون نے ہاں کیون نہیں فرمایا بیٹھو جب انکو تمسے کچھ کہنا ہے وہ بیٹھ گئے فرمایا پروردگار تعالےٰ نے مجھکو خلق کیطرف رسول کرکے بھیجا ہے اور مجھپر ایک کتاب نازل فرمائی ہے اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہنچانے سے مانع ہے اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہنچو انھون نے یہ کلام سعادت انجام سنکر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ یہود ہکو اوسکے ساتھ ڈرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آج کل میں آفتاب رسالت چمکا چاہتا ہے اور ہم اوسکے سایۂ حمایت میں آکر تمکو ایسا مارینگے جیسا عاد وثمود ارم کو ارا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا وآخرت نصیب ہوئیں اوس وخزرج نے بیعت اسلام کی اور مددگاری سید انام کا عہد کرکے اپنے بلاد کو پھر گئے اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین کیونکہ

یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہے واقع ہوئی اب اوس جگہ ایک مسجد بنی ہے کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور و ایمان تازہ مشتاقین کے دلون مین پیدا کرتا ہے اور قول صحیح پر یہ ہے کہ اصحاب عقبۂ اولی چھہ آدمی ہین اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انھین مین سے ہین اور بعد اسکے کہ یہ جماعت مدینہ منورہ مین پہنچی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر مدینہ منورہ مین گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر اور کوئی مجلس انصار کی ایسی نہ رہی کہ اس ذکر سے منور و معطر نہوگئی ہو دوسرے موسم مین اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت اور عویم بن ساعدہ اونہین سے ہین اونھین چھہ مذکور کے ساتھ نزدیک اوسی عقبہ کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اوس زمانے تک اسلام کے فرضون مین سے سوا ے توحید و نماز کے کوئی چیز واجب نہ ہوئی تھی اور بموجب اونکی التماس کے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن و فقہ دین کی تعلیم اور جماعت قائم کرنے کو اونکے ہمراہ کر دیا حضرت مصعب نے مدینے مین پہونچکر اون بارہ آدمی کے ساتھ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اول جمعہ تھا جو مدینہ منورہ مین قائم ہوا بعد اسکے دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے مین مشغول ہوئے یہانتک کہ ایک دن ایک باغ مین بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قران سناتے اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد بن معاذ کو پہنچی وہ نیزہ ہاتھ مین لے کر باغ کے دروازے پر آکھڑے ہوئے اور وعدہ اور وعید جو رئیسون کا رسم ہے ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مضطر ہے کہ بے وقوفون کو ہمراہ کرتا ہے ہمارے دروازے کیون آئے اور وہ باتین جو کسی نے کبھی نہین سنین کیون کہے اگر بعد اسکے یہان آوے گا تو اپنی سزا پاوے گا اوس کہنے کی ساتھ ہی وہ جماعت منتظمہ برہم ہوگئی دوسرے دن پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت سعد بن زرارہ کے ساتھ اوس جگہ کے قریب دعوت اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پہنچی سعد بن معاذ آج بھی

اگرچہ منکر آئے لیکن اوتنی گرمی کے ساتھہ اسعد بن زرارہ کچھہ اونکو نرم پاکر پاس اگر کہنے لگے کہ اسے میری خالہ کے بیٹے پہلے تو سن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر کوئی بری بات کہتا ہو اور لوگون کو گمراہ کرتا ہے تو تو کچھہ اوس سے بہتر لا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہو تو بوو مبرانہ کہہ اور اوسکے بیان ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہنے مصعب بن عمیر نے سورہ پڑھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بیتاب ہوگئے اگرچہ فی الحال شہادت ظاہر نہ کی لیکن دل نور ایمان سے منور ہوگیا وہان سے اپنی قوم کیطرف آئے اور سب بنی عبد الاشہل کو بلاکر اسلام ظاہر کیا اور ان سبکو دین اسلام کیطرف دعوت کرکے کہا کہ جس کسی کو تم مین سے اس بات مین شک ہو بسم اللہ کوئی چیز اس سے بہتر لاوے ہم دیکھین کیا لاتا ہے واللہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جانین اوسپر فدا ہون اور سر اوسکی راہ مین جائین اور کہا اے اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو اور کس درجے کا عاقل جانتے ہو سب نے کہا اَنْتَ سَيِّدُنَا وَاَفْضَلُنَا اونھون نے کہا تو مجھپر تمھاری قوم کے مرد و عورت سے بات کرنا حرام ہے جبتک تم لوگ خدا و رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اسکے بفضل اللہ خوب اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نرہا کہ نور اسلام سے مشرف ہوا ہو سب بڑے بڑے اشراف سب ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قائم ہوئے والحمد للہ علی ذلک

فصل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرماکر موسم حج مین ایک بڑی جماعت انصار کے ساتھہ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنے کے شوقین تھے حجاج مشرکین کے قافلے مین مکہ معظمہ مین پہونچے اور جناب سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے ساتھہ اکٹھا ہونے کا ایام تشریق کی راتون سے بیچ کی رات مین وعدہ دیا جب وعدہ کی رات آئی تو بعد

گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چھپکے نکل کر عقبہ کے پاس وادی پہاڑ
کی گھاٹی مین سب گئے سب جمع ہوکر طلوع آفتاب عالمتاب جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے منتظر بیٹھے اتنے مین جناب سید الاولین والآخرین حبیب رب العالمین علیہ الصلوۃ والتسلیما
اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیکر تشریف لائے عباس کہ اوس وقت تک شرف
اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ اے قوم جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان
مین کتنی عزت اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہمنے انکو منع کیا ہماری بات نہین سنتے اور تم
لوگون کے جمع کرنے سے باز نہین آتے اب اگر تم کو عہد کے وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہے
تو بہتر اور نہین تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان نہو جاؤ اور رکھو زنہار اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ
وہ بولے کہ ہمنے سنا اور جانا اے عباس جو کچھ تم کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا
فرماتے ہین جو عہد کہ اپنے باب مین اور اپنے پروردگار کے باب مین ہم سے آپ کو لینا
منظور ہو لیجیے بسم اللہ حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات نے چند
آیتین قرآن مجید کی پڑھین اور دین اسلام کیطرف رغبت دلائی اور فرمایا کہ خدا کا
عہد یہ ہے کہ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے
کہ خدا کے احکام پہنچانے مین میری حمایت و اعانت و نصرت کرو اور جو شخص اس کام
سے مانع آوے اوس پر جہاد کرنے سے باز نہ ہو انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپ جانتے ہین کہ باپ دادے کے وقت سے ہمارا کام لڑائی اور قتال ہے لیکن
ہمارے اور یہود کے درمیان قسمی اور مواعدہ ہے اب ہم اوس سبکو قطع کرتے
ہین ایسا نہو کہ آپ پھر اپنی قوم کیطرف رجوع کرین اور ہمکو اکیلا چھوڑ دین سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماکر فرمایا کہ ایسا نہوگا مین تم سے اور تم مجھسے ایسے
ہوگئے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن ساتھ بدن کے زندگی
میری تمہارے ساتھ ہوگی اور موت بھی میری تمہارے ساتھ انھون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپ کی محبت مین مارے جائین اور جان اور مال اپنا
سب آپکے فدا کرین تو اوسکی جزا کیا ہے فرمایا جنات تجری من تحتہا الانہار

انھون نے کہا کہ ابتغ بسم اللہ یا رسول اللہ ابسط یدک فنقد بایعناک
اس بیعت کو بیعت کبریٰ کہتے ہین اور بعضے ارباب سیر اسکا نام عقبۂ ثانیہ رکھتے ہین
مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمہ کا جیسا مذکور ہو چکا ہے مقتضی اسبات کا کہ اس عقبہ کا نام
عقبۂ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار حالی مقدار کی بیعت کر چکے تو آیۂ کریمہ
اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ نازل ہوئی
بعد اسکے آپ نے اون تہتر آدمیون کے بارہ فرقے کیے اور ہر فرقے کا ایک ایک
محافظ اور نقیب ٹھہرایا کہ اونکے احوال کی محافظت کرتا رہے تو اونکے امور دینی
اور دنیوی سب درست ہو جائین اور یہ بارہ نقیب رؤساے انصار ہین اونکے صفات
اور احوال کتب اسماء الرجال مین مذکور ہین اس درمیان مین ایک انصاری نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرمائیے تو ہم سب مشرکون کو کہ آج منا مین جمع ہین مار ڈالین اور
کوئی اون مین سے باقی نہ رہے فرمایا کہ لم اؤمر بذالک بعد اسکے وہ سب اپنے اپنے
خیمہ گاہ مین جاکر ٹھہرے پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے حضور مین
عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لیچلین اور ہمارے
ملک کو سرفراز فرمائین تو زہی قسمت ہماری ہم سب طرح تابعداری کرین گے جو آپ کا حکم
ہوگا اوسکے بجا لانے مین کسی طرحکا عذر نہ کرین گے فرمایا مجھکو اب تک خدا کا حکم
مکے سے نکلنے کا نہین ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے متعین نہین ہوئی جس وقت اللہ تعالی
جہان جانے کو حکم فرمائے گا وہان جاؤنگا یہ فرمایا اور انصار کو وداع کیا صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **باب پانچوان**
بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام مین کہ مکہ معظمہ سے
مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار قول و قرار
کرکے اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والسلام
باب اختیار ہجرت و تعیین مقام مین جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو
پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے صفات دو تین شہرون پر منطبق ہوتے تھے

بیان عقبہ ثالثہ ... (handwritten marginal notes)

ایک ہجر بلاد بحرین سے دوسرا قنسرون زمین شام سے تیسرا یثرب زمین حجاز سے بعد
اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد ہونے کی تعیین میں ابتک توقف تھا
کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی طرف رخصت فرمایا بعد چند روز
کے اکثر صحابہ کرام مدینہ کیطرف راہی ہوئے مثل عمر بن خطاب و زید بن خطاب و حمزہ بن
عبد المطلب و عبد الرحمن بن عوف و طلحہ بن عبد اللہ و عثمان بن عفان و زید بن حارثہ
و صہیب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ
معظمہ میں صحابہ سے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نرہا یعنی صحابۂ کرام میں سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برامد ہونے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے مشرکین مکہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ بے مقدوری کے سبب مکے سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات
مین گرفتار کرتے تھے القصہ مشرکین مکہ دون پردون عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دیکھہ دیکھکر حسد و عداوت بڑھاتے جاتے تھے جب صحابۂ کرام کی رحلت سے مدینہ
کی جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کا بھی اونکو یقین ہوا اور سمجھے
کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے ہین تو آپ کے باب مین اسکے سب
مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوئے اون سبکا سرگروہ ابوجہل ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی
انکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج مین دیکھی اور بعضون نے قید کرنے کا
مشورہ دیا ابوجہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے چھانٹ کر تلوارین انکے
ہاتھون مین دے کر ایکبار گی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جا گرا چاہیے کہ بنی ہاشم
قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل ہو جائے یہ اسی
[illegible]ال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پہنچاکر اون
[illegible]قیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ
اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]حال پر مطلع ہوکر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد ہجرت کیا عبد اللہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت میں اس آیت سے
تھا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّا
جْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ مرا
ہمراہی نہو اپنگا بستر پر لیٹیں تاکہ مشرکین دھوکا کھا کر حقیقت حال پر جلدی مطلع نہون اور
اصل باعث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش
امانات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتقاد دیانت و امانت سے سونپا کرتے تھے
دین بعد اسکے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
کے پاس آکر قصد ہجرت سے انکو خبردار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول
ابوبکر بھی غلامی کرتا چلے فرمایا ہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ
تھے کہ چار مہینے سے انکو خوب دانہ گھاس دے کر طیار کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ
وسلم کے پاس لائے کہ حضرت ایک کو ان میں سے قبول فرمائیں حضرت صلی اللہ علیہ
نے قبول فرمایا مگر بشرط بیع پس آٹھ سو درہم کو ان سے ایک ناقہ خریدا اور رستا
حکمت ناقہ کے خرید کرنے میں باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ میں نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا اللہ کے استعانت
کریں چنانچہ خلاصہ آیہ وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا اسی طرف ناظر ہے اور نا
اس ناقہ کا بقول صحیح قصویٰ تھا اور ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو جو دلیل
سے کہ اسکا نام عبد اللہ بن اریقط تھا اور سب لوگوں میں واقفیت راہ اور حفظ اسرار میں
مشہور تھا باجرت ٹھہرا کر ارشاد فرمایا کہ تین دن کے بعد دونوں اونٹوں کو جبل ثور پر لا
اور یہ ابن اریقط بھی دین کفار میں تھا امام نووی کہتے ہیں کہ اسلام اسکا معلوم نہیں
ہوا واللہ اعلم پھر حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بر
علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا میں تشریف لائے ہنوز برآمد نہوئے تھے کہ سارے
ہجوم کرکے دروازہ دولتسرا پر آکر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے چاہا کہ اوسی وقت
وہ سب کے سب شقاوت ابدی میں گرفتار ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سر مبارک پر ڈال کر برامد ہوئے ابوجہل لعین نے ہنسکر کہا کہ محمدؐ یہی جو کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ہمارے دین کے تابع ہو تو ملک عرب و عجم تمکو مل جاسے اور بعد موت کے بہشت میں تمہاری جگہ ہو اور اگر میرے تابع نہوگے تو دنیا میں میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور آخرت میں دوزخ تمہارا گھر ہوگا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان یہی کہتا ہون اور یہی ہوگا اور تو بھی ایک اونمین دوزخیون سے ہوگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اونپر پھینکی اور اول سورہ یٰسین سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک اور آیہ کریمہ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا تک پڑھکر اونکے سامنے سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر کھڑکی کیطرف سے برآمد ہوکر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اسی درمیان مین ایک شخص نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار کرتے ہو وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمدؐ کو شہید کرین اوسنے کہا وا ے تمپر یہ محمدؐ نہ تھا جو تمہارے آگے سے نکل گیا یہ سنکر ابوجہل ملعون اور سارے اوسکے ہمراہی خاک ندامت اپنے سرون پر ڈال کر چلے گئے صبحکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا صاحب کہان گیا اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اور برآمد ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بعث نبوت سے ایک ہی سال تیرھویں برس مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول کو پنجشنبہ کے روز واقع ہوا اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا ان دونون روایتون مین اس طرح پر توفیق دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو سوا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور عبداللہ بن ابی بکر کفار کی خبرین پہونچاتے تھے مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور

تفصیل اون معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہنچنے تک ظہور مین آئے مثل اس بات کے کہ غار کے منھہ پر مکڑی نے تانا تننا اور کبوتروں نے انڈے دیے اور کفار نے اوسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے گھوڑے کا پانون زمین مین دھس گیا اور ام معبد کے یہان اپنے تشریف لا کر ڈبلی بکری کا جسکا دودھ خشک ہوگیا تھا دودھ دوہا اور کفار قریش نے جبل ابوقبیس کیطرف سے غیب کی آوازین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت و سلامت اور صفات کمال پر دلالت کرتی تھین سنین کتب احادیث اور سیر سے معلوم کر لینا چاہیے چونکہ یہان مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہے اسواسطے بعضے حکایات بلکہ اکثر روایات جو قصہ ہجرت مین منقول ہین ساقط کرنے کا اتفاق ہوا ابوسلیمان خطابی نقل کرتے ہین کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے بریدہ اسلمی ستر آدمیون کے ساتھ کہ باشارہ کفار قریش معاذ اللہ حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اسکے عوض مین سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولے میرا نام بریدہ ہے آپ نے بطریق تفاءل اس نام کے مادے سے کہ برودت ہے اور خبر دیتا ہے سلامت و جمعیت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلُحَ پھر فرمایا تو کس قبیلے سے ہے وہ بولے اولاد اسلم سے فرمایا خیر و سلامت ہے پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے کہا اولاد سہم سے فرمایا پایا تو نے اپنا سہم یعنی اپنا حصہ اسلام سے بعد اوسکے بریدہ نے آپ سے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا کہ مین ہون محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان لائے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور وہ ستر آدمی بھی جو اونکے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدینے مین داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا چاہیے ہے اور اپنا عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کس سعادتمند کے گھر کو مشرف فرمایئے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی

میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جاویگی وہیں اتروں گا بیت رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست۔ بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو
گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل میں حضرت کے ساتھی فرد کش ہو گئے اور دو جوڑے سپید
ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بطور ہدیہ کے نذر کیے اور
اوس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبح کو
مدینے کی بلندیوں پر کھڑے ہو کر طلوع آفتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب
گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھروں کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھروں کو پھر آئے تھے
کہ یکایک ایک یہودی اسی مقام معہود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان کر
گروہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکار کر کہا کہ یہ تمہارا مقصود و مقصد آگیا غزل

اینک آن سرو خرامان میرسد
کز پی وردتو وران میرسد
ور دل افسردہ روحی می دمد
کز برایت آب حیوان میرسد

اینک آن گلبرگ خندان میرسد
شوق کن اے بلبل گلزار عشق
مژدہ تن افسردہ جان میرسد
دور شو اے ظلمت شام فراق

شاد باش اے خستہ ہجران بلا
کان گل نو از گلستان میرسد
تازہ باش اے تشنہ وادی غم
کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ باندھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو
باہر نکلے پہلے آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمر و بن عوف
میں دوشنبہ کے روز بارھویں تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ میں نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ
دوشنبہ بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت
و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے میں اور قبض روح مبارک اسی دن میں واقع ہوا جیسا
ابن جوزی شرف المصطفی میں لکھتے ہیں اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا
بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا زمان
عدالت نشان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محرم کے مہینے سے باتفاق راے جناب لاینے آب
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت پر چار روز
اور ایک روایت پر زیادہ اس سے حضرت نے اسی مقام میں تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا ڈالی

اور مدت اقامت مین اسی جگہہ نماز پڑہا کئے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے لنگاہ سے کہ مکہ معظمہ مین امانات پہیرنے کو رہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبر صحیح مین آیا ہے کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابوبکر صدیق لوگون کی ملاقات مین مشغول تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے اور بھی روایت مین آیا ہے کہ اوس دن بعضے آدمیون کو بسبب اثر دحام خلائق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابوبکر صدیق ہین اور قرینہ اوسپر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگون سے بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور اونکی ایک ہی تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کرکے رفع اشتباہ کے واسطے چادر مبارک اپنی اوٹھاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے

فصل بعد اوس مدت کے جو معلوم ہوچکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی اختلاف الروایات جمعہ کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل مدینہ مین تشریف لیجانے کی تیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ وسوار مجتمع ہوکر ہتھیار باندھکر آپ کی رکاب مین چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبرا کر حضور مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم لوگون سے شاید کچھہ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری جگہہ تشریف لیے جاتے ہین فرمایا کہ مجکو قریہ اکالۃ القری یعنی مدینہ منورہ مین جانے اور رہنے کا حکم ہے پھر جب آفتاب رسالت نے مشرق قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے اس بات پر امید باندھی کہ سلطان کون ومکان میرے گھر کو مشرف کرے اور ہر شخص اپنے اپنے دروازے پر کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین تو ہم آپ کی بڑی خدمت کرین گے آپ اونکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہان بیٹھجاے وہی میرا قرارگاہ ہے اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہے جہان قبیلہ بنی سالم رہتا تھا پہونچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبہ بلیغہ متضمن ترغیب وترہیب

اور اغراکر مسلمانون سکے دوت کو نورسنے مو کیا اب وہی جگہ مسجد جمعہ کر مشہور سے بعد اسکے آپ
سوار ہوکر متوجہ طیبہ مطیبہ ہوسئے پھر اوسی طرح سر گردہ انصار ناقہ شریف کی زمام تھام تھام کر
اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہرایک کے حق مین دعائے خیر
فرماتے ہوئے تشریف لیے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہ جہان منبر
شریف نبوی ہے ناقہ بے اختیار بیٹھ گئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی
کے وقت جو حالت پیدا ہوا کرتی تھی اوسکے جیسے پر لاحق ہوئی ناقہ شریف بے اختیار
وہان سے اوٹھکھڑی ہوئی اور چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہے
کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ
شریف سے اوتار کر آپ کی نظر شریف سے گذران کر اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِہٖ یعنی آدمی کی جگہ وہین ہوتی ہے جہان اوسکا اسباب
رہے پھر آپ نے اونھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بیت
مبارک منزلی کان خانہ راہی چنین باشد ٭ ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد ٭
پہلے ہم جہان ذکر نسب انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا وہی ہے
جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ مین احبار یہود سے
ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفے مین نقل کرتے ہین کہ جب ناقہ مبارکہ
حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھ لڑکیان بنی نجار کی دف بجاتی اور
گاتی تھین کہ شعر نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ ٭ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے قبائل انصار آیا تم ہمکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ
فرمایا واللہ مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ
جسوقت سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردے والیان
انصار کی کوچہ و بازار مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ
الْوَدَاعِ ٭ وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ ٭ اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور
عورت اور مرد آپ کے تشریف لانے کی خوشی سے گلیون مین کہتے پھرتے تھے جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَجَاءَ

رسول اللہ اور حبشی لوگ موافق اپنی عادت کے خوشی مین اگر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین مجکو یاد ہے کہ جسدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف
لائے آپ کے نور عالم آرا سے در و دیوار مدینہ کا روشن ہوگیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت
ہوتا ہے اور جس روز اس جہان فانی سے آپ چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا جیسے تمام
آفتاب غروب ہونے کے وقت ہوتا ہے محمد بن اسحق حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپ نے
اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا اور مین اور میری والدہ اور میری
اولاد سب بالاخانے پر رہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ تمپر قربان ہون
مجکو بالاخانے پر رہنے مین بہت تکلیف اس بات کی ہے کہ سرور انبیا نیچے کے مکان مین ہین اور
ہم لوگ اوپر چڑھکر بیٹھین یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہے یا رسول اللہ آپ بالاخانہ اختیار فرمائین
اور ہم لوگ نیچے کے مکان مین رہین فرمایا نیچے کے مکان مین ہمکو رہنا بہت مناسب ہے کہ لوگ
ہمارے ساتھ ہین اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہین تم اور تمہارے اہل کا
اوپر ہی رہنا مناسب ہے ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن ہمارے رہنے کی
جگہہ پر ایک کوزہ پانی کا بھرا ٹوٹ گیا ہم لوگون نے نہایت گھبرا کر اوس پانی کے جذب کرنے کو
اپنا لحاف ڈال دیا اور سارا پانی اوٹھا لیا اور نیچے گرنے نہ دیا کہ مبادا یہ پانی نیچے گرے اور
آپ کے غلامون کو کچھہ تکلیف پہونچے اور سوا اوسکے ہمارے پاس اوڑھنے کو کچھہ اور نہ تھا
دوسری روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور التماس مین
رہا کرتے تھے کہ بعد چند سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونکی عرض کو قبول فرماکر
بالاخانے پر تشریف لے گئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور اوسکے اہل و عیال نیچے کے
مکان مین اوتر آئے اور بھی اونھین سے روایت ہے کہ جس زمانے مین حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ
آپ کے واسطے کھانا تیار کرکے بھیجا کرتے تھے ایک روز کسی نے انھین سے کھانا
مین بہت تکلف کیا پیاز اور لہسن بھی اوس مین ڈالا اور حضور مین بھیجا آنحضرت صلوات اللہ علیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف فرمانے کے وقت حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں

اوسکو نوش نہ فرمایا اور مکروہ رکھا لیکن اصحاب کرام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل
تمھارے نہین ہون میرا ایک مصاحب ہے کہ اوسکو اوسکی بو سے تکلیف ہوتی ہے مین نہین چاہتا
کہ اپنے صاحب کو تکلیف دون اور بھی اون سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک روز حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اوس مین لہسن پڑا تھا آپ نے اوس کھانے کو
نوش نہ فرمایا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا لہسن حرام ہے فرمایا نہین مگر مین ایک شخص سے
سرگوشی رکھتا ہون اس جہت سے اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ
نہین ہے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پھر مین نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ
جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھین ہم کیونکر کھائین اور صحیح ترین روایت سے
ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات
مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین ایک برس اور کم بھی آیا ہے الحاصل جب حضرت
سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہولی
تو ابو رافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور دو اونٹ دیکر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت
ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آوین اور ہمراہ اونکے
عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اونکی والدہ
ماجدہ ام رومان اور اسما بنت ابو بکر صدیق اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم عیال
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے آوین یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم حسب الحکم
عالی اون حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے تو حضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان
شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت
رب العالمین مین مشغول ہوئے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مصرع کجا حد
سنت نا ہمو ز آثار عی نیم * جب یہ نعمت انصار با وقار کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اونکی
ہدایت اور رشد سے مبدل ہوئی تو یہود نا بہبود نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح کی خیانتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے

ادن میں سے قتل کرتیمنی کی اورجہان تک ادن سے ہوسکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی یاسر بن اخطب کہ سب یہودیوں سے عداوت میں بڑھ گئی اور کمال حسد میں گرفتار ہوئے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخرکو فتح خیبر میں یہودیوں سے مخالفت کرکے اسلام لائین یقین روایت کرتی ہین کہ مین اپنے باپ اور چچا کے نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جب ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو وہ دونون آپکے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی ملازمت مین حاضر رہے بعد اوسکے جب رات کو پھر کر آئے اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہوکر گرے مین اپنی عادت کے موافق اونکے پاس گئی مگر وہ تھکاوٹ کے جہت سے میری طرف کچھ متوجہ نہوئے اس اوسیان مین میرے چچا نے میرے باپ سے اَهُوَ هُوَ یعنی آیا یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی میرے باپ نے کہا نعم واللہ یعنی ہان قسم خدا کی چچا نے کہا کہ خوب یقین ہے اسبات مین کہ وہی ہے نعم وَاللّٰهِ اَنَّهٗ هُوَ یعنی ہان قسم خدا کی یہ وہی ہے چچا نے کہا کہ تو اپنے دل مین اوسکی طرف سے کیا پاتا ہے محبت یا عداوت اوسنے کہا اَلْعَدَاوَتَ وَاللّٰهِ جبتک مین زندہ رہون گا اوسکی عداوت مین کوشش کرونگا پھر دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہان تک کہ آخر کو دونون وبال ونکال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہما اور بعضے یہودیون نے حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھہرایا اونکے ساتھ ایک جماعت اوس وخزرج بھی متفق ہوکر درکات جہنم مین پہنچے اور بعضے احبار اور علما یہود کہ حق تعالی نے ازل سے سعادت اونکے نام مین لکھی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور یقین کیا کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبد اللہ بن سلام اوسی روز کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین حاضر ہوئے اور اسلام لائے بیت مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم لاجرم روی تراویدم از جا رفتم ✣ ولیکن حضرت صلوات اللہ علیہ سے اونھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میرے اسلام کی خبر پانے سے پہلے بلاکر میرا حال پوچھیے اور اونکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمایئے

اسلام عبد اللہ بن سلام ... یہودیون ... کی اولاد ...

ویسے ہی وہ میرے حق مین کیا کہتے ہین اور کیسا اعتقاد رکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کچھ یہودیون کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود واسطے تمہارے کہ مجھپر ایمان نہین لاتے باوجود اسبات کے
کہ تم مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقیناً جانتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون وہ بولے واللہ ہم
تمکو نہین پہچانتے اور تمھارا ذکر اپنی کتاب مین ہرگز نہین پاتے فرمایا عبد اللہ بن سلام کے
باب مین کیا کہتے ہو وہ تمھاری قوم مین کس مرتبہ پر ہے کہا ھُوَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَ
اِبْنُ اَعْلَمِنَا یعنی وہ ہمارا سردار اور سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے
فرمایا اگر وہ مجھپر ایمان لاوے اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول رکھوگے یا
نہین اونھون نے کہا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ تمپر ایمان لاوے اور تمھاری سچائی پر گواہی دے
حضرت سلطان زمین و زمان نے تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینون مرتبہ
اوسی طرح جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر
نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم تم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت
مین خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیون منکر ہو کر اپنے تئین شقاوت مین ڈالتے ہو یہودیون نے کہا تو
جھوٹا ہے ہم کہان جانتے ہین کہ یہ خدا کا رسول ہے بعد اسکے عبد اللہ بن سلام کے حق مین
کہتے تھے ھُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل مکر و خباثت یہود
کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کر لینا چاہیے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ مَا اَغْفَلَهُمْ وَمَا اَشْقَاهُمْ اور
حقیقت مین یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے والا
کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابون مین آپ کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپ
کے نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا تھا
اور آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ تعالے
ارشاد فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنی اس نبی کو ایسا پہچانتے
ہین جیسا پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو یعنی علم یقین کر باوجود ایسے علم یقین
کے شقاوت اور وبال ابدی مین گرفتار رہے نعوذ باللہ
مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ مصرع علم کہ رہ بحق ننماید جہالت است

اہل سیر اور تواریخ اس بات پر متفق ہیں کہ مدت اقامت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں دس برس تھے اور اتنی مدت میں جتنے حالات اور وقائع از قسم غزوات اور سریات اور فتوح اور فیوضات اور شرائع و احکام کہ عالم کو انوار ہدایت اور اسرار حکمت سے منور فرمایا وہ سیر کی کتابوں میں موجود ہیں چونکہ مقصود ذکر احوال طیبہ طیبہ ہے اسواسطے اون وقائع کو ببسط اس کتاب میں ذکر نہیں کرتے انشاء اللہ تعالی ایک کتاب علیحدہ اس مضمون میں لکھیں واللہ الموفق ولیکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجرت میں ہوئے مناسب ہے اسواسطے کہ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہے اسواسطے بیان روایات اور اختلافات کو جو تعیین تاریخ وغیرہ میں واقع ہوئے ہیں ترک کرنا مناسب معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن میں بعد بنا مسجد قبا اور عمارت مسجد شریف مدینہ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار کے بحکم پروردگار تعالی و تقدس قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر و فساد و کفر جاہلیت اب شمشیر سے دھو ڈالیں اور نور علم و ایمان سے جہان کو منور کریں بس بعد گیارہ مہینے کے دوسری صفر کو واسطے غزوہ ابوا کے طلب کفار قریش میں ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوئے اور وہاں میں کہ ایک جگہ ہے قریب ابوا کے اون لوگوں سے ملاقی ہوئے ولیکن بغیر قتال واقع ہوئے مدینہ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال میں حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید دے کر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف ابوجہل لعین کے قافلے پر کہ تین سو سوار کے ساتھ اودھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ عرب نے درمیان میں پڑکر فریقین میں صلح کروادی اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو ساٹھ اور ایک قول پر اسی مہاجرین ساتھ کر کے اور ایک لوا انکے ہاتھ میں دے کر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان انکا سردار تھا اور بعضوں کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہیں کہ اسلام میں جو اول لوا درست کیا گیا یہی تھا اور درمیان بھی لڑائی واقع نہیں ہوئی سوا اسکے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی راہ میں پھینکا گیا از جملہ مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کے

۱ھ

ابتدا مین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیساکہ پہلے ذکر ہو یکا اسلام لائے اوراسی سال مین
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی
اور ایک قول پر اڑھائی سو برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت
حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے
پیچھے پھر دین نصاری مین آئے پھر ایک عالم نصرانی کی وصیت سے دین محمدی حاصل
کرنے کے شوق مین مدینہ منورہ مین پہونچے اور اتنی عمر مین دس جگہ سے زیادہ بیچے گئے اور
غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا شرف اسلام سے مشرف ہوئے
رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر باتین کین اور حقیقت نبوت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ
علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو طلب
فرمایا اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات مہینے ہجرت سے زفاف
فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال مین ہے لیکن
پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین
نماز چہار رگان فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جس طرح اب سفر مین پڑھتے
ہین اور اسی سال مین طریقہ اذان مشروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزے کا حکم
فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزہ عاشورہ
مین تھا نرہا فقط اوسکا استحباب اب تک باقی ہے اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال
آیندہ تک پہونچون گا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ رکھون گا اور دوسرے سن مین ہجرت سے
ربیع الاول مین واسطے غزوہ بواط کے دو سو صحابہ ساتھ لیکر قافلہ قریش سے کہ امیہ بن
خلف اون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی اوسی طرح مدینہ
منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولی مین واسطے غزوہ عشیرہ کے برآمد ہوئے اور اولاد مدلج
اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرماکر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھہ سوار مہاجرین ساتھہ کرکے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھیر آئے
بعد اسکے کرز بن جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب
بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھہ نہ لگا اس غزوے کو بدر اولی کہتے ہین اور اسی سال مین
اواخر جمادی الآخرہ مین عبد اللہ بن جحش اسدی کو کہ آپ کی پھپھی کے بیٹے تھے آٹھہ سوار ایک قول پر بارہ
سوار ساتھہ کرکے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا اونھون نے قافلۂ قریش کے ساتھہ کہ تجارت شام
سے آتا تھا قریب مکہ معظمہ کے پاکر غرۂ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور
مال لوٹا یہ لوٹ پہلی غنائم اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہونے
سے کہ اللہ تعالی نے اس مہینے کو اشہر حرم مین داخل کیا ہے خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت
اون سے قبول نفرمایا یہان تک آیۂ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ نازل ہوئی پھر حضرت
سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرماکر بانٹ دیا
اور اوس سریہ مین عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اول
جس شخص نے امیر المومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد
ہے کہ خلفا مین اول جسکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق صحیح یہ اللہ اعلم
اور اسی سال مین صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کو
علی مرتضی سلام اللہ علیہ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوس وقت سولہ برس کی تھی اور
ایک روایت پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضی رضہ کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور
اسی سال مین بعد سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کیطرف قبلہ کی
تحویل ہوئی اور اسی سال مین ماہ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقۂ فطر نازل ہوا
اور مصلای مدینہ مین نماز عید پڑھی گئی اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے
کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود وہی ہین اور اسی سال مین شروع ماہ رمضان کو
غزوۂ بدر کبری واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی اور ابوجہل لعین
مع ستر سردارون قریش کے جہنم واصل ہوا اور ستر آدمی اونکے گرفتار ہوکے آئے عباس
بن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب بھی جملہ اونکے تھے اور ابولہب بھاگ کر مکہ معظمہ مین پہونچکر

مرض عطسہ مین گرفتار ہو کر سات دن کے بعد مر گیا اور لشکر اسلام مین آٹھہ انصار اور پانچ مہاجر درجہ شہادت کو پہونچے اور مسلمان اس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے ستتر مہاجرین اور دو سے چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور آٹھہ تلوارین اور چھہ زرہین تھین اور مشرکین ساڑھے نوسے تھے اور سو گھوڑے اور ذو الفقار اسی غزوہ مین ہاتھہ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھہ مخصوص کی تھی اور اسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خرمی کا ہوا اور انھین دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اونکے دفن مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پونہچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین پہونچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہو کر مقام کدر تک پہونچکر تین دن وہین اقامت فرما کر بغیر وقوع حرب و قتال پھر آئے اور اسی سال مین عصما بنت مروان ماری گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع کے برآمد ہوئے اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو عبد اللہ بن ابی منافق کی سفارش سے اونکے قتل سے باز رہے لیکن جلای وطن کر دینے کا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید اضحی پڑھی گئی اور اسی سال مین امیہ بن الصلت شاعر مر گیا یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابہای مقدسہ پڑھکر نصرانی ہو گیا تھا اور بت پرستی اوسنے چھوڑ دی تھی اور علمای اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوس نور کے ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھکر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ کے ساتھہ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت و رسالت و خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھا کر کال اخروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سرور دین و دنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم و حکمت تھی استماع فرما کر فرمایا اٰمَنَ لِسَانُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ اور ایک روایت مین ہے اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ یعنی ایمان لایا شعر اوسکا اور کافر ہو گیا دل اوسکا واللہ الہادی وھو المضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی حجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابو سفیان نے بعد غزوہ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور

غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کا بدلا نہ لے اپنی جگہ پر نہ بیٹھے
پس وہ دوسَے سوار لے کر مکہ معظمہ سے اوس جگہ تک کہ وہان سے مدینہ طیبہ تین میل باقی تھا
آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے کھجور جو اوسکے حوالی مین تھے لوٹ کر بھاگا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی
جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلی ستوون کی کہ اپنے زاد راہ کے واسطے
اوٹھالے تھے پھینک کر بھاگتے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوے کا نام غزوۂ
سویق ہے پانچ روز کے بعد حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو پھیر آئے اور بقیہ
ذی حجہ یہان تشریف رکھکر بقصد غزوۂ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف
رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع فرما کر اکثر مہینا ربیع الاول کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش
کی طلب مین نجران کی طرف برآمد ہوکر ربیع الاول اور جمادی الاولی وہین بسر کر کے
وہان سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینہ مطہرہ کو پھر آئے پھر شوال مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
کو ذی قرد پر بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ ابوسفیان بھی اون مین تھا غارت کر کے چاندی بہت
سی لوٹ کر لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے ساتھ جا کر کعب بن الاشرف
یہودی کو کہ اکثر مسلمانون کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا تھا اور مشرکون کو
مسلمانون کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال مین عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان مین
سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا اس سے پہلے وہ
حبیش بن حذیفہ بدری کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کر گئے اور رمضان مین حضرت
زینب بنت خذیمہ کو کہ کثرت اطعام مساکین سے ام المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے
اونھون نے اٹھارہ دن کے بعد اور ایک قول پر دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے
کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال مین امام المومنین حسن ابن علی ابن ابی طالب سلام اللہ
علیہما نصف رمضان مین پیدا ہوئے اور ولادت امام شہید حسین بن علی سلام اللہ علیہما
سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو ہوئی اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوہ

واقع ہوا کہ اوس مین دندان مبارک اور شفت شریف زخمی ہوئے اور سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہونچے اور بائیس ۲۲ مشرک جہنم واصل ہوئے اور سردار مشرکون کا ابو سفیان تھا اور بعد غزوۂ اُحد کے غزوۂ حمراء الاسد واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد سے رجوع فرما کر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین اونھین لوگون کو ساتھ لیکر جو جنگ اُحد مین حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ سمجھائین کہ مردان دین نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھہ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجا کر تین روز وہین اقامت فرما کر رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے بچپاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین رہے چوتھے سن مین سریۂ بیر معونہ واقع ہوا کہ ستر جوان انصاری قرا وہان شہید ہوئے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کی قنوت مین اونھین قاتلین کے حق مین بد دعا کی اور اوسی سال مین سریۂ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین نے آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابۂ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لے گئے اور بمقام رجیع مین پہونچکر عذر عہد کرکے قبیلۂ بنی ہذیل کو بلا کر بعضے صحابہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے کفار مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے انتقام مین اونکو قتل کرین از جملۂ شہیدان رجیع ایک عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے موافق اونکی دعا کے اونکے بدن کو کفار کے مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو گرد سے آکر گھیر لیا کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی لاش کو اوٹھا کر لے گئی اور اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوۂ بنی نظیر واقع ہوا چھہ روز تک اونکو محاصرے مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور خیبر کی طرف جلا وطن پر راضی ہوکر نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین شروع بدر صغریٰ واقع ہوا کہ ابو سفیان نے جنگ اُحد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم سر سال بدر میں آکر محاربہ اور قتال کرین

جب وہ حارث کے دن نزدیک پہنچے ابو سفیان نے ڈر کر نعیم بن مسعود کو بیس اونٹ دینے
وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگون کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈراوے
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و پندرہ سو اصحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لے کر آئے
اور پھر سالماً غانماً مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا شان نزول آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ الآیہ کا یہی قضیہ تھا اور اسی سال زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت یہود کی
سیکھی تاکہ اونکے خفیات اور اسرار کو دریافت کر لیا کرین اور اسی سال کے ذیقعدہ مین
رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اور اسی سال مین وقت محاصرۂ بنی نضیر شراب کی حرمت نازل
ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ تحریم خمر تیسرے سال مین ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم خمر چند بار
ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال مین اور ایک قول پر چھٹے سال مین جس مین غزوہ حدیبیہ
واقع ہوا آیہ کریمہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق
قطعی ہوگئی اور اسی سال مین شوال کے مہینے مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح مین
لائے پہلے زوج اونکے ابو سلمہ تھے اور اسی سال مین زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور
فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انتقال فرمایا پانچوین سن مین ربیع الاول
مین غزوہ دومۃ الجندل تھا اوس مین بھی مقاتلہ اور مجادلہ واقع نہین ہوا اور محرم مین غزوہ
ذات الرقاع اوس مین صلوۃ خوف شروع ہوئے اور اس غزوے کے ذات الرقاع
کہلانے مین اقوال ہین صحیح ترین اقوال یہ ہے کہ صاحب صحیح بخاری حضرت ابو موسیٰ اشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ اور
ننگے پاؤن ہونے کی جہت سے پاؤن مین چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہین
کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہے یا ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اوسکی سیاہ ہے اور بعضی
سفید اور اسی سال مین شعبان کی دوسری تاریخ غزوہ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانی کا نام کہ
بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہے اور اس غزوے کو بنی المصطلق بھی کہتے ہین اور جویریہ بنت

الحارث کہ اصلی نام اونکا برہ ہے اسی غزوہ مین گرفتار ہوکر آئین تھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو آزاد فرماکر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی اور اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہوا اور ایک روایت پر آیۂ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذی قعدہ کے مہینے مین غزوۂ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اوس غزوے مین حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی کمر شریف پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر اسلام لائے اور آپ کے حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابو سفیان اونکا سردار تھا بلطائف الحیل سے تفرقہ اور مخالفت ڈال دی کہ ہر ایک اون مین سے مخذول ہوا اور اس غزوے مین چھہ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی کہ پھر کفار قریش مدینے کے گرد ٹھہر نہ سکے جناب سید الانس والجان علیہ الاف الصلوۃ والسلام من الملک المنان جس وقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور غزوۂ بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب جلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز محاصرے مین رکھا پھر بعد اونکے اوترنے کے اونکے راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا اور اسی سال مین قصہ ابو لبابہ کا کہ اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال مین صلوۃ خسوف مشروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف مین صدمہ پہونچا کہ پانچ روز تک وقت کے اندر نماز بیٹھہ کر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت نازل ہوئی چھٹے سن مین غزوۂ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دو سے سوار سے رجیع والون کی طلب مین جنھون نے بیر معونہ پر قرا کو شہید کیا تھا بر آمد ہوئے اور قریب وادی عطفان کے نزول فرمایا بنو لحیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھ گئے

اور اس غزوے مین والدہ شریفہ کی قبر پر تشریف لاکر روئے آپ اوسکے رونے سے صحابہ کرام بھی روئے جیسا کہ مشہور ہے اور اسی سال مین غزوۂ غابہ ہے کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیون کو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیان چھڑا لائے اور اوسی سال مین قضیہ نماز استسقا واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعاء شریف سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال مین قضیہ عرنیین ہوا اور اسی سال مین غزوۂ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوۂ بنی المصطلق اور جویریہ بنت الحارث گرفتار آنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال مین تھا اور انگوٹھی شریف کا اور بادشاہان آفاق کی طرف قاصدون کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ کا ماریہ قبطیہ اور اونکی بہن سیرین اور حمار یعفور اور بغلہ دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بطور ہدیہ کے بھیجنا اسی سال مین واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے اختیار فرمایا اور سیرین کو حسان بن ثابت کو بخشا اور یعفور حجۃ الوداع سے پھرنے کے وقت مرگیا اور دلدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک زندہ رہا اور اسی سال مین کسوف آفتاب واقع ہوا اور نماز کسوف مشروع ہوئی اور اسی سال مین خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت کی اور سورہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا نازل ہوئی اور اسی سال مین ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی والدہ نے وفات فرمائی اور اسلام لانا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلہ اوس کے ساتھ مدینہ مطہرہ مین آئے اوس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تھے وہ خیبر مین حاضر ہوکر غزوۂ خیبر مین شریک اسی سال کے آخر مین تھا ساتوین سن مین غزوۂ خیبر واقع ہوا کہ امیر المومنین علی سلام اللہ علیہ نے جب سپر اونکے دست مبارک سے گرگئی خیبر کے دروازے کو کہ سات آدمی اور ایک قول پر چالیس آدمی کمال قوت سے پھیر نہ سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ اوسکو سپر بنایا اور جبتک فتح نہوئی ہاتھ سے نہ پھینکا اوس غزوے مین لشکریان اسلام سے گیارہ آدمی شہید ہوے اور یہودیون مین سے ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت

جنی یہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہین اسے غزوے مین قید ہو کر آئین تھین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اونکو آزاد فرما کر اپنے نکاح شریف مین لائے اور یہود کا زہر لانا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے طعام شریف مین اسی غزوے مین واقع ہوا اور آفتاب کا پھرنا بعد غروب
ہو جانے کے بسبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حالت وحی مین اونکی گود مین تھا اسی غزوے مین واقع ہوا اور
اسی غزوے مین کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیع مال غنیمت کا تقسیم سے
پہلے اور وطی کرنا لونڈیون کا استبرا سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوے مین نکاح متعہ حرام
ہوا اور ابتدائے اسلام مین اسوقت تک حلال تھا بعد اسکے اوطاس کے دن دوسری بار
بعد فتح کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی تا قیام قیامت تک جمیع علما کا اس
بات پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ مین کوئی نہین ہے سوا روافض کے اور قصہ
لیلۃ التعریس اور آرام فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالے
علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا اذان اور اقامت اور جماعت
کے ساتھ خیبر سے پھرتے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال مین ام حبیبہ بنت ابو سفیان کو کہ
اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھین اور وہان اونکے زوج کا انتقال ہو گیا نجاشی بادشاہ
حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے سن
مین ہوا اور اسی سال مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ایک سے سوار
کے ساتھ عمرۂ قضا بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع سرف مین کہ مکہ
معظمہ کے قریب ہے نکاح مین لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور اونکا انتقال
بھی سن تریسٹھ ہجری مین اوسی جگہ واقع ہوا اور اب قبر شریف بھی اونکی وہین مشہور ہے
اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بی بیون سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین
آئین اور سب بی بیون سے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت مین یہ ہے
کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم
اور آٹھوین سن مین صفر کے مہینے مین عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ

مدینہ منورہ مین ہجرت کر آئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضون کے نزدیک ان
حضرات کا اسلام ساتوین سن کے اواخر مین واقع ہوا اور محرم مین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے آپ نے اون کے پیدا ہونے کی
پہنچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا اور اس سال مین مسجد نبوی مین
رکھا گیا اور ایک روایت پر ساتوین سن مین اور اسی سال مین سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث
بن عمیر کو ملک بصری کی طرف نامہ مبارک دے کر بھیجا اور شرجیل بن عمرو غسانی نے اونکو
شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار آدمی ساتھ
دے کر شرجیل پر بھیجا شرجیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کرکے لڑائی سخت کی جھنڈا اسلام
کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا وہ شہید ہوکر گرے تو جھنڈے کو جعفر بن ابی
طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے لیا چنانچہ
عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد
بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا پایا اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا اور
اسی سال مین سریہ خبط ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلہ قریش
کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا تو دریا نے دابہ عنبر کو کہ نہایت
عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہے اونکے واسطے کنارے پر پھینکا صحابہ نے آدھے
مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھایا اور اسی سال
مین فتح مکہ معظمہ واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار آدمی لے کر مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن
عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہ مع اپنے عیال کے ہجرت کیے ہوئے آتے تھے جحفہ کے
مقام مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور پہلے اس سے بحکم رسالت
مکہ معظمہ مین اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ اور ابو سفیان
اور انکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت صلی
علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیم

۸

بنت الحارث اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین عکرمہ بھی حاضر ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مین اجنادین کے روز شہید ہوئے اور جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کے دست مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوے اور جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمنے بوڑھے کو کیون تکلیف دیتے ہمین اونکے پاس آجاتے اور یہ فتح مبارک بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین دنیا علیہ الصلوۃ والثنا نے مکہ معظمہ مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر روز حوالی مکہ مین سرایات بھیجا کیے خدا کے فضل سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن ولید کو عزی کے توڑنے پر اور عمرو بن عاص کو سواع پر اور سعد بن قیس کو منات پر تعینات فرمایا اور شرک اور فساد کے نام ونشان کو بالکل وہان سے کھو دیا بعد اوسکے دسوین شوال کو دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقای مکہ ہمراہ لیکر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے اصحاب لو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ اب ہم ہرگز شکست نہ کھائین گے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی کو نہ ہزیمت لشکر اسلام مین پیدا ہوئی اور اس حالت مین بعضے نو مسلمون نے کہ اوسوقت تک اونکے سینے نجاست شرک اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہو جائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے فتح اور نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار کی طرف پھینکے بہ مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان شہید ہوئے اور مشرکا فر جہنم مین گئے پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کی ساتھ اوطاس کی طرف روانہ فرمایا وہان سے بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان اور چار ہزار

اوقیہ چاندی اور چھہ ہزار آدمی اور قیدیان آئے منجملہ اسیران شیما بنت الحارث رضاعی ہمشیرہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اونکا اکرام کیا اور انعام اونکے اہل وعیال
کی طرف بھیجا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف لائے وہان والون کو محاصرہ
روز تک محاصرے مین رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی باہر آوے آزاد ہے
پس بیس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی اونھین مین سے ہین کہ اپنے تئین
ڈال کر نیچے اوترے آئے بارہ صحابی طائف مین درجہ شہادت کو پہونچے اور طائف سے
بغیر اتمام فتح اور نصرت وہم مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھ کے جیسی ذی قعدہ
کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن حاضر ہو کر
ایمان لائے آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکے اموال اور اونکے قیدیون کو
پھیر دیا بعد اونکے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے سو اونٹ اوسکو
انعام فرمائے اور اوسکے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل کیا اور اسی مقام مین
بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا
اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر مبارک
اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی اوس غنیمت مین کچھ کلام کیا حضرت سید الرسل
وہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرما کر ثواب خاص آخرت
اور عنایات مخصوصہ اپنے سے مبشر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ میری
قوم سے ہین اور ضعیف الایمان ہین اونکے اموال اور اسباب گئے اور بلاد اور املاک
اونکے ہاتھون سے نکل گئے ہین مینے چاہا کہ اونکے اموال پھیر دون تاکہ اونکے ایمانون مین
تزلزل نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید و معاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ
مطہرہ کو مراجعت فرمائی اور اسی سال بیت کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد حضرت
معلی مین حاضر کرکے امن وسلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ام المومنین سودہ بنت ربیعہ کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین

اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی سنے کر زوجہ ابی العاص تھین
وفات فرمائی نوین سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار دے کر بعث فرمایا وہ قریب
پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اونکی شفاعت کو اقرع بن حابس اور ایک جماعت نے
حاضر ہو کر حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے پکارا اللہ تعالے
نے آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ نازل فرمائی اور آپ نے ولید
بن عقبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خذاعہ پر بھیجا قوم خذاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر نکلے
تو ولید بن عقبہ سمجھا لسنے کے یہ لوگ مقاتلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا
نازل ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے
الگ رہے اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کو مدینہ منورہ مین اپنے اہل و عیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت اکرم و خیال طعن
بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث اَنْتَ
مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی سے تسلی اور تشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے اونکو
ممتاز و مخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور کئی تخلف
مین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا خبر دیتی ہے اسی غزوہ تبوک
مین واقع ہوا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو مہینے تک وہان توقف رکھ کر بغیر
وقوع قتال و جدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل جربی اور
اذرح نے اکرجزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کر کے اکیدر ملک
دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوسکے بھائی کو قتل کیا اوسنے بھی
جزیہ قبول کر کے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے وقت مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو
بوحی الٰہی خراب کیا اور جلاو یا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا
ضِرَارًا الآیہ اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر

اسلام لاویں اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑیں گے اور نماز نہ پڑھیں گے
بعد اسکے اطاعت اسلام کریں گے اور جیسا حکم ہوگا ویسا بجالاویں گے آپ یا نے شرط
اوسنے قبول نفرمایا اور اونکو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ و لولا ان ثبتناک لقد کدت
ترکن الیھم الایہ یہی تھی اور عثمان بن ابی العاص کو اون لوگون پر امیر کیا اور
اونکے ابوسفیان بن حرب و مغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال
مین خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور اونکے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اونکے حضرت علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ سورہ برات پڑھیں اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنے
کو منع فرمائین اور کسی مشرک کو حج کرنے ندیں اور خبر پونہچائین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل
نہوگا سوائے مومن کے اور اسی سال مین زانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی
کے ساتھ ملاعنہ کیا اور اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات
پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ مین اونکے جنازے کی نماز
پڑھی اسی جگہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جائز رکھی ہے حنفیہ کہتے ہین وہ خاص
ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا
پس حقیقت مین نماز حاضر پر پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال مین حضرت ام کلثوم زوجہ عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہما نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذی قعدہ مین عبداللہ
بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایفائے وعدہ
اور استمالت قوم ابی کے لیے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف اوسکو پہنایا اور اوسکی
قوم نے جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہے ہزار
آدمی ایمان لائے اور اسی سال مین وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہونے اسی جہت سے
اسی سال کو عام الوفود کہتے ہین سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کی فتح پر موقوف
رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش نے کہ امام اور پیشوا سے عرب اور اہل بیت اللہ ہین اطاعت حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور ثقیف بھی اسلام مین داخل ہوگئے تو اونھون نے جانا

کہ اب کسکو طاقت مقابلہ اور منازعت ہوگی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور بتون کا دین باطل
سے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا فوج فوج مردم ہر طرف سے
گرنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالےٰ کے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ اور دسوین
سن مین ربیع الآخر کے مہینے مین بنی الحارث پر لشکر بھیجا اور انکو شرف اسلام سے مشرف
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلامان وازد و غسان وعامر اور وفد زبید حاضر ہوئے انمین
عمرو بن معدیکرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے
مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اور اسی سال مین عبد القیس و اشعث و وفد بنی حنیفہ حاضر ہوئے
انمین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہو گیا اور ادعائے دعوی نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے مجھکو اپنا شریک کر لیا ہے اور اسی سال مین نجران کے نصاری کے ساتھ مباہلہ کا
قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی ڈیڑہ سو آدمی کے ساتھ اپنی
قوم سے اسلام لائے انجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکو ذو الخلیفہ کی طرف ایک
بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہے کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے
چورایا تھا اور اسی سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو
یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم سے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے
نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیے ہین لیکن علما کو عدد حج پر اطلاع نہین
ہوئی اور انکے حیطۂ ضبط مین نہین آئی اور آپ کے عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق
اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیہ کریمہ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الآیہ نازل ہوئی
اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو تخصیص
من کنت مولاہ کی حدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمایا اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے حضور مین حاضر ہو کر شرائع
دین دریافت کر کے اپنی قوم مین جا کر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی طی قبیلہ حاتم

حاشیہ: ... آیات ... ([illegible] handwritten marginal notes)

طائی گرفتار ہوکر آیا اور بیٹی حاتم کی بھی آئی تھی بیٹا حاتم کا شام کی طرف بحالت ابلیس
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنے بھائی کے پاس
جاکر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور موافق ایک قول کے
قصۂ اولاد حاتم نوے سال میں واقع ہوا اور اسی سال میں خالد رضی اللہ عنہ کو نبی حارث
کو نجران میں رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور میں حاضر ہوئے حضرت مبارک اس گروہ کو دیکھ
تو فرمایا یہ کون لوگ ہیں گویا کہ ہند کے آدمی ہیں اور اسی سال میں باذان والی یمن نے وفات
پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرموت کی طرف بھیجا اور پیادہ اونکی رکاب میں سلطان
زمین و زمن علیہ آلاف التحیۃ والسلام باہر تشریف لائے اور اونکو شرف مشایعت سے مشرف
فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید اس سال کے بعد تو مجھکو نپاوے اور یہ آخری ملاقات ہماری
تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سنکر روئے پھر آپ نے اونکو وداع فرمایا اور اسی سال میں جریر
بن عبداللہ کو ذی الکلاع بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے امراسمیت مسلمان ہوا اور اسی سال میں فروہ
بن عمر الجذامی کہ بادشاہ روم کی طرف سے حد و عرب متصل روم کے عامل تھا مسلمان
اور ملک روم نے اوسکو گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا او
کہا تو خوب جانتا ہے کہ یہ وہی رسول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونے
کی بشارت دی تھی و لیکن تو اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا ہے اور سعادت اسلام سے
مشرف نہیں ہوتا پھر فروہ کو ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارہویں سال میں حضرت سید
المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل بقیع کے حق میں
استغفار کیا اور فرمایا کہ اے اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہاں سے چلے گئے
یہاں فتنے آنے والے ہیں کہ شب تاریک سے زیادہ تاریک ہیں اور اسی سال میں دو
شنبے کے دن چھبیسویں تاریخ صفر کو اسامہ بن زید کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ ابنیٰ والوں پر بھیجنے کی
تیاری کی اور چہارشنبے کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع
ہوا او پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک سے درست فرما کر اسامہ کو
عنایت فرمایا وہ باہر نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے حضرت

ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین و انصار کو مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و سعد
بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح اور امثال اونکے اسامہ بن زید کے ہمراہ فرمایا اور بعضے
لوگون کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوع کی قیل و قال واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یہ بات سمع فرماکر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغہ اسامہ اور اسامہ کے باپ زید بن حارثہ کی تعریف
مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارت اور ریاست کے لائق تھا اور بعد اپنے باپ کے
یہ بھی اسی کام کا ہے اور اسے پھر دسوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز دولت سرا مین تشریف
لائے اور ایک شنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما
اوسی حالت مین آئے آپ نے بوحی الٰہی اسود عنسی کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو
خبر دی ویسا ہی ہوا کہ اوسنے صنعائے یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مارکر اوسکی عورت
کو کہ فیروز کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کر کے اوسی قصر مین نقب لگاکر
اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاؤ نکلی
پاسبانون نے یہ آواز سنکر گھبراکر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے
قتل مین ساعی تھی اور پاسبانون سے کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمہارے پیغمبر
کی وحی کی ہے اور اسم اسود ملعون کا عبہلہ بن کعب تھا اور وہ الحمار بھی کہتے تھے
ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا
حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے
قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین آدمیون
کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر اسلام لایا پھر یمامہ مین جاکر مرتد ہو گیا اور حضرت علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کا دعویٰ کیا اور شراب و زنا کو حلال اور
نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا اوسکے تابع ہو گیا اور اوس
ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کیے تھے کہ مضحکہ
عقلائے عالم ہوئے چنانچہ معارضہ والعادیات مین اوسنے کہا ہے والزارعات زرعا

وَالْحَامِدَاتِ حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خَبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا اور
كَمَا يَا مِنْقِيَةٌ مُتَشَ ضِفْدَعٌ عَلَيْنِ إِلَى كَمْ تَنْقِيْنَ لَا الْمَاءَ تُكَدِّرِيْنَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِيْنَ
رَأْسُكِ فِي الْمَاءِ وَذَنَبُكِ فِي الطِّيْنِ اور کہا اوسنے اَلْفِيْلُ مَا الْفِيْلُ لَهٗ خُرْطُوْمٌ طَوِيْلٌ
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِيْلِ کہتے ہین کہ اوس ملعون سے بعضے خوارق اور استدراجات بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن سب اوسکے مدعا کے برخلاف اگرکسی کو اوسنے درازی عمر کی دعا دی وہ فورًا مرگیا اور اگر کسی کے آنکھ کے روشنی کی دعا کی تو وہ اوسیوقت اندھا ہوگیا ایکبار اوسنے حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ بھیجا تھا اس عبارت کا مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى مُحَمَّدٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لَنَا نِصْفٌ وَلِلْقُرَيْشِ نِصْفٌ وَلٰكِنَّ الْقُرَيْشَ لَعَبَثٌ وجناب سید الانس والجان علیہ الصلوۃ والسلام نے اوسکے جواب مین رقم فرمایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ دوشنبہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور آدمیون کو نماز صبح مین مشغول دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف لائے لوگون نے کہا کہ آج مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کو اور ایک قول پر چاشت کے وقت بارھوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالی وتقدس سے ملاقات کی اہل بیت کرام نے سہ شنبہ کے روز آپ کو غسل دیا اور سارے دن گروہ مسلمانون کے نماز جنازہ شریف ادا کرتے رہے اور شب چہارشنبہ کو لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَسَلَّمَ

باب چھٹا کیفیت بنای مسجد نبوی اور سارے بقاع عالیہ مین علمای سیر اور تواریخ شکر اللہ سعیہم ایسا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا صلوۃ اللہ علیہ اکے دروازۂ مسجد شریف پر بیٹھ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور اوسپر سے اوترے اور یہ آیہ کریمہ پڑھی رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اوس زمانے مین اس جگہہ کھجور کا باغ تھا اور

ایک دو یتیموں کا مربد تھا اور وہ دونوں یتیم ایک انصاری کے یہاں پرورش پاتے تھے
اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے وہاں کچھ لوگ نماز پڑھا
کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونوں یتیموں کو بلایا اور اوس
جگہ کو مول لینا چاہا ہرچند اون دونوں نے بلا عوض اوس قطعہ کے نذر کرنے مین مبالغہ کیا
مگر آپ نے نہ مانا اور بلا عوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت دی بعد اوسکے مسجد کی
بنا ڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بعضی زمین کی قیمت پر زمین والوں کے
خوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اوس جگہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت نیچے موقع
واقع تھے اونکو اوکھاڑ کر بنا مسجد شریف ڈالی اور جنۃ البقیع مین قریب بیر ابوب کے کہ
مسجد سیدنا ابراہیم سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہے وہان اینٹین گرتی تھین اور سرور دین
و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بنفس نفیس اور اکثر صحابۂ کرام پتھر اور اینٹ ڈھو ڈھو کر لاتے
تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے واسطے
ندای بشارت آپ دیتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ
وَالْمُهَاجِرِيْنَ اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے بنائے حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی نینہ ڈالی حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت حق تعالیٰ وتقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ ہوا فق
عریش موسیٰ کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور مزین اور منقش کرنے مین
تکلف نکرو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مسجد شریف کی چھت ایسی
تھی کہ مینہ برستے وقت چھت کی مٹی آدمیوں کے سروں پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف
کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمالی تک چون گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی
تک تریسٹھ گز اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین واقع ہوئی آپ نے بیچ مسجد
سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے صد در صد رکھی طبرانی نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایما فرمایا کہ اگر
تجھسے ہو سکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیری ملک کی ہے بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے

ہاتھہ بیچ ڈال کہ ہم اپنی مسجد کو بڑھالین اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک مرد فقیر
ہون اور عیالمند میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہین ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اون صحابی سے دس ہزار درم
خرید کرکے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس قطعہ
زمین کو اوس بہشتی گھر کے عوض مین آپ مجھہ سے مول لیجیے آپ نے اوسے اوسکے عوض مین
مول لے کر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے
نیو مین رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالی عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اینٹ اور رکھی اسیطرح حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہم
نے بھی آپ کے حکم سے اینٹین رکھین یہی طرز بنای مسجد قبا مین بھی واقع ہوا مگر اوس بنا مین
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے مین کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمان ہجرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم مین مدینہ منورہ مین حاضر نہ تھے اور اوس وقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف
نہین لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت لاتے ہین کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اینٹین اوٹھا اوٹھا کر لاتے تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اون سب کے ساتھ اینٹین اوٹھانے مین شریک تھے ایکبار
میری نگاہ پڑی تو دیکھا مین نے کہ آپ نے بہت سی اینٹین شکم مبارک سے سینہ مبارک تک
بھر کے اوٹھائے ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمائیے مین لے چلون
فرمایا اینٹین بہت پڑی ہین تو بھی اوٹھا لا اور یہ مجھی کو لیجانے دے اور فرمایا اللہم لا
عیش الا عیش الآخرۃ تو غالب کہ یہ واقعہ دوسری بنا مین واقع ہوا ہے اسواسطے
کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر مین ساتوین سن مین ہے اور پہلی بنا مقدم ہے اور
حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر
رضی اللہ عنہ دو دو اینٹین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرماکر فرمایا
وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ اور
پہلے بنا مین سولہ یا سترہ مہینے تک قبلہ بیت المقدس کی طرف رہا اور اوس وقت مین

مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائیں طرف جدھر اب قبلہ ہے دوسرا دروازہ مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہیں تیسرا دروازہ جدھر سے آپ تشریف لاتے تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبریل کہتے ہیں قریب محراب تہجد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اوسکو باب جبریل کہتے ہیں اور بعد نازل ہونے قرآن کے باب تحویل قبلہ میں جبریل امین نے حضرت واجب الوجود تعالیٰ کی طرف سے آکر یہاں سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان میں واقع تھے اوٹھا دیئے اور نمازی مسجد نبوی اوس جگہ پر کہ اب وہیں ہے آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ پندرہ روز تک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانہ مخلق کے پیچھے جسکو اب اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہاں اب محراب مقرر ہے آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں علامت محراب جیسے اب مساجد میں متعارف ہے نہ تھی ابتدا اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہے جسوقت میں کہ ولید بن عبد الملک کیطرف سے وہ امیر مدینہ منورہ تھے اور جس زمانے میں کہ نماز قبلہ بیت المقدس کیطرف ادا کرتے تھے آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کیطرف پیٹھ دے کر شام کیطرف متوجہ ہو کر جائیں اور باب عثمان کے محاذات میں پہونچکر کھڑے ہو جائیں اور باب عثمان داہنی طرف کو واقع ہو بس وہی مقام ہے اور آنحضور دونبا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیہ والثنا منبر رکھے جانے سے پہلے متصل محراب کے جہاں کی طرف کھڑے ہو کر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ عالی رتبہ سے مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اوسی جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے میں آیا تھا اور بروایت صحیح مدینے ہی کا تھا انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائیں تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤں کہ اوس پر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپ نے التماس اوسکی قبول فرمائی اوس نے منبر تیار کیا تین درجے کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جب منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہے اور مقام اول سے

آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی جسپر کبھی کبھی بیٹھ فرماتے تھے آپ کے فراق صحبت سے تڑپ گئی اور رونا شروع کیا اور چلانے لگی جیسے اونٹنی چلاتی ہے اور ایسی بیقرار ہوئی کہ حاضرین مجلس اوسکا حال دیکھکر بے اختیار رونے لگی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اوترکر اپنا دست شفقت اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہہ پر جسی حالت مین کہ تو تھی اور اگر تو چاہے تو تجھکو بہشت برین مین بٹھاؤن کہ وہان کی نہرون اور چشمون سے سیراب ہو اور خدا کے دوست تیرا میوہ کھائین بعد ایک لحظہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسنے دار الخلد اختیار کیا روایت ہے کہ جب حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنتے روتے اور فرماتے کہ اے بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق رووے اور فریاد کرے تو کیا تم لوگ لائق تر اس بات کے نہین ہو بیت سگے وفا که ورد خاصیتی ہست ٭ بہ زاہدی وان که ورد معرفتی نیست ٭ قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر تک پہنچی ہے اور بہت سے صحابہ نے اوسکی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب طول مدت کے بوسیدہ ہوگئی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہہ پر جہان کھڑی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کروا دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا اور عرض ایک ذراع اور عرض ہر درجے کا ایک بالشت اور خلفای راشدین رضوان اللہ علیہم کے زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامۂ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنی خلافت سے نیچے کے درجے سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہہ پر گئے اور ایک قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے زمانۂ امارت مین ایک وقت شام سے مدینۂ منورہ مین آئے تو اونھون نے اس قصد سے کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اوسکی جگہہ سے اوٹھانا چاہا اوسی وقت

آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرحکہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حالی معاینہ کرکے اوس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر مین کہنے لگے میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوسکو زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھہ درجے اور زیادہ کئے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا کر رکھا بعد اوسکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنے ہی درجے اور بڑھا وے امام مالک رحمۃ اللہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا منبر بھی بطول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفاے عباسیہ نے پھر نئے سرے سے منبر بنوایا اور بقایای منبر نبوی کی تبرکا اور تیمنا کنگھیاں بنواکر رکھین اور سن چھہ سے چھپن مین جو آتش زدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب تواریخ یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہے واللہ اعلم بعد اسکے تمام پادشاہان اسلام اوس کچھہ کچھہ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلطان روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اوسی سن نوسو اوٹھانوے مین منبر عالی سنگ رخام سے بنوایا تھا اور قبہ اوسکا ہفت جوش کا اور مادہ تاریخ اوسکا بعضے فضلاے روم نے یون پایا تھا منبر اعمر سلطان مراد مترجم عفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد سلطان مراد خان کے پھر کسی نے منبر شریف مین تغیر نہین دی سواے ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان عبد المجید خان بن سلطان محمود خان انار اللہ برہانہما وغفر اللہ لہما نے نئے سرے سے مسجد نبوی بنوادی اور سن بارہ سو ستتھر مین عمارت اوسکی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھہ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہو

فصل اب رہے اسطوانات منیرہ مسجد نبوی از جملہ اونکے جتنے ستونون کے تبرکا اور تیمنا زیارت کرتے چلے آتے ہین وہ آٹھہ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام کے مقام سے داہنی طرف ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ خطبۂ شریف ادا فرماتے تھے اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق مین روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر علماء کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق اوسی کا نام ہے اور مخلق اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ستون کسی مکروہ چیز سے ملوث ہوگیا تھا اوسپر

خلوت میں ملنا اونکے کا اتفاق ہوا تھا اور بعضے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے
کے واسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوسکو اسطوانہ
القرعہ اور اسطوانہ المہاجرین بھی کہتی ہیں اور کلام مطری سے کہ اس ملبدہ عدل کا موضع
ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق بھی اسطوانہ ہے اور یہ اسطوانہ حجرہ شریفہ کیطرف
تیسرا ہے اسی طرح منبر شریف کی طرف سے بھی اور درمیان میں روضہ مطہرہ کے واقع
ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون
کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جہان اب محراب نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے
مہاجرین جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اور امثال انکے رضی اللہ عنہم اجمعین اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور نہین جمع ہوا
کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد میں ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر
آدمی جان لین تو بغیر قرعہ ڈالے کسیکو وہاں جگہ نماز پڑھنا میسر نہو جس وقت حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک گروہ اولاد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے
کہا کہ وہ جگہ کہان ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اوسکی تعیین واقع نہیں ہوئی
لوگ اونکی حضوری سے باہر آئے عبد اللہ بن زبیر کہ حضرت ام المومنین کے بھانجے تھے
وہین حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے
پوچھین گے اور ہمکو خبر دیں گے مسجد میں حاضر رہے بعد دیر کے حضرت عبد اللہ بن زبیر حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ کے متصل واسطے
نماز پڑھنے لگے لوگون نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی ہے وہ یہی جگہ ہے اور دعا اس اسطوانہ کے پاس مستجاب
ہے تیسرا اسطوانہ تو یہ ہے کہ حجرہ منیفہ کیطرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کیطرف
سے چوتھا اور اسطوانہ عائشہ کے حجرے کی طرف کہتے ہیں کہ درمیان اس اسطوانہ
کے اور درمیان قبر شریف کے بیس گز کا فاصلہ ہے واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ

بھی کہتے ہین کہ وہ منجملہ نقبای انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستونون سے باندھا تھا کہ توبہ اور عذر اونکا قبول ہوا اور اصل قصہ کی یہ ہے کہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ صاحب عہد و پیمان بنی قریظہ تھے جس وقت کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اوس گروہ نابہبود کا محاصرہ کیا وہ بمشورۂ ابولبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق غرض ابولبابہ عمل کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اونکے پانون پر گرے اور گریہ وزاری کیے اور گڑگڑاے کہ اون سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین لے جا کہ عذر خواہی کرے ابولبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرون گا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک ادا ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ذبح و قتل ہے یعنی اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا یہ بات ابولبابہ سے ازراہ بشریت اونکے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اوسکے جانا کہ مجھسے خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی ندامت مین اور اس تقصیر کے عذر کے واسطے اپنے تئین ایک لکڑی کے ساتھہ جو اوس اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے باندھا اور اوس روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور تضرع اور زاری کیا کیے بیٹے اونکے اکثر نماز اور قضاے حاجت کے وقت کھول دیتے تھے بھوک کی شدت اور رونے پیٹنے کی کثرت سے قوت سامعہ اونکے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ بھی جاتی رہے اللہ تعالے نے آیۂ کریمہ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ الآیہ اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مین اس قید سے نہ نکلون گا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے نہ کھولین گے اور کھانا پینا کچھہ نہ کھاؤن گا یہین یا مرجاؤن گا یا میرا گناہ بخشا جاے گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو مین اونکے واسطے شرط استغفار بجا لاتا لیکن جب اوسنے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جبتک خدا تعالے کا حکم نہ آے گا مین نہین کھول سکتا یہانتک کہ ایک صبحکو اونکے قبول توبہ کی آیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اون کو

کھول دیا پھر اونھون نے عہد کیا کہ کبھی دار بنو قریظہ مین قدم نہ رکھین اسواسطے کہ وہان
خدا اور رسول کے حق مین خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بیٹھنا اون صحابہ کا
بھی بعضے تفسیرات سے بصراحتا ثابت ہوتا ہے اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانہ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد
نماز صبح کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین
اصحاب اور مولفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس جگہ
کے اور کوئی جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لا کر ان فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جسقدر قرآن نازل
ہوتا اون لوگون کو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور اون لوگون سے باتین کرتے
اور اونکی باتین سنتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ اَرْسَلْتَهٗ رَحْمَةً
لِلْعٰلَمِيْنَ رَاحِمِ الْفُقَرَآءِ وَمُعِيْنًا لِلضُّعَفَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ آفتاب نکلنے کے وقت اغنیا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی
نہین پاتے تھے یہ قصد تالیف قلوب دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ان آنے والون کی طرف بھی کھینچتا تھا فرمان ایزدی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآیتین اور کبھی اعتکاف کے
واسطے سواے اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ بھی رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس
سے تکیہ لگا کر بیٹھے چوتھا اسطوانہ السریر کہ سباک شریف سے ملا ہوا ہے اور اسطوانہ
توبہ سے شرق کی جانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ کبھی اسطوانہ توبہ کے پاس بچھتا تھا
اور کبھی اس اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اب اسی اسطوانہ کو کہتے ہین اور حدیث
شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مین اعتکاف کرتے تھے اور روز
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت مین کنگھی کرتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا تا خوان خرما سے کبھی وہ بھی محل اعتکاف مین درمیان
اسطوانون اور قنادیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو چٹائی پر راحت فرماتے تھے اور دن کو

پائے مبارک کے نیچے اوسے ڈال لیتے تھے پانچوان استوانہ محرس اوسکو استوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اوسکے نماز پڑھنے کی جگہ اکثر اوقات مین یہی تھی اور یہ بھی ہے کہ وہ راتون کو اوسی جگہ بیٹھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے تھے مطری کہتے ہین اوسکے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلے مین ہے جدھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف لاتے چھٹا استوانہ الوفود وہ پیچھے ہے استوانۃ المحرس کے شمال کیطرف سے اور وفود جمع وافد کی ہے اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جب وفود عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مین سلام لاتے اور تعلیم شرایع واحکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی استوانے کے پاس جلوہ فرما ہوکر اپنی زیارت جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظماے صحابہ آپ کے گرد اگرد بیٹھتے ساتوان استوانہ مربعۃ القبر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اکثر اوقات اسی جگہ وحی پہونچایا کرتے تھے اور درمیان اس استوانہ کے اور استوانۃ الوفود کے ایک استوانہ اور ہے شباک سے ملا ہوا اور دروازہ وہ جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم حجرۂ شریفہ سے برآمد ہونے کے وقت یہان کھڑے ہوجاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا و حضرت حسن او حضرت حسین سلام اللہ علیہم کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اس زمانے مین اس استوانہ اور استوانۃ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بجہت گھر جانے شباک کے زائرین محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرد اگرد نہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ نصف استوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہے اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا میسر اسی طرح حال استوانۃ الوفود کا ہے پس تخصیص کی وجہ معلوم نہین ہوتی انتہی توجیہ البتہ ہوسکتی ہے کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استوانۃ السریر کے

پاس اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہے تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے
مین محروم ہی ہے واللہ اعلم آٹھوان اسطوانہ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
کی محراب تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہے اوسی اسطوانہ مین ہے اور یہ اسطوانہ حضرت
فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک کے پیچھے شمال کیطرف واقع ہے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے
تھے صحابہ نے آپ کا اتباع کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت وازدحام ملاحظہ فرمائکر
حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اندر لیجاوین صبحکو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ
یہان ہر شب نماز ادا فرماتے تھے ہم لوگ بھی آپکا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت سے
مشرف ہوتے تھے فرمایا کہ مین ڈرا اس بات سے کہ کہین تمپر یہ نماز فرض نہو جاوے اور تم
سے او سکے بجالانے مین کوتاہی ہو یہ احوال ہے اون اسطوانات کا جو بہ نسبت سارے
اسطوانات مسجد شریف کے فضل اور شرف رکھتے ہین ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری
مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہے اور کوئی اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم نے اوس جگہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری شریف مین حضرت انس رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ کبار صحابہ کو مین دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک اون مین ایک ایک
اسطوانہ کے پاس ہوتا اور مبادرت کرتا تھا اور روضہ مین ریاض الجنۃ ہین بعضے اسطوانات پر
اونکا نام بھی لکھا ہے چنانچہ اسطوان ابی بکر و عمر و عثمان و علی رضہ و اسطوان سعید بن زید و ابن
عباس مترجم کہتا ہے غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ہوگی
اب اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اٹھ ہین چند اسطوانات پر نام لکھا ہے چنانچہ
واسطوانہ ابو لبابہ و اسطوانۃ السریر اور سوا اسکے شاید چار اسطوان پر اور لکھا

فصل بیان صفہ اور اصحاب صفہ مین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ صفہ
بضم صاد مہملہ و فا ء مشددہ ایک سایہ دار جگہ تھی پایین مسجد نبوی کی کہ غربا و مساکین
صحابہ وہان رہتے تھے اوسی کی طرف اونکو منسوب کرکے اصحاب صفہ کہتے ہین اور
نقل کرتے ہین کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب تھا تحویل کے لیے

احاطہ قبلہ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تاکہ فقرا و مساکین وہاں رہین اور اصحاب صفہ کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی زیادہ اور حافظ ابونعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمای شریفہ اصحاب صفہ کے ذکر کیے ہین اور خوابگاہ اونکا رات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا او سکے اور جگہ نہین رکھتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الہی جل سلطانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ اونکے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت خاص اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال درماندگی اون سرور علیہ الصلوۃ والسلام کے دروازہ شریف پر پڑ جایا کرتے تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین اور آنحضرت علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات اونکے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم اپنی قدر و منزلت جو حق تعالے و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہے جان لو تو اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے اغنیاے صحابہ کو حوالہ فرماتے تاکہ اونکی مہمانداری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے اونکو اپنے ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کا لقب اضیاف المسلمین تھا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا ایک ازار کے وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے وقت اوسکو گرد سے سمیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت نہ ہو جاوے اور بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا یہانتک کہ ایک روز اوسی حال مین رہگذر پر بیٹھا تھا ابوبکر صدیق اوس طرف سے گذرے مین نے اونکو سنا کر

ایک آیۂ قرآن کی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کہا سکے اونہون نے التفات بھی نکیا بعد اوسکے
ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال
دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا ابا ہریرہ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا ہمراہ آ
مین آپ کے پیچھے پیچھے حجرۂ مبارک تک پہنچا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا جا کر اصحاب صفہ کو بلا لا
مین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہے جو اصحاب صفہ بلائے گئے ہین مجھی کو
فقط عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا لیکن چونکہ اطاعت خدا
اور رسول سے سر نہ پھیرنا چاہیے اِمْتِثَالًا لِاَمْرِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مین اصحاب
صفہ کو حضور مین بلا لایا وہ سب کے سب آکر دولتسرا مین بیٹھے آپنے فرمایا ابا ہریرہ
مین نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا دودھ کا قدح اوٹھا کر ان اصحاب کو
دے مین نے قدح اوٹھا کر اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون مین سے خوب سیر ہو کر
پیا اور دودھ کچھ کم نہین ہوا بعد اون سب کے سیر ہو لینے کے مین قدح اوٹھا کر آپکے
حضور مین لایا آپ نے تبسم کیا اور فرمایا اب فقط ہم اور تم رہے مین نے عرض کیا
صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا بیٹھ جا جہان تک تیری بھوک ہو پی لے مین نے
پیٹ بھر کر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور مین رکھدیا آپ نے
خطبہ شکر حق تعالی وتبارک پڑھا اور دودھ جو قدح مین باقی تھا اوسکو نوش فرمایا
اور قضیہ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صفہ کے واسطے حضور مین آیا تھا حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہے اور روایات متعددہ مین آیا ہے کہ ہر ایک
انصاری اپنے اپنے درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشون کو
ایک رسی مین باندھکر دو استونون مسجد کے بیچ مین لٹکا دیتے تھے اور اصحاب
صفہ کو اوسکے نیچے بیٹھا کر خوشون کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ وے کھاوین
ایک روز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکا دیا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقے کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو ہو سکتا تھا

لیکن اوسنے نہ چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر خرمے کھاے آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم ورضی اللہ تعالی عن اصحابہ اجمعین

فصل بیان حجرات شریفین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف
کی بناڈالنے کے وقت دو حجرون کی بھی بناڈالی تھی کیونکہ اوس زمانے تک
دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہما تھین بعد اوسکے جتنے ازواج مطہرات بڑھتی گئین ہر ایک کے واسطے ایک
ایک حجرہ منیفہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی گھر حارثہ بن النعمان انصاری
کے تھے اونھون نے تھوڑے دنون کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب عالمیان
مآب علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات کئے اور آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام کے
اکثر بیوت موافق عرف دیار عرب کے شاخہاے خرما سے کہگل سے ڈھکے ہوئے
اور دروازون پر کملی کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے
جانب قبلہ اور مشرق اور شام واقع تھے جانب غربی مین کوئی گھر نہ تھا اور بعضے
گھر بھی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخون خرما سے کہ
اوسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب
تھے اور بلندی چھتون کی ایک قد آدم اور ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھی اور حضرت
جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہان اب اونکی
قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے
گھر کے اور درمیان دولت سراے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب تھا ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے ہین
اکثر اوقات حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ
کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم
کی خیر و عافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا اوس طرف سے تشریف لائین اونکے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ

کسی قسم کی گفتگو اُنکی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کر کے اوس خوخہ کو بند کروادیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت
علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف مین داخل
ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوسکے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف
لیجاتے اور اونکا حال پوچھتے بعد اوسکے حجرات ازواج مطہرات مین رونق فرما ہوتے
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے گھر مین تشریف لائے ہمنے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا
اور ام ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے طعام
نوش فرمایا اور دودھ پیا ہم نے آپ کے دست مبارک دھلائے آپ نے دست مبارک
چہرہ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اوسکے بعد سجدے مین اپنے
اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کر سکے امام حسین علیہ السلام
آپ کی پشت مبارک پر گر کر رونے لگا آپ اوسکا رونا ملاحظہ فرما کر اپنا
رونا بھول گئے اور اوسکی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے بابی انت وامی
یا حسین تو کیون روتا ہے اوسنے عرض کیا اے باپ ہم نے آپ کو ایسا روتے کبھی
نہین دیکھا آج آپ کیون روتے ہین فرمایا اے بیٹے مین آج تمہارے جمال سے خوشحال ہو
دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہین ہوا جبرئیل نے اللہ تعالی کی طرف سے میرے
پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کے حالت مین شہید کرے گی
یہ خبر سن کر مین نے دعا کی کہ الہی دنیا مین سب رنج و محنت ان پر ہے تو بارے آخرت انکی بخیر کر
فصل ابتدائے حال مین بعض صحابہ کے گھرون کے دروازے اور راستے مسجد
شریف کی طرف تھے آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب
دروازون کے بند کرنے کا امر فرمایا سوا دروازہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی
عنہ کے احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام
مرض مین کہ رحلت فرمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرما ہو کر حمد الہی بلیغہ

پڑھا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندوں میں سے مخیر کیا اسبات
میں کہ اگر چاہے دنیا میں رہے اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے نے
یہی اختیار کیا کہ اپنے مولی کے پاس جاوے جتنے اصحاب حاضر تھے اون میں سے
کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہیں سواے حضرت خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی رو دیے اور سمجھ گئے کہ یہ
اپنے حال سے خبر دیتے ہیں اور آپ کا سفر آخرت قریب ہوپہنچا بعد اسکے حضرت علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے زیادہ بذل اور مدد کرنے والا مجھ پر صحبت
اور مال میں ابوبکر ہے اگر میں سوا خدا کے کسی اور کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابوبکر رض کو ٹھہراتا
ولیکن اخوت اسلام باقی رہے جتنے دروازے مسجد کی طرف ہیں بند کر دو سواے دروازہ
ابوبکر کے اور بعضے احادیث میں آیا ہے کہ کوئی خوخہ مسجد میں نہ چھوڑ و سواے خوخہ ابوبکر کے
اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہیں جو گھر میں روشنی کے واسطے رکھتے ہیں اگر خوخہ بائین
کی طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی ہو سکتا ہے اور خوخہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے مسجد شریف میں حاضر ہوتے اسی واسطے
اور احادیث میں اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا ہے والا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع نہ تھا علماے سنت وجماعت کو اس حدیث سے
تمسک ہے فضل حضرت ابوبکر میں سارے صحابہ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ امتیاز وقت آخر
حیات آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام میں حاصل ہوا ہو یہانتک کہ منقول کرتے ہیں
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر میں ایک سوراخ کھولوں
کہ آپ کو بر آمد ہونے وقت دلنشیں دیکھ لیا کروں آپ نے فرمایا کہ ایک
سوئی کے ناکے برابر جا ہو تو روا نہ کھولو گا اس درمیان میں بعضے لوگوں نے
آپس میں کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سبکا دروازہ بند کر دیا آپ نے
فرمایا کہ یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کی حق تعالی نے حکم دیا ہے اور مجھکو
ان میں کچھ اختیار نہیں اور فرمایا کہ ابوبکر کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہوں

اور دوسروں کے دروازوں پر ظلمت بعضے علما نے باب تاویل میں اگر دعا لیا ہے یہ اس حدیث سے ظاہر مراد نہیں بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہے اور سبھوں کے دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہے منع طلب خلافت سے ورنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی مدینہ میں تھا اور وہ دوسرا فتح میں یہ بات اس بعض کے سبب تکلف نہیں یہ جو کہتا ہے کہ کوئی گھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر متعدد تھے بہ تعداد ازواجات اور وہ گھر جسکے دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب تھا مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان میں کہ ایک وقت میں اوس گھر کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم مسکین یا ابن سبیل سے آئی تھی انفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں نقل کرتے ہیں کہ اسباب میں احادیث اور بھی منقول ہیں کہ ظاہر اون احادیث کا مخالف ہے مضمون مذکور کا ازجملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سوا دروازہ علی ابن ابی طالب کے اور تخریج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہیں اور اسناد اس حدیث کے قوی ہیں طبرانی اوسط میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ سارے صحابہ کرام جمع ہوکر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے سبکے دروازے بند کر دیے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہیں میں نے بند کیا نہ میں نے کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ میں سبکے دروازے بند کر دوں سوا اسکے دروازہ علی کے اور بھی امام احمد و نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا سوا دروازہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کہ اونکے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ

وسلم کے ابوبکر کو جانتے تھے اونکے بعد عمر بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے لاتا ہے کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے مین ابوبکر کو پھرا ونکے بعد عمر کو پھر اونکے بعد عثمان کو اور دوسری روایت
مین ہے کہ برابر نہین کرتے تھے ہم ان تین شخصون سے کسی کو اتھی اور سید علیہ الرحمہ
نے فقط ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالی نے تین فضیلتین علی بن ابی طالب کو دین مین اگر اون
فضائل مین سے ایک فضیلت بھی مجھ مین ہوتی تو مین اسپنے تئین دنیا اور ما فیہا سے
بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی اونکے نکاح
مین دی اور اوس سے اولاد ہوئی دوسرے یہ کہ سبکے دروازے بند کروا سے کا حکم ہوا
سوا اونکے دروازے کے تیسرے یہ کہ خیبر کے دن جھنڈا اونکے ہاتھ مین دیا گیا اور
نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان و علی
کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث پڑھکر کہا کہ علی سے کچھ نہ پوچھو
اور اونکا کسی سے قیاس مکرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک کتنی ہے ہم سبکے دروازے بند کروا سے کا حکم دیا سوا دروازہ علی کے شیخ
ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے حجت اور قبول کے لائق ہے علی الخصوص
جبکہ بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ ابن
جوزی نے اس حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات
مین لکھا ہے اور اوسکے بعضے طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح
کے ہے جو باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہوئی ہے غالبا رافضیون نے اوسکو
اوسکے معارضے مین وضع کی ہے اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اسباب
مین خطا سے شنیع کی ہے کہ اس حدیث کو فقط توہم معارضے سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث
کے طرق بہت ہین بعضے اون طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچے ہین اور
یہ حدیث حدیث ابوبکر کے ساتھ معارض نہین ہے جمع اور توفیق ان دونون حدیثون کے

در بیان میں ثابت ہے اور بزاز اپنی مسند میں اسکو لایا ہے اور کہتا ہے کہ حدیث علی روایات اہل کوفہ سے ہے اور حدیث ابی بکر روایات اہل مدینہ سے ہے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سدابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے مستثنے کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کیطرف تھا اور سوا اوسکے کوئی راہ آنے جانے کی نہ تھی اور مؤید اس کلام کا وہ ہے جو ترمذی حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت کی حالت میں کوئی شخص اس مسجد میں در آنا نگریں اور تو اسوقت ہمارے دروازے بند کردیئے سوا باب علی کے اور دوسرے وقت کھڑکیوں اور دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اوسوقت استثنا کیا ابی بکر کا سارے اصحاب میں اسواسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جسکی راہ مسجد کیطرف ہو جیسا حضرت علی کا تھا اونکا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کیطرف جیسا کہ علماء سیر اور احادیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلابازی نے معانی الاخبار میں اسی توجیہ کے ساتھ توفیق میں تصریح کی ہے یہاں تک تمام ہوا خلاصہ کلام شیخ ابن حجر کا شرح صحیح بخاری میں سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جو چیز دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ قضیہ فتح باب علی مرتضی مقدم ہے یہ ہے کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازون کے بند کرنے کا حکم دیا سوا دروازہ علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور آنکھوں سے اونکے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو باہر کیا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا اسے چچا میں مامور ہوں مجھکو اس امر میں اختیار نہیں اس روایت میں ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیہ فتح باب علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیہ فتح خوخہ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد میں ہوئی اور سید علیہ الرحمہ نے قضیہ فتح باب علی کو بہت سے

احادیث سے بہت طرح سے ثابت کیا ہے از جملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن زبالہ
اور یحییٰ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہیں کہ سب اصحاب
کرام مسجد شریف میں بیٹھے تھے کہ یکایک منادی نے ندا دی یا ایہا الناس سدّوا
ابوابکم یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہوئے لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اوسے اوکنا نہیں
پھر دوسری بار ندا آئی یا ایہا الناس سدّوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب
آدمی سب نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضیٰ بھی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہوگئے تو علی مرتضیٰ کی طرف آپ نے متوجہ ہوکر فرمایا
تو کیا کھڑا ہے جا اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سننے
سے لوگوں کے دلوں میں کچھ رنج سا آیا اور آپس میں کچھ گفتگو کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد وثنا کے الٰہی جل وعلا
وشانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ
موصوف ہو بصفت طہارت اور اوس میں کوئی نہ رہے سوا تیرے اور ہارون کے
اور سوا ہارون کے دونوں بیٹوں کے کہ شبر اور شبیر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے وحی
کی مجھکو کہ میں ایک مسجد طاہر بناؤں اور اوس میں کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے
اور علی کے دونوں بیٹوں کے کہ حسن اور حسین ہیں پس میں نے مدینے میں آن کر مسجد
بنائی اور مجھکو مدینے کے آنے میں اور مسجد کے بنانے میں کچھ اختیار نہ تھا
میں نہیں کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہیں جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے
میں ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آتے تاکہ میں اونکے
مکانات میں اتروں اور میں اونکے کہنے سے نہیں اوترا اور میں نے کہا کہ میرے
ناقے کو روکو نہیں وہ مامور ہے جہاں بیٹھ جاوے گی میں وہیں اتروں گا اور وہیں
میرے رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازوں کو نہ میں نے بند کیا ہے نہ میں نے
کھولا ہے اور علی کو اندر میں نہیں لایا اور تمکو باہر لایا ہے میں نہیں کیا کروں اور حق
یہ ہے کہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہے اور حدیث

علی رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہیں ہو سکتا پس ہو سکتا ہے کہ دونوں قصے صحیح ہوں اور وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے علمائے حدیث سے نقل کیا ہے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْقِ

باب ستائیسواں بیان تغیرات اور زیادات میں جو بعد رحلت فرمانے صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی میں ائمہ اور امرا و سلاطین سے ظہور میں آئی

ذکر ان کے اوضاع اور احوال میں بسبیل اختصار اور اجمال پہلے مسجد نبوی میں زیادتی اور بڑھاؤ حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہیں ہوئی یا اونکے خیال شریف میں مصلحت نہ تھی کہ مسجد کو تغیر دیتے اونکے وقت میں اتنی بات البتہ ہوئی کہ بعضے ستون جو گر پڑے تھے اونکی اور ستون اوسی جنس کی شاخوں خرما سے بٹھائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس باب میں اشارہ پا چکے تھے سن سترہ ہجری میں قبلہ اور مغرب کی طرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا اوس طرف حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا قبلہ سے شامی کی طرف تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوسکا جانب مشرق سے جہت غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ والسلام نے مجھسے فرمایا تھا کہ تو مسجد کو بڑھانا سو اسلئے میں نے بڑھائی اور اگر یہ بات میں ہرگز نہ کرتا اگرچہ جگہ لوگوں پر تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی ازجنس بنائی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھی یعنی اونھوں نے اینٹوں اور خرما کی شاخوں اور لکڑیوں سے بنا کی نقل ہے کہ دار عباس رضی اللہ عنہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے اون سے کہا مسجد مسلمانوں پر تنگی کرتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وسیع ہو ایک طرف اوسکے حجرات امہات المومنین ہیں اور دوسری طرف کو تو

حجرات امہات المومنین کھود ڈالے تو میری مجال نہیں رہا تمہارا گھر اوسکو یا تم بیچ ڈالو
اوسکی قیمت کہو مین بیت المال سے ادا کردوں یا اسکی عوض مین جو مکان مدینہ مین
جس جگہ تمکو پسند ہو دے کر تمکو بنوا دوں یا اس گھر کو مسلمانوں پر تصدق کرو
بہرحال ان تین شقوں سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
واللہ مین ان تین شقوں مین سے کوئی شق اختیار نہیں کرونگا یہ وہ جگہ ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
عنہ کو رفع منازعت کے واسطے حکم دیا اونہوں نے ایک حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہے کہ سنا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ
میرے واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر مین کرین داؤد علیہ السلام نے
بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بنائے عمارت کا خط ایک طرف سے ایک
اسرائیلی کے گھر پر آیا داؤد علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے
ہاتھ بیچ ڈال اوسنے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نمانا داؤد علیہ السلام نے اپنے دل مین
یہ بات ٹھہرائی کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالیٰ نے
وحی بھیجی کہ اے داؤد علیہ السلام مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا کہ اوس مین
میری عبادت کرین تو آدمیوں کے گھر غصب کیا چاہتا ہے تیری عقوبت یہ ہے کہ تو اس گھر کو
نہ بنا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق دے
اس بنا کو تمام کرے پس بعد داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اس بنا کو تمام
کیا جس وقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض نکیا بعد
اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں نے اپنا اس گھر کو مسلمانوں کے واسطے
تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد مین داخل کرلیا اور ایک گھر
جعفر بن ابی طالب کا اوس گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم کو

دوسرا نصف اسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خرید کرنے سے مسجد شریف مین داخل ۱۲
مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر مسجد شریف کے شرقی
پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطیحا رکھا تھا بنایا تاکہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی بات
بلند کرنے کو چاہے تو وہان جا کرے اور مسجد شریف مین آواز بلند نکرے اور شعر نہ پڑھے
ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طائف کے ہین فرمایا اگر
غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پہونچتے یہ مسجد پیغمبر ہے اسمین آواز بلند کرنا
جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک
حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسّان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد مین بیٹھے شعر پڑھ رہے
تھے حضرت نے اونکی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا کہ
تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین نے اوس شخص کے سامنے شعر پڑھا
جو تمسے بہتر تھا یعنی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ابوہریرہ وہان حاضر تھے حسان
اونکی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے ابوہریرہ مین تجھکو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہون
کہ تو نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ
اَیِّدْ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ یعنی ہان
ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہے **فائدہ** مسجد مین شعر پڑھنا جو حرام ہے وہ شعر
جاہلیت اور اہل بطالت ہے اور جو مشتمل ہو کذب اور زور پر والا ترمذی حضرت
رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسّان بن ثابت
کے واسطے مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھتے اور کلام
فصل یہان پر یہ حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلشِّعْرُ
کَلَامٌ حَسَنُہٗ حَسَنٌ وَقَبِیْحُہٗ قَبِیْحٌ دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد
بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوارین اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی

لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کرکے ستونوں کو لوہے اور شیشے کے عمودوں سے مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کی طرف کو اور جانب شرقی کو بوجہ حجرات ازواج مطہرات کے اپنے حال پر چھوڑا اور اس طرف کچھ زیادتی اور کمی نہیں کی اور ابتدائی عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول سن انتیس [۲۹] ہجری میں واقع ہوئی اور اتمام اوسکا اول محرم سن تیس [۳۰] میں ہوا پس سب مدت عمارت دس مہینے ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخر سال خلافت سن پینتالیس [۴۵] ہجری میں واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں میں اس بات سے کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مَنْ بَنیٰ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ اور شاید آدمیوں میں انکار ہدم کرنے بنای اول اور منقش پتھروں کے لگانے کی جہت سے پیدا ہوا ہوگا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی اسواسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوئی اور حدیث ابو ہریرہ رضی میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میری مسجد کو صنعا یمن تک بناویں تو وہ میری ہی مسجد ہے نقل کرتے ہیں کہ جب سن چوبیس [۲۴] ہجری میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو آدمیوں نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوتی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسباب میں اصحاب کرام رضی سے جو اہل فتوے اور اصحاب رائے تھے مشاورت کی اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون میں خطبہ پڑھا اور اثبات میں حدیث نبوی صلی اور قول سیدنا عمر رض اور اجماع صحابہ رض کو متمسک کیا کہ شبہات لوگوں کے اذہان سے اٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بناے مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن قتیبہ روایت کرتے ہیں کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بناے عثمانی کے وقت کہتے تھے کہ کاش کے

یہ بنا تمام ہوا ایک طرف سے بنتے تو دوسری طرف سے گر تے لوگوں نے کہا یا ابا اسحٰق تم ایسی بات کیوں کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہیں کرتے تھے کہ ایک نماز اس مسجد میں افضل ہے ہزار نماز سے دوسری مسجدین سوا مسجد الحرام کے اونھوں نے کہا ہان میں کیوں نہیں کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت کی بنائی جیتا سے اسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور درمیان زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس عمارت کے اتمام پر موقوف ہے اومعر یہ عمارت تمام ہوئی اودھر فتنہ نازل ہوا لوگون نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے اونھون نے کہا اس شیخ یعنی عثمان بن عفان کا قتل ہوجانا ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان کا قتل مثل قتل عمر ہے اونھون نے کہا نہیں بلکہ اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہے بعد اوسکے عدن سے روم تک قتل ہی قتل اور ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اشارہ اسبات کیطرف کیا کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ عداوت تھی اور ہدم بنای مسجد سے دور زیادہ ہوگئی اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اسکے جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہے اور آخر عہد امارت مروانیہ مین جو فساد اور قتال وکشت وخون کثرت سے ظاہر ہوا اوسکا بھی سبب قوی قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اون ہی کا ارادہ انتقام چنانچہ سیاق بیان واقعہ حرہ سے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور سوا اوسکے اور وقائع سے اوسکی طرف اشارہ پا سکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید بن عبد الملک بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی نے خلفا اور امرا سے عمارت عثمانیہ مین داخل نہین کیا تھا اور اس وقت مین ولید کی طرف سے عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اونکو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد جس کسی کا گھر واقع ہوا وسے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے تو اوسکا گھر گرا اور بدل مین اوسکے کچھ مال دے اگر مال بھی نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا

دئے اور حجرات ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر بن عبد العزیز نے موافق اوسکے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین کو ہدم کر کے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ مطہرہ مین آیا اور حجرات ازواج مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینے مین ایک قیامت برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھکر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا ہوتا کہ پچھلے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون ومکان سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہے اور کیا زہد اختیار کیا ابن زبالہ بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا تو بعد اتمام مناسک حج کے مدینے مین بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا تھا اثنا ے خطبہ خوانی مین اوسکی نظر حضرت امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے جمال جہان آرا کو آئینے مین مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن عبد العزیز کو بلا کر بہت جھڑکی دی کہ تو نے ان لوگون کو ابتک یہان کیون چھوڑ رکھا ہے اور نکال کیون نہین دیا مین نہین چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر انکو یہان دیکھون گھر اسنے مول لے کر مسجد مین داخل کر دے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر گھر سے نہ نکلین تو گھر اونپر گرا دو اور بغیر اونکی اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے تو بحکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت کرام مدینے کے باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ سے واقع ہوا اسبات ہزار دینار گھر کے بدل مین اونکو دیتے تھے حضرت امام حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لونگا یہ قضیہ عمر بن

عبد العزیز نے ولید کو لکھا اوسنے حکم بھیجا کہ بہتر ہے وہ دینار ہزار اون سب کی قیمت لو اور
اونکو باہر نکال دو اور بیت المال مین داخل کرو بڑی نزاع حضرت ام المؤمنین حفصہ کے
گھر پر واقع ہوئی جس مین اولاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رہتی تھی جب اولاد حضرت
عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے گھر کی عوض کچھ نہ لینگے تو حجاج بن یوسف بھی اوسوقت مدینہ منورہ مین تھا اوسنے
حکم دیا کہ گھر انپر گرا دو لیکن اس قضیے کو ولید نے سنکر عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ اولاد عمر
بن خطاب کی دلجوئی کر اور اونکو راضی رکھ اور قیمت گھر کی اونکو دے اگر نہ لین تو اونکا اکرام کر
اور کچھ تھوڑی سی زمین اونکے گھر کی اونکے تحت تصرف مین رہنے دے اور مسجد کی طرف
اونکا دروازہ بھی باقی رکھ اور زمانہ ولید مین طول مسجد دوسو گز اور عرض ایک سو ستر گز کا
ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت مین نہایت تکلیف اور تصنع کیا یہانتک کہ چھتین اور
دیوارین اور ستون سب مطلا اور مرصع جواہر سے کیے اور انواع طرح کے نقش و نگار سے
اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ جتنے صناع اور اوستاد کار ہاتھ لگین روانہ
کرے قیصر روم نے حسب الامر چالیس اوستاد کار رومی اور چالیس قبطی مسجد بنانیکو اور
ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیرین نقرئی اور قندیلین اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس ہزار
مثقال طلا اور چیزین جواہرات سے مرصع پیشکش کئے اور علامت محراب جو اب تک مساجد
مین متعارف ہے اوسی سے ایجاد ہے اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہین کہ ایک
شخص نے عمال روم سے چاہا تھا کہ معاذ اللہ حجرۂ مبارک پر پیشاب کرے بمجرد اس قصد کے
ایسا زمین پر گرا کہ سر اوسکا ریزہ ریزہ ہو گیا بعضے اون مین سے اس حال کو دیکھکر مسلمان
ہو گئے اور ایک دوسرے ملعون نے اون مین سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سور کی
تصویر کھینچی تھی عمر بن عبد العزیز نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اونکے حکم کے
عمل مین آیا اوس خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہین کہ جو کوئی شخص اون مین سے
کسی درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوبصورت کھینچتا تھا تو تیس ۳۰ درہم اوسکی اجرت
بطریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب ولید مدینے مین آیا

عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک روز تماشا ہی عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی نظر
مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور تحسین اور آفرین کرکے
کہا کہ ساری مسجد کی چھت تمنے ایسی کیون نہ بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری
مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت پڑتا اوس نے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنواتے
عمر بن عبد العزیز نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ دیوار قبلہ پر کیا خرچ پڑا
اوسکے فقط نقش و نگار پر پینتالیس ہزار دینار صرف ہوا ہے ولید یہ بات سنکر
پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تو نے کیون کیا تو نے اپنے باپ کا
خزانہ سمجھا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثنا تماشا ہے مسجد مین حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ دیکھ تیرے باپ کی
عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہے اون صاحبزادہ والا رتبت نے جواب دیا کہ
ہان میرے باپ کی عمارت مسجد تھی اور تمہاری عمارت کنایس یہود و نصاریٰ کی سی
ہے اور ابتداے عمارت ولید سن اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکانوے سن ہجری مین
پس مدت عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف
پر چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبد الملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب السلام
کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان تھا اوسکے صحن مین
اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولید کی عمارت
سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسی نے ایجاد کی ہے واللہ اعلم اور زمانہ ولید مین نماز جنازہ
مسجد شریف مین پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفہ عباسی نے کچھہ مسجد شریف مین
بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹھہ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کیطرف اوس ستون اور
اور بڑھائے اور رسم تکلف اور تزخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی رکھی اور اوس سے
پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے پھر کسی نے
زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہے کہ سن دو سو دو مین مامون خلیفہ نے
کچھہ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم

فصل بیان حجرۂ مبارک مین

جو مشتمل ہے قبور شریفہ پر پہلے محل یہ ایک حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کھجور کی شاخون سے بنا ہوا موافق اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے اسمین بحکم الٰہی جل جلالہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے گھر مین رہتی تھین اور اونکے اور قبر شریف کے درمیان مین کوئی پردہ نہ تھا آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ بے دھڑک گھسنے لگے اور کچھ مبالات باقی نرہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر کی دو قسمین کین اور ایک دیوار اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین اوٹھالی اور جبتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن نہین ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہ ہوتین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتین اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر ستر کامل اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتین اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف مین زیادت کی حجرۂ شریفہ کو کچی اینٹون سے بنایا وہ حجرہ زمانہ عمارت ولید بن عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوسکو ہدم کیا اور منقش پتھرون سے پھر بنایا اور اوسکے باہر ایک حظیرہ دوسرا بنایا کیا اور اون دونون حظیرہ مین سے کسی مین دروازہ نرکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین ایک دروازہ ہے لیکن مسعودی اور تحقیق پہلا قول ہے اور عروہ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اپنے حال پر چھوڑو اور اوسکے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے اسی طرح پر حکم دیا ہے سوا امتثال کے مجھے چارہ نہین اور محمد بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیو کھودنے کے وقت ایک پاؤن ظاہر ہوا بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پاؤن امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرۂ شریفہ کی نیو مین آگیا تھا اسواسطے کہ قول اصح سے ثابت ہے کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہے کہ سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک جناب سرور کائنات علیہ آلاف التحیۃ والسلام ہے اور سر مبارک حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا محاذی سینہ مبارک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس شکل پر

... معروف بزیارت مسجد قبة الاسلام که نشسته کرده است دیگر مسجد دیگر مساجد عبد الله ... مسجد جعفر ساکن ... و حضرت فاطمه حضرت ... رضی الله عنهم ...
و مسجد النبی ... ازو ... شیرین و شور ... چاه ... انگشتری مبارک در آن افتاده بود و باغ ... جانب ... کرده
باین جهت واقع شده

نقشه مدینه منوره

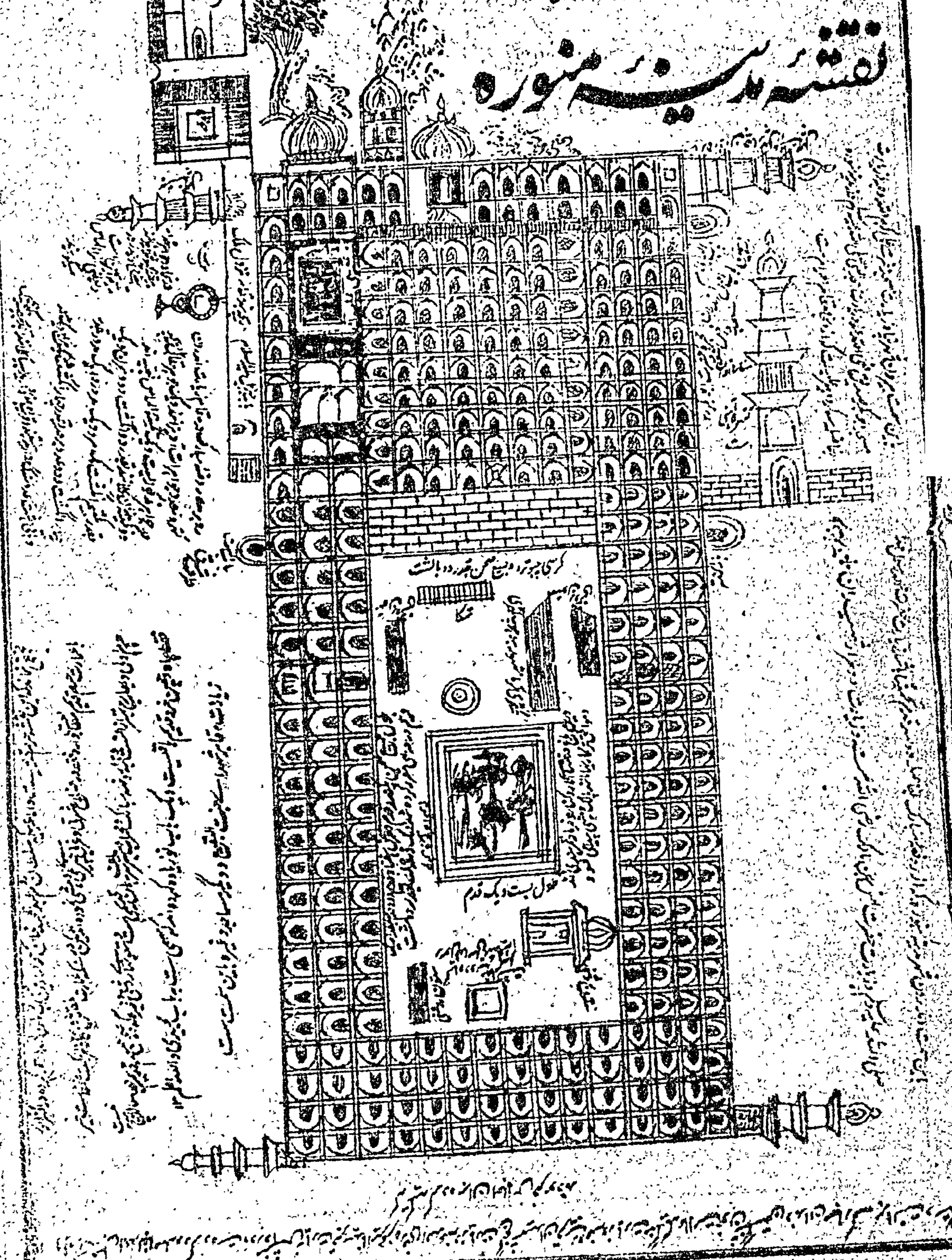

پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤن دیوار حجرۂ شریفہ کی نیو تک پہنچین کیا
ہے اور بعد بنائے عمر بن عبد العزیز کے پھر آج تک کوئی حجرۂ قبور کے اندر داخل نہین ہوا سوا
اوسکے کہ نقل کرتے ہین کہ سن پانچسو اڑتالیس مین ایک آواز حجرۂ شریفہ کے اندر سے سنی
گئی جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص کہ مشائخ صوفیہ سے تھے
کہ طہارت اور نظافت اور ریاضت نفس مین مشہور چند روز اور اونکو بھوکا رکھکر کہ نظافت
اون مین اور زیادہ ہو جاوے اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے اندر اوتارا [illegible]
کچھ خاک چھت سے گری تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اپنی محاسن سے پاک کر کے
شرف و جمالی حاصل کیا اسی طرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت کے واسطے کہ طہارت
مقام مقدس سے متعلق تھی ایک خوجے کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی خدمت پر تعینات تھا
ایک متولی عمارت کے ساتھ اندر اوتارا وہ دونون مکان اطہر کی جاروب کشی سے
ممتاز و سرفراز ہوئے اور سن پانچسو پچاس ۵۵۰ ہجری کے قریب جمال الدین اصفہانی نے
ایک جالی صندل کی بنوا کر گرد حجرۂ شریفہ کے نصب کی اونھین دنون مین ابن ابی الہیجا
نے ایک غلاف دیبائی سفید کا بھیجا جسپر سرخ ریشمی پھول بنے تھے اور سورۂ یٰسین لکھی
تھی اوسکو مستضی بامر اللہ خلیفہ عباسی سے اجازت لے کر حجرۂ شریفہ پر کھچایا اوس تاریخ سے
عادت پادشاہون کی یہی رہی کہ ابتدائی جلوس مین ایک غلاف حجرۂ مبارک کے
واسطے بھیجا کیے چنانچہ اب تک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سن چھسو اٹھتر ۶۷۸ مین
قلاؤن صالحی کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبہ سبز مسجد شریف کی چھت سے اونچا
تانبے کی جالیون سمیت جیسا آج تک موجود ہے بنایا گیا اور پہلے اوس سے قبہ
مسجد کی چھت سے آدھے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا بعد اوسکے سن آٹھسو ۸۸۸
اٹھاسی مین ملک قایتبای بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف کا
ویسا ہی خاک پاک کا رکھا پتھر وغیرہ نہین لگائے کہ اس خاک مین برکت اقدام سید انام
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے بعد اوسکے دسوین صدی کے درمیان مین سلطان سلیمان
رومی نے روضۂ مقدسہ یعنی روضۃ من ریاض الجنۃ کا فرش سنگ رخام سے کیا

اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ سے امتیاز دیا اور گرد روضۃ من ریاض الجنۃ
کے ایک دیوار کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا مترجم عفی اللہ لہ
کہتا ہے کہ بعد اوسکے اب بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید خان
مرحوم نے مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تصنع کیا کہ اوس سے
پہلے کبھی نہوا تھا ساری مسجد کی قباب اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا اور
سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہے کمال صنعت و دستکاری صناعان روم
معمور کیا سارے ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصًا باب السلام کو سونے کے
لادیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ
باب جبرئیل کے باہر بھی سنگ مرمر کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم
تھے اوسنے ایک پانچوان دروازہ اور بنایا وہ باب مجیدی کر مشہور ہے اور پانچ منارون
قدیم مین چار منارے وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہے نہایت خوبصورت
کہ دیکھنے والے کا اوسکے دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے
آنکھ نہین پھرتی اور رَوضَۃٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّۃِ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک
برنجی بطور کٹہرے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد سے سوا سے باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کر مشہور ہے کہ ایک کٹہرا سبز اوسکے گرد لگا باقی رکھا اور جو چیز تھی از قسم قبہ
روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد شریف مین قالین نتھی منقش مکلف کا
فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ و ہانڈی بہ کثرت آویزان کر دیے کہ رات پر کثرت
روشنی سے دن کا گمان ہوتا ہے اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات کیے ہین کہ آدمی
اونکو بغیر دیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرہ شریفہ مین سوا ترمیم اور
تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا مین اوسکی مغفرت کرے اور
اوسکے حق مین شفاعت قبول فرماوے تخمینا بارہ برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی
اور مین اتمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہے کہ اس زمانہ اخیر مین کہ لوگون کے
ایمانون مین ضعف آگیا ہے ایسی ہی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے رتھی جیسی اسنے

وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ
أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ اِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت و ہیجان پیدا ہوا قریب تھا کہ ابو الفتوح کو اوسی مجلس مین مار ڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد شریفہ اونھین اشرار کے تصرف مین تھی اسواسطے اوسکے قتل مین سرعت اور تعجیل مناسب نہ دیکھی ابو الفتوح کو بھی ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجکو قتل کر ڈالین تو مین راضی ہون اس سے کہ موضع شریف مین ہاتھہ لگاؤن اور اسی رات کو ایک ہوا ایسی تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی اور اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گیند کی طرح ڈھلکتے پھرتے ابو الفتوح بھی یہ حال دیکھکر نہایت ہیبت اور خوف مین آگیا اور پادشاہ کی طرف سے جو اپنے دلمین تمناے کرام رکھتا تھا اوسکے دل سے نکل گئی آخر کو وہ بھی صدق ہمت سے سالم نکل گیا تیسرا قضیہ خسف بعض ملاحدہ سے محب طبری ریاض نضرہ مین نقل کرتے ہین کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سا مال اور ہدایا اوسکے لائے اس غرض سے کہ حجرہ شریفہ مین دروازہ کر کے اجساد مطہرہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکال ڈالین امیر مدینہ نے کہ بد مذہب اور طماع دنیا تھا اس بات کو قبول کیا اور اوس فعل نامطبوع و قبیح کا اذن دیا اور بواب حرم شریف کو بلا کر حکم دیا کہ یہ لوگ جسوقت آن کر دروازہ حرم شریف کھلوائین کھول دینا اور جو فعل یہ کرین اوسکا مانع نہونا بواب کہتا ہے کہ جسوقت نماز عشا سے لوگ فارغ ہو لئے اور دروازہ حرم شریف بند کیا چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال اور شمعین ہاتھون مین لیکر باب السلام پر آکھڑے ہو لئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مین نے امیر کے حکم سے دروازہ کھول دیا اور مین ایک گوشے مین جا بیٹھا اور رونے لگا کہ الہی یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہے سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذات تک پہونچنے نہ پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب و الآت جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون کے پاس جو نزدیک دست عثمان کے قریب واقع ہے زمین مین دھنس گئے امیر مدینہ اونکا منتظر جب بہت دیر ہوئی تو امیر نے مجھے بلا کر اوس قوم کا حال پوچھا مین نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ دیا

امیر نے اس بات کو باور نہ کیا اور کہا تو دیوانہ ہے میں نے کہا اُٹھ خود چل کے دیکھ اب تک
خسف کا اثر باقی ہے اور طبری اس حکایت کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ بالصدق
و دیانت مشہور و معروف ہیں اور بعضے مورخان مدینہ نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ تاریخ سمہودی
میں مذکور ہے واللہ اعلم **باب آٹھواں** مسجد شریف اور رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ
اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب میں از جملہ فضائل مسجد نبوی
یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ
اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مسلم بھی مثل اسکے روایت کرتے ہیں مگر وہ اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ
فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ پس روایت مسلم کی ملاکر یہ نکلتا ہے کہ ایک
نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد میں برابر ہزار نماز کے ہے جو اور انبیا کی مساجد میں ادا کیجائیں جیسے
مسجد اقصیٰ میں کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہے سوائے مسجد الحرام کے کہ مسجد ابراہیم
علیٰ نبینا و علیہ السلام ہے چنانچہ اور احادیث میں اس بات کی تصریح آئی ہے طبرانی معجم کبیر
میں ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے
کہ بیت المقدس جانے کی رخصت لیں آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیوں جاتے ہو کیا
قصد تجارت ہے اونھوں نے عرض کیا قصد تجارت نہیں مگر اسواسطے کہ وہاں جاکر نماز
پڑھوں فرمایا ایک نماز میری مسجد میں ہزار نماز کے برابر ہے اوس مسجد میں اور بعضے
احادیث میں آیا ہے کہ ایک نماز بیت المقدس میں ہزار نماز کے برابر ہے اور مساجد میں
پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ میں اور مساجد کے نماز پر برابر ہزار ہزار نماز کے ہوا مگر مستثنا
مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہے اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ احتمال رکھتا ہے کہ بیان مساوات کے واسطے
ہوگا درمیان مسجد مکہ اور مدینہ کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر یا واسطے کمی
مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضے علما نے احتمال اول کو ترجیح دی ہے یعنے مساوات کو اور
ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے احتمال ثالث کی طرف گئی ہیں بایں معنی
کہ ایک نماز مسجد مدینہ میں ہزار نماز کے برابر ہے اور مساجد میں سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام

کے ہزار نماز سے کم کے برابر ہے ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوس کم کی تعیین میں اختلاف ہے بعضے مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہے اور بعضے دوسرے نو سو نماز مسجد حرام کے برابر کہتے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث سے مستنبط کیا ہے اور جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ استثنا می مذکور بیان مزیت مسجد حرام کے واسطے ہے زیادتی ثواب میں مسجد مدینہ پر اسواسطے کہ وارد ہوا ہے کہ نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجے زائد ہے اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے زائد ہے اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کے اور مساجد کی نماز پر سوا مسجد مدینہ کے لاکھ درجے زائد ہوئی جیسا کہ دوسری حدیث میں تشریح کے ساتھ وارد ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِی مَسْجِدِیْ بِاَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِی بَیْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوۃٍ اور یہ ورود عدد مزیت بعضے مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف احادیث میں غالب ہے کہ اوقات مختلفہ میں بحکم الٰہی ہوا ہوگا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ میں ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہے کثرت اعداد اور زیادتی کیفیت کی طرف اور ہوسکتا ہے کہ ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار سے زیادت ہو وہ اکثر ہو اور واقع ہونا عدد ناقص کا صحت زائد کے ساتھ منافی نہیں ہے اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہے یہ ہے کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی کی نسبت اور مساجد کی مذکور ہوئی آیا مخصوص ہے اوسی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تھی یا شامل ہے اون زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور امرا کے زمانے میں بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئیں قول مختار موافق احادیث و اعمال سلف و اقوال جمہور علما کے یہ ہے کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ لَوْ مُدَّ هٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰی صَنْعَاءَ كَانَ مَسْجِدِیْ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی ذِی الْحُلَيْفَةِ لَكَانَ مِنْهُ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت میں دلیل قاطع ہے مساوات

درمیان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک نکرے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم ہونا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہے ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب مین سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہے شاید مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہے قول مخالفت کے نفی مین ورنہ اصحاب مین کچھ شک نہین کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام نووی کے بعض کتب مین اصحاب مین خلاف مذکور ہے اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہین کہ امام نووی نے اوس قول سے رجوع کیا ہے وہو الصواب فائدہ اکثر علما کے نزدیک مضاعفت مذکورہ مین فرض و نفل دونون برابر ہین اور بعضے علمای حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہین ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے اَفْضَلُ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ لیکن ظاہر ہوچکا ہے کہ بغیر مضاعفت کے فضیلت پائی جاسکتی ہے اور ساتھ اسکے ہوسکتا ہے کہ نماز نفل سکے اور مدینے کے گھرون مین مضاعف ہو اون نمازون سے جو اور بلاد کے گھرون مین ادا کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہے اسی طرح ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَشَھْرُ رَمَضَانَ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور یہ بات بھی جانی چاہیے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہین کہ ثواب کثیر ہات لگتا ہے نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہوگئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وھذا ظاھر اور ایک عالم نے کہا ہے کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے بیس روز کے نماز کے برابر ہوتی ہے قطع نظر اون تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کی سوا اور

حکموں میں ایک حسنہ کے دس لکھے جاتے ہیں اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور مسواک وغیرہ پر مترتب ہیں ورنہ گنتی اوس حد کو پہنچ جاتی ہے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان اللہ ذی الفضل العظیم والصلوۃ علی النبی ورسولہ الکبیر الکریم اور از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بہ نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ من صلی فی مسجدی اربعین صلوۃ اور زیادہ کیا طبرانی نے لا تفوتہ صلوۃ کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من العذاب وبراءۃ من النفاق یعنی آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے بغیر اس بات کے کہ کوئی نماز درمیان میں سے فوت نہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہے کہ وہ بندہ دوزخ کی آگ سے اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہوجاتا ہے اور شاید حکمت چالیس عدد کی تعیین میں یہ ہے کہ عدد اربعین موجب استقامت اور سبب کمال ہے اور منافق کو اوسکا حاصل ہونا متعذر ہے اور جسکو حاصل ہوا اوسکو برارت نفاق سے بلاشبہ حاصل ہوگی اور جسکو برارت نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو انشا اللہ تعالی برارت نار و عذاب سے بھی یقینی ہی اور از جملہ اسکے وہ حدیث ہے جسکو بیہقی نے نقل کی ہے اوسکا مضمون کرامت مشحون یہ ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کرکے میری مسجد میں نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے اوسکے نامہ اعمال میں حج کامل لکھا جاتا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد میں نیک بات سیکھنے یا نیک بات سکھانے کو آئے وہ شخص بمنزلہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہے اور جو شخص نہ اس قصد سے آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا تو وہ مانند اوس شخص کے ہے کہ اپنے محبوب کو اوروں کے ہاتھوں میں دیکھے

فصل فضائل روضۃ من ریاض الجنۃ میں جو احادیث وارد ہوئے ہیں از جملہ اوسکے

وہ حدیث ہے جو صحیحین میں آئی ہے کہ ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور بعض روایات میں ہے ما بین قبری ومنبری اور زیادہ کیا ہے بخاری نے ومنبری علی حوضی اور بعضے روایات میں ہے وان منبری علی ترعۃ من ترع الجنۃ ترع کے معنی بعضوں کے نزدیک دروازہ ہیں اور بعضوں کے نزدیک

دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجہ اور بعضے کے نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہو ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرا قدم ایک ترعہ پر ہے ترع جنت ہے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگہ کو کہتے ہین جہان سے حوض مین پانی داخل ہوا اور منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹھی قسم کھاے تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہے فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین اور جبکہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہوئی تو بموجب آیہ کریمہ لا یسمعون فیھا لغوا ولا کذابا اوس جگہ جھوٹھ پایا جانا اور دنیا مین ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت مین معدوم اور منتفی ہے اور بعضے احادیث مین آیا ہے کہ ما بین حجرتی ومصلای روضۃ من ریاض الجنۃ بعضے لوگ مصلا کو مصلی مسجد نبوی پر حمل کرتے ہین جو منبر شریف سے حجرہ مبارک کے پاس تک ہے اور بعضے مصلای عید پر جو شہر پناہ مدینہ منورہ کے باہر مکہ معظمہ کی راہ کیطرف واقع ہے لہذا نقل کرتے ہین کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلای عید کے درمیان مین اپنے واسطے ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی ساتھ اون زیادات کے جو غرب کی جانب واقع ہوئے ہین روضۃ من ریاض الجنۃ ٹھہرے گی اور خصوصیت اوس جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نرہے گی اور ان احادیث کی تاویل اور تحقیق مین وجوہ متعددہ علما سے منقول ہین بعضون نے کہا ہے کہ منبر کا حوض پر ہونا کنایہ ہے اسبات سے کہ اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنا سبب ورود ہے حوض نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور موجب ہے نوش جان اوسکے زلال کا اور بعضے دوسرون نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تھا اور آپ نے اوسکو مشرف فرمایا ہے قیامت کے دن اوسکا بھی اعادہ فرماوین اور کنارہ حوض

کو تبرکاً ترغیباً تعظیماً لنبیہ وتنویہاً لشانہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرین اوس سے ہے عبارت جنت ترغیب کہ تبرکاً کو منبر
علیہ وسلم اور کچھ لوگ اسبات کیطرف گئے ہین کہ یہ سب خبرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
لئے اوس منبر سے دیتے ہین جو اللہ تعالی آخرت مین آپ کے واسطے حوض کوثر پر رکھے گا
نہ اس منبر سے جو مسجد شریف مین ہے یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہے آپ فرماتے
ہین درمیان میرے حجرے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہے ریاض جنت
سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضہ
مقدسہ کی حد باندھنے کو ذکر فرمایا ہے اسی نہج پر حدیث روضہ مین بھی مختلف توجیہین آئی ہین
بعضون نے کہا ہے کہ اتنی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت مین مشابہ ہے روضہ
جنت کے ساتھ نہ یہ کہ حقیقت مین روضہ جنت ہے چنانچہ تسمیہ مساجد سے ساتھ ریاض
جنت کے حدیث اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا مین اشارہ اوس بات
کیطرف ہوتا ہے خصوصاً زمان سعادت نشان حضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین کہ آپ کی
مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل کرتے تھے اور بعضے اس بات
کیطرف گئے ہین کہ اس سے مقصود بیان شرف عبادت ہے اس مکان عظیم مین کہ ہونا اُس
روضہ رضوان کیطرف چنانچہ کہتے ہین الجنة تحت ظلال السيوف والجنة تحت
اقدام الامهات باعتبار اسبات کے خدا کی راہ مین تلوار مارنا اور اپنی امہات کی
خدمت بجالانا ریاض جنت مین پہنچاتا ہے یہ دونون قول نہایت ضعیف اور بعید ہین اسواسطے
کہ ریاض جنت کے ساتھ مشابہ ہونا اور منزل رحمت ٹھہرنا اور روضہ جنت کیطرف موصل ہونا
سارے مساجد کو شامل ہے خصوصیت مسجد نبوی کی کیا ہے اور اگر اللہ تعالی کی رحمت
خاص پر اور ایک روضہ خاص پر جنت سے حمل کرین تو باوجود اسکے بھی اب تک تکلف
سے خالی نہین اور تحقیق یہ ہے کہ کلام اپنی حقیقت پر محمول ہے اور درمیان حجرہ
شریفہ اور منبر شریف کے حقیقت مین ایک روضہ ہے ریاض جنت سے اس مٹی کو
قیامت کے دن اوتنی زمین کو جنت فردوس مین نقل کر لیجائینگے اور اور سکو سارے
زمین کی طرح سے معدوم اور منتفی نہ کرینگے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے

امام مالک سے نقل کی ہے اور اثبات پر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہے اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علماے حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہے ابن ابی حمزہ کہ یہ علماے مالکیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا ریاض جنت سے دنیا میں بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم میں واقع ہوا ہے اور بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنی مقام اصلی پر لیجائیں اور نزول رحمت اور استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہے یہ معنی حقیقت میں جامع ہیں سارے اون معانی کو جو اور لوگوں نے کہیں ہیں علاوہ اوسکے اس معنی سے ایک سر اور بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے رتبہ خلیلیہ ابراہیمیہ کو ایک پتھر جنت سے عنایت کر کے امتیاز دیا ہے اگر حضرت حبیبیہ محمدیہ کو اعطای روضہ من ریاض الجنۃ سے خاص کیا ہو تو کیا تعجب ہے اور اگر بحیثیم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینوں کے معلوم ہو تو چندان عجب نہیں اسواسطے کہ آدمی ادراک حقائق اشیاے آخرت اس حیات فانی میں اپنی کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا کہ چاہیے کر نہیں سکتا اور وہ جو بعضوں نے فقط مزیت ثواب اور فضیلت عبادت پر حمل کیا ہے اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی ہو سکتی ہے جو شان احد اور عیر میں وارد ہیں کہ احد جبال جنت سے ہے اور عیر جبال دوزخ سے پس کوئی عالم اس بات کی طرف نہیں گیا ہے کہ جوار احد میں عبادت کرنا موصل ہے جنات نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم میں پونہچاتا ہے بلکہ آخرت میں جبل احد دروازہ جنت پر ہوگا اور عیر دروازہ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب اتنی زمین حقیقت میں روضہ من ریاض الجنۃ ہے تو چاہیے کہ بھوک پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے ہے نہ لوازم جنت سے اوسمیں نہو جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان لا تجوع فیھا ولا تعری اسکا جواب یہ ہے کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعہ شریفہ سے لوازم جنت منفک ہوگئے ہوں جیسا منفک ہو گئے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اون میں بھی لوازم جنت نہیں پاے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہیں ہوتی زمین و مقام کی شان میں تو دلائل و براہین وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا

اور نہ وضو کے اخبار ایسے نہیں ہین اسکا جواب یہ ہے کہ دلیل تو عبارت ہی خبر سرور انبیا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پس جس طرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر پیغمبر صادق سے معلوم ہوئی ہے اوسی طرح روضہ شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہے اور اگر کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونون جگہہ ممکن ہے اور اگر حقیقت پر جاؤ دونون جگہہ ثابت ہے پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہے واللہ اعلم ومنہ التوفیق وبیدہ ازمنۃ التحقیق وھو فاضۃ العلوم علی من یشاء من عبادہ جدید وحقیق

باب نوان ذکر بنای مسجد قبا اور اون مساجد نبویہ مین جو ماثورہ اور مظاہر انوار محمدیہ ہین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ مکملۃ

پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو قبل از رونق بخشی مدینہ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو بن عوف مین کہ ساکنان قبا سے تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی نیو ڈالی اور ایک روایت مین ہے کہ اہل قبا نے بھی بنای مسجد کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے میرے ناقہ پر سوار ہوکر اوسے پھرا وے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور اوسکی پیٹھ پر سوار ہوئے ناقہ نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے جب بھی نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اوٹھکر پاؤن رکاب مین ڈالاہی تھا کہ ناقہ مبارک کو دکر کھڑی ہوگئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اوسکی باگ چھوڑ دو کہ اللہ تعالی نے اوسکو حکم دیا ہے جہان ٹھہرے گی آخرش جس جگہہ وہ ٹھہری اوسی جگہ آپ نے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرین پھر آپ نے ایک خط تعیین قبلہ کے واسطے کھینچدیا اور ایک پتھر اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر نیو کی جگہہ رکھدیا بعد اوسکے صحابہ کرام کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک بترتیب ایک ایک پتھر اپنے اپنے ہاتھ سے رکھدے اور وہ جو بعض روایات مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا

کے وقت ہوا ہے جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوس وقت مین بیت المقدس کیطرف تھا اور بروایت ثقات سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنای مسجد قبا کے وقت آپ بھی پتھر ڈھوتے تھے اور بقول بعضے مفسرین آیہ قرآنی لمسجد اسس علے التقوی من اول یوم مسجد قبا کی شان مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے وہی مسجد بنی ہے اور اوس مسجد والون کی مدح مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای بنی عمرو تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق ہوئے اوُنھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے سے استنجا کرکے پانی سے خوب طہارت کرلیتے ہین فرمایا یہی سبب ہے جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہوئے ہو تمکو چاہیے ہے کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہے اس قول کی موید بعضے احادیث بھی ثابت ہوئے ہین اور حق یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ کا مفہوم دونون مسجدون پر صادق ہے اسواسطے کہ دونون کی بنا اول ہی دن سے تقوی پر ہے پس ہوسکتا ہے کہ دونون مراد ہون جیسا کہ بعضے علماء حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہے واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرہ اصحاب کرام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا چلو مسجد تقوی کیطرف اور پیچھے پیچھے اونکے آپ بھی تشریف لے چلے اس ہیئت پر کہ دونون دست مبارک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھون پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات کی تاکید کرتی ہے کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقوی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسجد الذی اسس علے التقوی من اول یوم ھو مسجد قبا قال اللہ جل ثنائہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے

اور دو رکعت نماز اوس میں پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری میں آیا ہے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یونہیں کیا کرتے تھے اور ابن شیبہ دوشنبے کے روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہیں اور محمد بن منکدر سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھوین کو صبح کے وقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسیکو وہان نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس کے قبضہ قدرت مین میری جان ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہے کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر عالم کے کنارون سے واقع ہوتی تو اسکے طلب مین ہم کتے اونٹون کے جگر نہ پھاڑتے پھر شاخین خرما کی طلب کر کے اوسکی جھاڑو باندھ کے خس و خاشاک جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا لوگون نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین فرمایا واللہ تم لوگ کافی نہین ہوا اور ابن زبالہ زید بن اسلم سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا الحمد للہ الذی قرب منا مسجد قبا ولو کان بافق من الآفاق لضربنا الیہ اکباد الابل باسناد صحیح طرق متعددہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہے دو بار زیارت بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر لوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالی نے کیا سر رکھا ہے تو کتنی سعی اوسکی زیارت مین کرو اسی طرح باسناد صحیحہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ثابت ہوا ہے اور خبر مین آیا ہے کہ من صلی فی المساجد الاربعۃ غفر الله ذنوبہ اور مراد مساجد سے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی اور مسجد قبا ہے اور حدیث ترمذی مین آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصلوۃ فی مسجد قبا کعمرۃ اور عمرہ کی مثل مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین اور بعضے طرق مین چار رکعت کی تصریح آئی

اور وہ چبوترہ جو صحن مسجد مین ہے کہتے ہین کہ ناقہ مبارک کی بیٹھنے کی جگہ ہے اور سمہودی کہتے
ہین کہ سوائے کلام ابن جبیر کے اس بات کی کچھہ اصل مین نے نہین پائی لیکن لوگون مین
مشہور ہے اور طول و عرض مسجد کا چہاسٹھہ گز کہا ہے اور علما کہتے ہین کہ کچھہ زمین منارے
کی طرف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سنے بڑھائی ہے اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد شریف
نبوی کیطرح اس مسجد کی بنا مین بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جب وہ طول
زمان کی جہت سے گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرناً بعد قرن اوسکی تجدید
کرتے رہے اور اوس مسجد شریف مین جسکا تبرکاً زیارت کرنا لازم ہے وہ سعد بن خثیمہ کا گھر ہے
کہ مسجد کے قبلہ مین واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کیطرف سے تھا
اوسکو بند کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلاے شریف تیسرے ستون کے پاس ہے
اگر پہلی راہ سے داخل ہون اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے مین ایک جگہ ہے اوسکا نام
مسجد علی ہے سمہودی کہتے ہین کہ شاید یہ مسجد وہی دار سعد بن خثیمہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسمین آرام فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی ہے اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہے چنانچہ
اسکا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھہ آوے گا اب ذکر مسجد قبا کے ساتھہ ذکر مسجد ضرار کا بھی
کہ ضد مسجد قبا ہے تفنناً کیا جاتا ہے سننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق
کو لازم ہین بمقابلہ مسجد قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَ
كُفْرًا الآیہ اوس باب مین نازل ہوئی بیہقی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے
ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک تھا اوسنے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد
بناؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ حیلہ اور نفاق کرتے رہو اتنے مین مین قیصر روم کے
پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لا محمد کو اور اونکے اصحاب کو یہان سے نکالون اسمین
وہ منافقین مسجد ضرار تیار کرکے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت شریف مین حاضر ہوکر
عرض کرنے لگے کہ ہمنے ایک مسجد بنائی ہے اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوسمین نماز پڑھئین
تو موجب برکت اور سعادت اوس زمین کا ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ

لَتَقُومَ فِيهِ الی قولہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ اور بعضے نقل کرتے ہین کہ جس زمین پر
مسجد قبا بنی ہے ایک عورت کی مِلک مین تھی اوس عورت کا نام لینہ تھا اور اوسکے پاس
ایک گدھا تھا وہ اسی جگہہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ ہم گدھے
بندھنے کی جگہہ پر نماز پڑھین ہم اپنے نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد اور بناوینگے کہا تھا
کہ ابو عامر پھر آوے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا کہ خدا اور رسول سے کینا رکھتا تھا
اور اہل مکہ کے ساتھ سازکر کے شام کو گیا وہان جاکر دین نصرانی اختیار کیا اور اوسی پر تھا
واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول کے حکم سے مسجد ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی
گئی طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے مسجد ضرار کو جعفر کے منصور
کے زمانے مین دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا اور اب اوس مسجد کا نام ونشان باقی
نہین معلوم نہین کس جگہہ پڑی فقط اتنا معلوم ہے کہ حوالی مسجد قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب
اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہین پہلے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ جب
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی جل سلطانہ بلدہ طیبہ مدینہ کیطرف
روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی سالم بن عوف تک پونہچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ
وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینہ منورہ مین تشریف لاکر جمعہ قائم فرمایا یہ تھا اور قریب
اوس مسجد کے ایک وادی ہے جس کی غرب کی جانب بنی سالم بن عوف کے گھر تھے اور
ابتک اون گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا بھی گھر اسی وادی مین تھا
جنکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر
ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہے اس جہت سے پانی برسنے
اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کے ساتھ نماز ادا نہین کرسکتا میرے گھر مین
آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہہ کھڑے ہوکر نماز ادا فرمائیے تو مین اوسی جگہہ نماز
پڑھا کرون اور بعضے علماے سیر نے لکھا ہے کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین اور مسجد جمعہ اون
دونون مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث مذکور مین آچکا ہے
واللہ اعلم اور عمارت قدیم اس مسجد کی گرگئی تھی قریب نوسو سن کے کسی عجمی نے اوسکی تجدید

کی اوسمین چھت اور خالی تھی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب بیس گز ہے اور عرض اوسکا
شرق سے غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہین
وہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے
مربع کالے پتھرون سے بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہے گیارہ گز جس زمانے مین سید انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نظیر کا محاصرہ کیا تھا اسی مسجد کے قریب قبہ مبارک نصب کیا
گیا تھا اور اس مسجد کی جگہ پر چھ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوسکے اوسی
جگہہ مسجد بنا دی گئی ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت انصار کے
ساتھہ اس مسجد کی جگہ پر بیٹھکر فضیخ کو کہ ایک قسم ہے اقسام مشروبات سے استعمال کرتے
تھے جب آیہ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے منھہ کھول دیے اور جسقدر
اون مین فضیخ تھی گرادی اس جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علمانے کہا
ہے کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہے یا نجاست خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا
اور امام احمد اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی جگہہ پر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوسکو نوش فرمایا اسی
جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین واللہ اعلم
اور شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے کی وجہ معلوم
نہین ہوتی سوا اسکے کہ بہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع
ہین اوسکا مکان اونچا ہے اور طلوع شمس اوسپر پہلے ہوتا ہے اور کہا ہے کہ یہ گمان نکرنا
چاہیے کہ یہ وہ جگہہ ہے جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادہ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ
قصہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہے چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تصریح
کی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ حدیث اعادہ شمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باسناد
حسن ثابت ہوئی ہے اور اوسکے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا
صحیح ہونا ثابت کیا ہے اور ابن جوزی اوسکو موضوعات مین لکھتے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری
مین کہتے ہین کہ ابن جوزی نے خطا کی ہے اثبات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتے ہین

اور مسجد قریظہ یہ مسجد بھی باغوں کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع ہے جسوقت مین کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی مسجد کی جگہہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکے جوار مین ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی ولید بن عبد الملک نے اس مسجد کی بنا کے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کر دیا اور وہ جگہہ مسجد کے شمال کی طرف پچھان کی کوٹھے پر واقع ہے اور عمارت قدیم مین اوس جگہہ ایک منارہ تھا قبا کے منارے کے وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گر گیا سنہ سات سو کے قریب تک اوسکا کچھ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قد آدم کا اونچا بنا دیا گیا کہ ابتک موجود ہے اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد کی وضع پر تھی کہ اس مین چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ تھے اب ایک چار دیواری ہے قبلے سے شام کیطرف چوالیس گز کی ہوگی اور شرق سے غرب کیطرف تینتالیس گز کی اور قصہ محاصرہ بنی قریظہ یہ ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فراغت پا کر مدینۂ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسل خانے مین تھے اور ایک طرف سر مبارک مین شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کر کے مشقت و کلفت کو جسم شریف سے دور کرین کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ شریف پر پہونچے اور عرض کیا کہ ابتک ملائکہ نے ہتھیار نہین کھولے اللہ تعالے و تقدس کا حکم ہے کہ آپ سوار ہو جیے اور بنو قریظہ پر دوڑ مارئے اور مین اوس قوم پر جاتا ہون کہ اونکو سست اور بیدل کر دون جبرئیل علیہ السلام یہ خبر پہنچا کر پھر سے کہتے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑون سے کوچہ و بازار مین غبار بلند ہو گیا اور کوئی دکھائی نہین دیتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال موذن رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کو حکم دیا کہ جو شخص خدا سے تعالی اور اوسکے حکم کا مطیع اور سامع اوسکو چاہیے کہ نماز عصر بنی قریظہ مین جا کر پڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا خاص عنایت فرما کر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک کو پچیس روز تک محا

مین رکھا کہ وہ عاجز آ گئے اور اونکے دل مین رعب پڑ گیا آخر کار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم دے اوسپر راضی رہین
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ ابتک زخم سے خون جاری
تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور خون
جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہو گیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین حاضر ہوئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے فرمایا کہ قوموا الی سیدکم بعضے علما اس
حدیث سے استدلال کرتے ہین شروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے اور
محققین کہتے ہین کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے کی
تعظیم کرین بلکہ اسواسطے تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی
بغیر کسی کی اعانت سواری سے اوتر پڑین تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اوٹھو
اور اونکو اوتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا
نہ سارے حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اسبات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو
اوسکا امتثال کرین بعد اوسکے فرمایا یا سعد بن معاذ بنی قریظہ کے باب مین تو کیا
حکم دیتا ہے اونھون نے عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیے
اور اونکے اموال کو مسلمانون پر بانٹ دیجیے اور اونکے جورو لڑکون کو لونڈی غلام
بنا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا
کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو سات پردہ آسمان سے نازل ہوا پس چھ سو یہودیون
کی اور ایک روایت میں کم اور زیادہ کی گردن ماری گئی اور سر انا الضحوک القتول
تجلی اسم الٰہی یحیی ویمیت سے ظاہر ہوئی نعوذ باللہ من غضب اللہ اور مسجد مشربہ ام
ابراہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کیطرف ہے حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے
درمیان مین ایک فقط چار دیواری ہے بے چھت کی قبلے سے شام کیطرف گیارہ گز ہے اور
مشرق سے مغرب کیطرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ
نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتے ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ ہین والدہ حضرت ابراہیم

بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اون کا ایک باغ یہان تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہین پیدا ہوئے اور یہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ فقرا پر وقف فرما دیے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے پہلے اونکو حارثہ بن النعمان کے گھر مین رکھا آخر کو اس بات سے کہ مجکو اونکی نسبت ایک غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی مدینہ منورہ مین جہان یہ مسجد ہے اوٹھا لے گئے اور اونکے دیکھنے کو کبھی کبھی وہین تشریف لیجانے لگے یہ بات مجھپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ تعالی نے اونکو ایک بیٹا دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصۂ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول سورۂ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الایہ ہوا مشہور ہے اور مسجد بنی ظفر اوس مسجد کو بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرہ پیغمبر کہتے ہین اور بقیع سے پورب کی طرف واقع ہے اوس قبے کی راہ سے جو قبۂ حضرت فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے اور ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ساتھ لیکر محلہ بنی ظفر مین تشریف لاکر نماز ادا فرما کر ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوئے اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن پڑھو وہ قاری جب آیہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا تک پہنچا تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان مین ہون اور جن لوگونکو مین نے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علما نے تاریخ لکھتے ہین کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو اوس پتھر پر جاکر بیٹھا وہین اللہ تعالے اوسکی تاثیر سے قابل حاملہ ہو جانے کی عنایت فرماتا ہے اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ قدیم اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پہنچی ہے مطری کہتے ہین کہ حرہ مین بہت پتھر ہین کہ اون پر آثار دین سے ہین کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے سم کے نشان ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر تکیہ لگایا تھا کہ اوپر اپنی کہنی شریف اوسپر رکھی تھی اور ایک پتھر پر پنجہ اونگلیون کا ا...

مسجد بنی معاویہ [illegible]

تجارج ان سکی زیارت کرتے ہین اور اسی محراب مین ایک پتھر ہے اوسپر لکھا ہے جَدَّدَ لِلّٰہِ مَالِکُ
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین عمرہ سنۃ ثلاثین وستمائۃ
اور مسجد الاجابہ یہ مسجد بقیع سے شمال کیطرف ایک اونچی زمین پر واقع ہے قبلے سے شام کیجانب قریب
بیس گز کے ہے اور شرق سے مغرب کیطرف پچیس گز ہے اور اسکا نام مسجد بنی معاویہ بھی ہے
صحیح مسلم مین آیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کیطرف تشریف
لاتے تھے آپکا گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا فرمائی
اور جتنے صحابہ کہ ہمراہ رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز کے آپ نے دعا کی نہایت
طویل جب وہان سے پھرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار عالم سے تین
دعائین کین ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط مین مبتلا کرکے ہلاک نکرے دوسری یہ کہ عذاب
غرق انپر مسلط نفرما تیسری یہ کہ میری امت آپس مین قتال نکرے ان مین سے دو دعائین
پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک اور فنا تیری امت کا تلوار
سے ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا امام مالک مین بجائے
اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافرون کا انپر غلبہ نہو اور سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر کھڑے ہوگئے
اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور
لذت کی بات اوس مسجد مین یہ ہے کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت
حاصل کرکے باہر نکلو تو نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اسکا مزا اوسی وقت کے ساتھ تعلق
رکھتا ہے حق تعالی اس مترجم غفر اللہ لہ کو پھر وہان پونہچائے اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور
سب مسلمانون کے حق مین یہی دعا ہے آمین اور مسجد طریق السافلہ پورب کی طرف سے سیدنا
حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتے ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہے اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری
رضی اللہ عنہ کر مشہور ہے بیہقی شعب الایمان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ
کہ ایک روز مین مسجد نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے جو

جو اوس گوشے کے متصل تھا برآمد ہوکر شریف باہر کو لے چلے مین بھی اوٹھکر پیچھے پیچھے ہو لیا پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہوکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اوسکے آپ سجدے مین گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ مین نے خیال اسکے کہ شاید آپ نے اس جہان فانی سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اوسکے آپ نے سر مبارک اوٹھایا اور مجھسے میرے رونے کی وجہ پوچھی مین نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور میرے رب کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے مین اوسپر درود بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے مین اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہے کہ جو تجھپر ایک درود بھیجے مین دس نیکیان اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہے مین اوسپر دس درود بھیجون پس مین نے اس نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے اور سجدۂ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی اور امام احمد حنبل رح نے بھی اس حدیث کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ذکر سجدۂ شکر کا بغیر نماز کے کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے طول و عرض مین آٹھ گز ہے اور مسجد بقیع کے دروازے سے نکلتے ہوئے داہنے ہاتھ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے پہچان کیطرف واقع ہے شاید بعضے علما کو اس مسجد کے باب مین کوئی سند معتمد علیہ ہاتھ نہین لگی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ ہے جو بقیع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلاے عید تھا اور سمہودی لطیفے دلائل پر نظر کرکے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے جس مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تشریف لاکر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جماو کا خوف نہوتا تو مین اکثر اوقات اسمین نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہانتک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر اور شمالی مین مدینہ مطہرہ تک واقع ہین اب اون مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموفق فصل عبدیہ مسجد مدینے کے باہر

پہچان کیطرف دروازہ مصری کے قریب اوس راہ پر جدہر سے قافلہ مکہ معظمہ سے آتا ہے واقدی کہتے ہین کہ پہلی نماز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے کے بعد دوسرے سال ہجرت مین پڑھی ہے اور ابن زبالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر وعید اضحی اوس جگہہ ادا فرمائی جو دار حکیم بن العداء سے قریب ہے اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے ہین کہ وہ جگہہ باب السلام سے ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے اور اب وہ ایک مسجد ہے مقصلاً کہ مشہور اور سمہودی دلائل وعلامات پر نظر کر کے کہتے ہین کہ وہ جگہہ وہ ہے جہان ایک مسجد بنی ہے مشہور بہ مسجد علی اگلے زمانے مین مدینے کا بازار وہین تھا اور دار حکیم بن العداء بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہہ ایک اور مسجد ہے کہ اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرم مدینہ نے اوسکی تجدید کی نہایت ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اوسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری کی اس مسجد کے قریب ایک باغیچہ تھا قدیم عریضہ کہ مشہور اوسکا ابتک کچھہ نشان باقی ہے اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہے اور یہ مسجد بڑی ہے بڑا صحن رکھتی ہے کہتے ہین کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دولتسرا سے نکل کر اسی جگہہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہہ ادا فرمائی تھی اور سمہودی اسی مسجد کو مصلای عید سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے ہین کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید اس جگہہ اتباعاً لسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مصلای عید مین کچھہ عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی اور آپ نے خطبہ عید منبر پر نہین پڑھا پہلے جسنے خطبہ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر عسقلانی بعضے احادیث سے استنباط کرتے ہین اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ پہلے جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجا کر ادا فرمائی

اور منبر پر بر آمد ہو کر خطبہ پڑھا اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اتفاقِ اتحادِ منبر صلوٰۃ استسقا
مین شاید اسواسطے ہوا ہو کہ حضرت کے افعالِ شریفہ کو مثل تحویلِ ردا اور رفعِ یدین
اور سوا اسکے جو نمازِ استسقا مین ہوا کرتا ہے سب آدمی دیکھین اور احداثِ منبر خطبہ عید
کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہین کہ بنا ان تینون مساجد
کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی ہے اور مصلاے شریف کے فضائل مین اور اس
مضمون مین کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سے اخبار اور آثار وارد
ہین اور حدیث مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمُصَلَّايَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ
بھی اوسی قبیل سے ہے اسواسطے کہ مابین ان دونون مکانون کے فضیلت یقینی
ہے کیونکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر
سے تشریف لاتے مصلی مین قدم رنجہ فرماکر مستقبل قبلہ ہوکر دعا فرماتے اور بروایت
سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ نجاشی کی اسی جگہ
پڑھی ہے اور مسجدِ فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اوسکے پاس اوسکی جہت قبلہ پر واقع ہین
سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہین لیکن حقیقت مین مسجدِ فتح وہی ایک مسجد ہے جو
کوہ سلع سے پچھان کیطرف اونچی سی ہے اور مشرق اور شمال کیطرف اوسکی سیڑھیان
ہین اور اوسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی
مسند مین بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ فتح مین تین روز دعا کی دوشنبہ و سہ شنبہ و چہار شنبہ کو
پس چہار شنبہ کے روز بین الصلوٰتین اجابتِ دعا کی بشارت پائی اسکی درجہ پر کہ آثار
فرح و سرور آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر ہوئے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ جب کوئی مشکل مجھکو درپیش ہوئی مین نے اوسی وقت مسجدِ فتح مین جاکر دعا کی
اللہ تعالی نے مجھے اجابتِ دعا کی بشارت پہنچائی دوسری روایت مین حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہان مسجدِ فتح
بنی ہے تشریف لاکر کھڑے ہوگئے اور دستِ مبارک اوٹھاکر کفارِ قریش پر جو خندق

روز جمع ہوکر چڑھ آئے تھے بد دعا کی اور وہاں نماز عین پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف لائے اور بد دعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے غزوہ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر وعصر ومغرب پڑھنے کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کی سب نمازین قضا کین اور جانچا کہ روز احزاب اور روز خندق ایک ہی ہے اس غزوے کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین اور غزوہ خندق بھی اور اس غزوے کے بعد پھر کبھی کفار قریش کو مجال اسکی نہین ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اوس دن جب مسلمانون پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا کی اللہ تعالی نے ایک ہوای تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگے چنانچہ قرآن مجید سورہ احزاب مین بتفصیل اس بات پر ناطق ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز تمھارے ساتھ مقابلہ نکر سکین گے اور تم پر چڑھکر نہ آوین گے اسی جہت سے اس مسجد کو فتح اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد وپیش مین ظاہر و باہر ہین اور اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہے اوسکا نام سیح ہے اوس مین کھجورون کے درخت بہت ہین اور بہت ہی فضای پر انوار ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے آبای کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح مین داخل ہوکر ایک دو قدم چل کر کھڑے ہو گئے اور دونون دست مبارک اوٹھا کر دعا کی اور دست مبارک اتنے اوٹھائے کہ ردای مبارک شانہ شریف سے زمین پر گر پڑی اور آپ ویسیہی دعا مین مشغول رہے اور روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس مسجد مین آپ کی دعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہے سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت اوس مسجد کی متغیر ہوگئی ہے تو صحن مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن اسکے ساتھ اور روایات کو ملاکر ثابت کرتے ہین کہ آپکا کھڑا ہونا مغرب کیطرف اقرب تھا اور اوپر تشریف لیجانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا نہ شرقی

١٢ مسجد فتح

کی جانب سے اور اوس طرف سے وہی قدم چل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہیں کہ اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا کی تھی یہ ہے اللھم لک الحمد هديتني من الضلالة فلا مكرم لمن اهنت ولا مهين لمن اكرمت ولا معز لمن اذللت ولا مذل لمن اعززت ولا ناصر لمن خذلت ولا خاذل لمن نصرت ولا معطي لما منعت ولا مانع لما اعطيت ولا رازق لمن حرمت ولا حارم لمن رزقت ولا رافع لمن خفضت ولا خافض لمن رفعت ولا خارق لمن سترت ولا ساتر لمن خرقت ولا مقرب لمن باعدت ولا مباعد لمن قربت يا صريخ المستصرخين ويا مجيب المضطرين اكشف همي وغمي وكربي فقد ترى حالي وحال اصحابي پس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگار تعالی وتقدس نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ہول دشمن سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دوزانو بیٹھ گئے اور دست مبارک پھیلا کر اور چشمان مبارک نیچی کر کے جناب باری میں عرض کیا شکرا لما رحمتني ورحمت اصحابي اور ابو نعیم طریق شافعی رحمہ اللہ سے لاتے ہیں کہ دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب کے دن یہ تھی شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم وانا اشهد بما شهد الله به واستودع هذه الشهادة وهي وديعة عند الله تؤديها الى يوم القيامة اللهم اني اعوذ بنور قدسك وعظمة طهارتك وبركة جلالك من كل آفة وعاهة ومن طوارق الليل والنهار وطارق الجن والانس الا طارقا يطرق بخير اللهم انت غياثي فبك اغوث وانت ملاذي فبك الوذ وانت عياذي فبك اعوذ اعوذ بجلال وجهك وكرم جلالك من خزيك وكشف سترك ونسيانك والانصراف عن شكرك انا في حرزك وكنفك وكلاءتك في ليلي ونهاري ونومي وقراري وظعني واسفاري وحياتي ومماتي ذكرك شعاري وثناءك دثاري لا اله

الا انت سبحانک وبحمدک تبارک اسمک وعظمتک وذکرتنی بما لسحاب
وحجابک اجرنی من خزیک ومن شر عبادک واضرب علی سرادقات حفظک
وقنی سیئات عذابک وجد علی وعدنی منک بخیر یا ارحم الراحمین
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الکریم والصلوٰۃ علی النبی المرتضٰی
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اوسوقت
جبکہ ہارون رشید نے اونکے ساتھہ کچھہ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے
نے اوسکی برکت سے شر وآفت اعدا سے اونکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اوسکے نیچے واقع
ہین سب مین نماز پڑھی ہے پہلی مسجد جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہے مسجد سلمان
فارسی کہلاتی ہے اور جو اوسکے پیچھے ہے اوسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہین اور جو پہاڑ کی
جڑ مین قبلے کی جانب سب مساجد سے چھوٹی ہے اوسکو مسجد ابوبکرؓ کہتے ہین وجہ نسبت
ان مساجد کی ان حضرات کیطرف خوب نقل کر نہین معلوم ہوئی مگر ظاہر مین واللہ اعلم
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انہین جگہون مین ٹھہرے
ہونگے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون افروز ہوکر نماز پڑھی ہوگی پہلے ان
مسجدون کو عمر بن عبد العزیز نے بنایا تھا بعد اوسکے طول زمان کی جہت سے جب
یہ مساجد منہدم ہوگئین تو سیف الدین حسین ابن ابی الہیجائی سنہ پانسو ستہتر مین اوپر والی
مسجد کی تجدید کی بعد اوسکے سنہ پانسو ستہتر مین دو مسجدین اور بنائین پھر بعد بنا ئ
ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضی کو سنہ آٹھہ سو چہتر مین امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصوری
نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی
کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نوسو بیاسی مین بعضے آدمیون کو
اوسکے تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع
کی گھاٹی مین مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھہ پر مسجد بنی حرام ہے بعضی روایات
مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان تشریف لاکر نماز پڑھی ہے

عمر بن عبد العزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور اصل بنا بر شقیف واسطو انات پر حمائل تھی اب فقط ایک چار دیواری باقی رہ گئی ہے اور اوس میں گنجائش کے قریب ایک غار ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوہ خندق میں اوسکو رونق بخشی ہے بعضے اوقات وہاں شب باش بھی ہوئے ہیں طبرانی ابو قتادہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے آپ کو حجرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں نہ پایا ناچار اوس کوچے کیطرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر کو لوگوں نے جبل ثواب کیطرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر چڑھ گئے اور داہنے بائیں نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہیں کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے میں ہیں معاذ ہیبت سے وہاں چڑھنے سکے نیچے اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک آپ نے سجدے سے سر مبارک نہیں اوٹھایا تھا انکو گمان ہوا کہ شاید آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپ نے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالی آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمہاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کرینگے میں نے کہا کہ اللہ اعلم تو داناتر ہے میں کیا جانوں پھر جبرئیل نے آکر بشارت پہونچائی کہ پروردگار تعالی وتقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمہاری امت کے ساتھ وہ بات نکرینگے جس سے تمہارا دل خوش نرہے اور تمہاری خاطر آزاری کا سبب ہو میں نے یہ بشارت پاکر سجدے میں سر رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکرانہ ادا کیا اسے معاذ حقیقی حالتیں کہ بندے کو خدا سے نزدیک کریں اون سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین یہ مسجد مساجد فتح سے پچھاں کیطرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک واقع ہے محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہیں کہ ام بشر ایک بی بی تھین بنی سلمہ سے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اونکے یہاں تشریف لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا تیار کر کے لائیں آپ نوش فرما رہے تھے لوگوں نے آپ سے احوال ارواح مومنین وکافرین پوچھا پس مورد اوس حدیث

جو باب ارواح مومنین وکافرین مین وارد ہوئی ہے یہی مجلس شریف تھی جب ظہر کا وقت
آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لاکر نماز مین
مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی الٰہی آئی کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے کیطرف
پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے اور بیت المقدس کیطرف
سے کعبے کیطرف منھ کرلیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کیطرف ادا کی اسی جہت سے اس مسجد کو
مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت لاتے ہین کہ ایک جماعت
بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ خبر تحویل قبلہ اونکو پہونچی
وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف پھر گئے اس روایت
مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت اس مسجد مین واقع نہین ہوا
شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے ساتھ مسجد قبا اولی واحق ہے اسواسطے
کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع ہوئی تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح دیتے
ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد الرایہ کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے سے
شام کی راہ پر جانے والے کے داہنی طرف کو پڑتی ہے ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب
ہے اصل بنا اوسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے منہدم ہونے کے بعد سنہ آٹھ سو پنتالیس ۸۴۵
یا چھیالیس ۸۴۶ مین بعضے امرائے مدینہ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے
اور مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہے اسکی پچھان کی طرف مساجد فتح واقع ہین
اور پورب کیطرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت مفرح اور مروح اور منور واقع
ہے مدینہ منورہ اور قبہ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان سے نظر آتا
نے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب پر نماز پڑھی ہے اور غزوہ
تبوک سے پھرتے ہوئے آپ کا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہے حارث بن عبد الرحمن
سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر ذباب نام اوسکو اوسنے جبل ذباب
پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ وائے تجھپر کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تو نے اوس شخص کو سولی دی بعد مروان کے

اور بعضے امرا نے بھی ایسا ہی کیا ہے آخر کو بعضے سلاطین نے منع کرنے سے یہ بات منقطع ہوگئی اور
بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق میں نصب
ہوا تھا اور خندق واقعہ احزاب میں سلع سے بچیان کیطرف مصلائی عید تک اور بعضے
فتح سے مسجد ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ میں
واقع ہے اب خندق کا نشان باقی نہیں سوا اوس جگہ مسجد کے جس کی لوگ زیارت کو جاتے
ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہیں
شاید یہ امر اس جہت سے ہو گا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہ سے قریب ہے اور مسجد فتح
بہ فاوسین وحامی مہملہ مسجد سیدنا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کیطرف جبل احد
کی جڑ میں واقع ہے کہتے ہیں کہ آیۂ کریمہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی
الْمَجٰلِسِ الآیہ اسی مسجد میں نازل ہوئی مطری کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے احد کے دن بعد قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے
اسکے نقل کی ہے لیکن نماز خاص کی تعیین نہیں کی واللہ اعلم اور مسجد عینین بہ مطابق
مشہد سید الشہدا سے قبلے کیطرف واقع ہے اور اس جبل کو جبل الرماۃ کہتے ہیں کہ
احد کے دن تیر انداز ان لشکر اسلام اوسپر کھڑے ہوئے تھے اب بہت طرف سے
یہ مسجد گر گئی ہے کہتے ہیں کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہ برچھی لگی جابر
رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر
جبل عینین پر پڑھی تھی قنطرہ کے پاس اور بھی روایت آئی ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وسلم نے مع اصحاب کرام سلح وہاں نماز پڑھی ہے اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین
کے شامی کنارے پر واقع ہے مطری کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ
کی جگہ وہی ہے اور برچھی کھاکر پہلی جگہ سے آکر وہیں گرے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتے
ہیں کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بعد شہید ہوجانے کے بھی اسی جبل الرماۃ پر سے
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھاکر جہاں
قبر شریف ہے لاکر دفن کردیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکر بھی کہتے ہیں واللہ

اور سقیا بضم سین مہملہ و سکون قاف ایک کنوئین کا نام ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض لشکر کرکے بدر کو وہان لیا اُس جگہ نماز پڑھی ہے اور اہل مدینہ کے واسطے دعاے برکت کی ہے اور بعضے علمانے اِس مسجد کا ذکر نہین کیا ہے اور اوسکی جگہ مین متردد رہے ہین سید سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہ کی تعین کی فکر مجھے ہوئی یہانتک کہ زمین کے نیچے سے اوسکی نیو نکلی اور مقدار آدہ گز کی ہر طرف سے اوسکی دیوار پیدا ہوئی پس لوگون نے اوسکی تجدید بنا کی اور اِس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ کے راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اونکو پہلے اِسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے تخمینا سات گز چوڑی سات گز لمبی ہوگی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا اِنکی زیارت سے خلق اللہ مشرف ہوتی ہے سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہے کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی مگر اونکی سوائے طرف کے کہ اِس اِس طرف واقع ہین اور کچھہ معلوم نہین ہے اور اگر بالفرض بعضے مواضع کے جہت کی تعین بھی کی جاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت اور تردد کے کچھہ حاصل نہو اسواسطے اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی علیہ الرحمہ نے اون سبکا ذکر کیا ہے واللہ الموافق اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

باب وسوان ذکر مین بعضے کنوؤن کے جنکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہے اور مشہور و ماثور ہین کنوئین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے بھر گئے ہین اور معدوم ہوگئے کہ اونکا کچھہ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمۃ اپنی تاریخ مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوؤن کی اب زیارت ہوا کرتی ہے سات ہین بعضے علمانے اونکو نظم کیا ہے اِس طرح پر کہ اشعار اِذَا رُمْتَ اٰبَارَ النَّبِیِّ بِطَیْبَۃٍ ✤ فَعِدَّتُھَا سَبْعٌ مَقَالًا بِلَا وَھْنٍ + اَرِیْسٌ وَغَرْسٌ وَرُوْمَۃٌ وَبُضَاعَۃٌ کَذَا بُصَّۃٌ قُلْ بِئْرُ حَاءٍ مَعَ الْعِھْنِ اِس تخصیص کی جہت سے اون کنوؤن کا ذکر مناسب ہوا بیر اریس بروزن جلیس ایک یہودی کی طرف سے منسوب ہے جسکا

سلہ جسکو قصد کرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے کنوؤن کا ... مین ... اور ... ہے ... اور ... ۱۲

نام ارض تھا سر کھے الدنیا کے پچھان کی طرف کی واقع ہے پانی اوسکا شیرین اور لطیف ہے روایات متعددہ مین آیا ہے کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہے اور شیرینی اوسکی اسی سے پیدا ہوئی ورنہ پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوے کا نشان پوچھا ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس کنوے سے پانی نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مع اپنا لعاب دہن شریف کے مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوے پر تشریف لاکر وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قضیہ بیر غرس پر واقع ہوا ہے واللہ اعلم اور جو کچھ بیر اریس کے باب مین صحت کو پہونچا ہے اور صحیحین مین آیا ہے یہ ہے کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نپایا لوگون نے کہا کہ آپ اسی وقت برآمد ہوکر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے قبا مین آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیر اریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہوکر دیوار چار دیواری جو بیر اریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوائج بشری سے فارغ ہوکر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ کنوے کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پاے مبارک کنوے مین لٹکائے ہوے بیٹھے ہین مین نے سلام کیا اور پھر آکر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین مین نے کہا کہ آج مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھونکا مین نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابوبکر مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کر لون پھر مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ

یا رسول اللہ ابو بکر دروازے پر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا کھول دے دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے میں نے ابو بکر کے پاس آکر اونکو بشارت جنت کی دی پس ابو بکر اندر آ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھ کر اتباعاً لسنتہ اونھوں نے بھی کنوئیں میں پاؤں لٹکا دئے پھر میں آکر دروازے پر بیٹھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر میں وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی میں کہتا تھا کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کسی بشارت سے مستبشر ہو اسی درمیان میں عمر بن خطاب نے دروازہ ٹھونکا میں نے کہا ٹھہر جا مجھے عرض کر لوں پس میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں فرمایا آدیں اور اونکو جنت کی بشارت دے میں نے عمر کے پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمر بھی اندر آ گئے اور بائیں طرف حضرت کے وہی جگہ جا کر اوسی وضع سے پاؤں لٹکا کر بیٹھے پھر میں آکر دروازے پر بیٹھا اسی خیال میں کہ کاش کہ میرا بھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پہونچے اونکی خبر میں نے پہونچائی فرمایا آویں اور بشارت دے اونکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو اونکے سر پر آنے والی ہے میں نے عثمان سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت دیتے ہیں جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو تمہارے سر پر آنے والی ہے عثمان اندر آئے اور دیکھا کہ جس رخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہیں جگہ کی تنگی ہے تو دوسری طرف مقابل اونکے بیٹھے اور صحیح بخاری میں وارد ہے کہ انگوٹھی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو دست مبارک میں تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں رہی اور بعد ان دونوں صاحبوں کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوئیں پر بیٹھے انگوٹھی انگلی سے نکالکر حسب عادت اوسکو ہاتھ میں پھرا رہے تھے کہ دفعتہً انگوٹھی شریف کنوئیں میں گر گئی تین روز اوسکو ڈھنڈوایا اور کنوئیں کا پانی کھینچا گیا لیکن ہاتھ نہ لگی انا للہ وانا الیہ راجعون اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت لاتے ہین کہ انگوٹھی شریف معقیب کے ہاتھہ سے کنوئے مین گری جو مادم
تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا
بارتکاب تاویل دتجوز ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھہ برس خلافت
عثمانیہ کے ہوا اوسی روز سے اونکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمان کا سا حال ہوا
کہ اوسکے گم ہونے کے وقت اونکے ملک مین تخلل آگیا تھا ویسی ہی یہان بھی ہوا ایسے
کہتے ہین وہ دوسرا کنوان تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور
وہان پر اونکا حصہ تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر سے اونکے ساتھہ
خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار
دینار کو مول لے کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو
بھی بیر اریس پر بانٹتے تھے واللہ اعلم اور بیر اریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوترکر
اوسمین وضو کرسکتے تھے سنہ سات سو چودہ مین اوس کنوئے کی تجدید ہوئی اب ادہر
جانے کی راہ ہی نہین ہے اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہے کہتے ہین ایک غلام
تھا کسی رومی کا خبیث النفس منافق اوسکا ایک باغ تھا اوسنے بقصد مٹادیتے آثار محمدی
کے اوس کنوئے پر جانے آنے کی راہ بند کردی اور عمارت گرا دی خذلہ
اللہ وقد محقہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال بیر اریس کا شیخ علیہ الرحمہ کے زمانے مین
ہوگا اب تو اوسپر عمارت بنی ہے اور اوسکے گرد ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات شمارہ
اونا سی کی کہتا ہون بیر غرس شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ غرس بفتح غین معجمہ وسکون
راہے بمعنی درخت بتلاتے کے اور بعضون نے بفتح را بروزن شجر کے بھی ضبط
کیا ہے اور کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہے کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین
لیکن صواب وہی فتح پڑھنا ہے انتہی اور اب متعارف لوگون مین ضم غین ہے وہ ایک
کنوان ہے مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رخ کو قریب آدھی میل کے اور غرس نام
مواضع کا ہے جو اس کنوئے کے گرد ہین اور یہ بہت بڑا کنوان ہے وہ درد سے زیادہ اور کشیر المآ
ہے اور پانی اسکا کچھہ سبزی مائل ہے اور اوسمین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہے

اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین اوسکی تجدید ہوئی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کنوے کے پانی سے وضو کیا ہے اور بقیہ وضو اوس مین ڈال دیا ہے اور ابن حبان ثقات سے نقل کرتے ہین کہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہے کہ اوس بیر کا پانی پیتے تھے اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک روز آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے آج رات کو دیکھا کہ مین نے بہشت کے کنوؤن مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہے یعنی صبح کو ایک کوے پر پہونچا ہون کہ وہ کنوان بہشتی کنوؤن مین سے ہے پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوسمین ڈالا اور تھوڑا سا شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا اور ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ مجھکو بعد رحلت کے سات قربے پانی میرے کنوے سے کہ بیر غرس ہے منگوا کر غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور یہی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربے بیر غرس کے جنکا بند وہان کسی نے نہ کھولا ہو منگوا کر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام سے بھی منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوسکا پانی پیا کرتے تھے صلی اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور بیر رومہ بضم راے مہملہ وسکون واو اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہے مسجد قبلتین سے شمال کیطرف وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہے کہ تعریف مین نہین آتا حدیث شریف مین آیا ہے کہ نعم القلیب قلیب المزنی اور مزنی وہی رومہ ہے جسکا کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کر کے تصدق کر دیا تھا

نقل ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی کی آسی ہزار
ادس کنوئین کا سو دوسو کے عوض مین لے کر تصدق کر دیا بعد اوسکے بجوم خلائق کی
سے جو کنوئین والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہوگیا اوسنے دوسرا آدھا بھی
قدر سے قلیل پر بیچ ڈالا اور ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مَنْ يَشْتَرِي رُوْمَةَ يُغْفَرُ لَهُ ذَنْبُهُ فِي الْجَنَّةِ پس عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کر تصدق کر دیا اور بغوی التیسیر میں سے نقل کرتے ہین
کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ مین بکثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر مین بہت کم تھا
یہان تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنوان تھا چشمہ دار اوسکو بئر رومہ
کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس شخص سے فرمایا کہ تو اس کنوے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت مین
ملیگا ہمارے ہاتھ بیچ ڈال اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال
کے واسطے اسکے سوا کوئی اور وجہ معیشت نہین ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سنی
تو پینتیس ۳۵ ہزار درہم کو اوس سے خرید کر کے مسلمانوں پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل
کرتے ہین کہ یہ کنوان ایک یہودی کا تھا کہ اوسکا پانی مسلمانون کے ہاتھ بیچا کرتا تھا
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی
اور اوسکے مول لینے والے کو جنت کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے
آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف مین دقت ہوئی
تو اوسنے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے
ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ مین مفسدون سے فرمایا
کہ تمکو مین خدا اور دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور مدینے مین سوا بئر رومہ کے اور
پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بئر رومہ کو مول لے
اوسکو اللہ تعالے اوسکی مثل اوسکے بہشت مین عنایت کرے گا مین نے اوسکو مول لے لیا

[illegible]

اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف کردیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے اوسکے واسطے جنت واجب ہوجائے ہین سلئے اوسکی تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی منکرا ون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے ہین اور اسی طرح کی روایت صحیح مین بھی آئی ہے اور اس کنوئے کا وجود جاہلیت کے وقت سے ہے منہدم ہوگیا تھا راستے سات سو سن کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور یہ جو بعضی روایات مین آیا ہے کہ مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت مین بھی اوس کنوئین مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم اور بیر بضاعہ بضم بای موحدہ بنابر شہرت اور بعضی حکایت کسری کی بھی کرتے ہین اور ضاد معجمہ اور بعضے مہملہ کہتے ہین اور آخر مین اوسکے عین مہملہ ایک کنوان ہے باب شامی مدینہ منورہ کے نزدیک اوس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاسے تو داہنے کو پڑتا ہے خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر تشریف لائے اور ایک ڈول پانی مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع اپنا لعاب دہن اوس کنوئے مین ڈالدیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی برکت سے اللہ تعالے شفای عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پاجاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی اور احمد وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آتا ہے اور حال یہ کہ اوس کنوئے مین کتون کا گوشت اور حیض کے لتے اور ور نجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مین حاضر ہوا مین نے

دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اِس
پانی سے وضو کرتے ہیں اور حال آنکہ اوسمیں بہت سی نجس چیزیں ڈالی جاتی ہیں فرمایا
اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اور سہل بن سعد روایت لاتے ہیں کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ میں ڈالا اور اوس کنوے کا پانی
نوش فرمایا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ
نقل کرتے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے
بعد ہم بیر بضاعہ کا پانی تبرکاً پیتے تھے ایکبار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس میں
بیر بضاعہ ہے کوئی کاٹ لے گیا میں نے اسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
حضور میں کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہے جو میوہ چرا لیجاتا ہے اسکے لیے
اگر نقصان میوے میں پانا تو کہنا بِسْمِ اللّٰهِ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ابو اسید نے یہ حکم رسا
پناہی یہ کلمہ جو کہا تو اوس غول بیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر
جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ لیجائیں اسکے بعد کبھی اس بستان میں
نہ آؤنگا اور میں تجکو ایک آیہ سکھاتا ہوں کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر
والوں کو کوئی رنج و مصیبت نہ پہونچے اور وہ آیہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے
حضور حضرت رسالت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اوسنے کہا سچ کہا لیکن
جھوٹا ہے ہیثمی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہیں اور بعضے اس حدیث
ضعیف بتاتے ہیں واللہ اعلم اور اب یہ بیر بضاعہ بعضے آدمیوں کے باغ میں ہے
اوسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بصہ بضم باے موحدہ و تخفیف صاد مہملہ
کے قریب ہے جو شخص بقیع کیطرف سے شہر پناہ کے نیچے مسجد قبا کو جاوے یہ کنوا
اوسکے بائیں کو پڑتا ہے ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
لاتے ہیں کہ ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اینکے یہاں تشریف
اور فرمایا تمھارے میاں کچھ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک
دھوویں کہ آج جمعہ کا دن ہے ابو سعید فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ

اور مین نے لاکر حاضر کی اور آپ کے ساتھ بیر بضہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون بیر بضہ مین ڈال دیا اور اس بیر بضہ مین شیر حیاں ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہے اور بیر حا اس لفظ کو بہت طرح سے لوگون نے پڑھا ہے چنانچہ شرح حدیث نے اسکی تحقیق کی ہے سب جہول سے مشہور تر راسے موقوف وحاسے مقصور کے ساتھ ہے اور حا نام ایک مرد کا ہے یا ایک عورت کا یہ کنوان اوسکی طرف منسوب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حا را ایک مکان کا نام ہے جس مین یہ کنوان واقع ہے اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال کیطرف قلعے کی دیوار سے بہت قریب ہے یہانتک کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد شریف سے اوس کنوے تک جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہان تشریف لاتے تھے اور اوسکے درختون کے سائے مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اونکے نزدیک بیر حا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لایا کرتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور ابو طلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اونکے ذوی الارحام مین سے تھے حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اون سے لوگون نے کہا کہ تم نے صدقہ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خریدتا ہے حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ پہلے بی جزیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک چھوٹے سے باغیچے مین واقع ہے اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اوس کا پانی شیرین ہے اور ہوا اوسکی نہایت فرحت انگیز ہے اور بیر عہن بکسر عین مہملہ وسکون ہا عوالی مدینہ مین ہے مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف کے بستان کے بیر مین اوسمین زراعت اور اشجار بہت ہین وہ جگہ نہایت نظافت ولطافت رکھتی ہے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم

وہان تشریف فرما ہوئے ہین اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہے اور ذکر باقی آبار و اموال و صدقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او رییان باقی مساجد کا کہ بلاد قریبہ مین آپ نے اون جگہون کو مشرف فرمایا ہے اور عیون اور اودیہ وغیرہا جو اس بلدہ طیبہ سے متعلق ہین تواریخ مدینہ طیبہ مین مسطور و مذکور ہین اختصار کی جہت سے بیان اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون طاہرہ مدینہ مطہرہ کہ آج کل جاری اور مستفیض ہے عین زرقا ہے کہ قبا کے نخلستان سے نکلی ہے مروان بن حکم نے اوس زمانہ مین کہ مدینے کا عامل تھا حضرت معاویہ کے حکم سے اوس عین کو جاری کیا اور مدینہ منورہ مین لایا اوسکا پانی نہایت شیرین اور لطیف ہے کہ اوسکا مزا الغیر چکھے معلوم نہین ہو سکتا اور از جملہ اودیہ جو مشہور و متبرک ہے وہ وادی عقیق ہے کہ احادیث نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب مین اوسکا ذکر بے حد و حساب ہے چنانچہ اون مین سے کسی کا شعر یہ ہے شعر یا صاحبے هذا العقيق فقف به ۔ متوالها ان كنت لست بوالہ ۔ اور شیخ عبدالہادی دی کہتے ہین کہ اشعار سے العقيق ودمع جفنك مطلق ۔ قف بدا الحسن البديع المطلق ۔ قلب صادني فيه غزال اغيد ۔ قيدت عنه واشتياقي مطلق عبدالسلام من رع کہتے ہین اشعار على ساكن البطن العقيق سلام ۔ وان اسهرنى بالفراق ونام خطرهم على النوم وهو محلل ۔ وحللهم التجنب وهو حرام ۔ اور حدیث صحیح مین حضرت عبداللہ بن عمر سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے سنا کہ وادی عقیق کی شان مین فرماتے تھے کہ آج کی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا صل في هذا الوادي العقيق اور دوسری حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ العقيق وادي مبارك اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے کہ مین ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی عقیق مین گیا آپ نے فرمایا اے انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی کا لاکہ مین اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہون اور یہ مجکو دوست رکھتا ہے اور سلمہ بن الاکوع سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ مین جنگلی جانورون کا شکار بہت کرتا

اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیہ بھیجتا تھا ایک روز آپکے حضور مین حاضر ہوا آپنے پوچھا تم کہان گئے تھے مین نے عرض کیا کہ شکار کیلئے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے جانتے تو تمہارے ساتھہ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور اصل میلان وادی عقیق کا مدینہ منورہ کے قبلے کیطرف سے ہے قبا کے اور اوسکے درمیان مین ایک دن کی راہ کی مسافت ہے بلکہ زیادہ کی اور وہان سے ذوالحلیفہ کی طرف ہوکر بیر رومہ کے غرب کیطرف پہونچکر مدینہ منورہ مین پہونچا ہے اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی مین جو حکایات نقل کرتے ہین وہ عجیب و غریب وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَعَمُّ وَاَتَمُّ

باب گیارھوان ذکر بعضے مقامات متبرکہ مین جو مکے اور مدینے کے راہ مین ماثور

و مشہور ہین علماے سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد نبویہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و اسفار مین مشہور و ماثور ہین جمع کیا لیکن اب اون مین سے اکثر مجہول و مبہم ہوگئی ہین اونمین سے بعضے کا کچھہ پتا اور نشان ملتا ہے کہ لوگ اونکی زیارات سے مشرف ہوتے ہین اور جو کچھہ ان اوراق مین ثبت ہوتا ہے وہ ذکر سبب اون بعض مساجد کا جو مکے مدینے کی راہ مین واقع ہین ایک مسجد ذی الحلیفہ ہے کہ بعضے مناسک والے اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دونون مرتبہ مکے جانے کے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسرے مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ مین ایک درخت سمرہ کے سایہ مین بیٹھے ہین اور وہان نماز بھی پڑھی ہے اور شب باش ہوئے ہین اور اوس جگہ سے احرام باندھا ہے اب میقات و محل احرام مدینے والون کا بھی ذی الحلیفہ ہے اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گرگئی سن آٹھہ سو انسٹھہ مین تجدید ہوئی اور اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیچ والے ستون کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا مطری کہتے ہین کہ اس بڑی مسجد سے قبلے کیطرف ایک چھوٹی مسجد اور ہے ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی ہو سمہودی کہتے ہین کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے ہین چنانچہ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اوس جگہ تعریس فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور بھی حضرت نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت
صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تشریف لیجانا آن جناب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہے اور تشریف لانا معرس کی راہ سے ہے اور حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پہنچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریس
فرمانے کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد شرف الروحا روحا
ایک جگہ ہے کہ اوسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان میں اکتالیس میل کا فاصلہ ہے اور صحیح مسلم
میں چھتیس میل لکھے ہیں اور اوس سے آگے مدینہ منورہ کی جانب وادی سیالہ ہے اور اوس
شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنی طرف
پڑتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس میں
نماز پڑھی ہے اور وادی سیالہ میں بعد زمان سعادت نشان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]
بن گئی تھیں اور چشمے وغیرہ جاری ہو گئے تھے اور نہایت آبادی پیدا ہوئی تھی والی مدینہ منورہ
کی طرف سے وہاں ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی کے رہنے والوں کے بہت سے
اشعار واخبار صفحہ روزگار پر باقی ہیں اور ابتک اوس جگہ بعضے آثار عمارت کے پائے جاتے ہیں
اور قافلے کے گذرگاہ پر جو پرانی قبریں بنی ہوئی ہیں وہ اہل سیالہ کا [illegible]
مسنودی کہتے ہیں کہ لوگ اون مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہیں شاید مزار
جو ظلم سے شہید ہو گئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہے اور زاو
بنی سالم کہتے ہیں اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس زمانے میں اوس و
اوس دیار والوں کا رسم و اسم بھی باقی نہ رہا اور سیالہ و اہل سیالہ سب سبیل فنا
جگہ ایک پہاڑ ہے اوسکو جبل ورقان کہتے ہیں اور عرق الظبیہ بھی بولتے ہیں روا
ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوہ سے میں کہ غزوۂ ابوا تھا جب روحا م
کے پاس پہونچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس جبل ورقان کا نام کیا ہے اسکا نا
[illegible] اوسکے آپ نے دعا کی اور فرمایا اللّٰھم بارک فیہ وبد
لبدا وسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی کا نام کیا ہے اسکا نام سجاسج ہے او

اور یہ سے ہے مجھے پہلے اس مین ستر پیغمبر دن نے نماز پڑھی ہے اور موسیٰ بن عمران علی نبینا
وعلیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبای قطوانی
پہنے ہوئے تھے اور ناقہ ورقا پر سوار تھے اور قیامت قائم ہوگی جبتک کہ عیسیٰ بن مریم بھی
یہ قصد حج یا عمرے کے اس وادی کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری سے کہتے ہین
کہ قبر ستر پیغمبر کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے ہین اسی روحا مین ہے
اور وادی روحا مین ایک مسجد ہے پہاڑ کے کنارے پر مدینے سے مکے کے جانے والے کے
داہنے پڑتی ہے اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز
پڑھی ہے اور وہان پر ایک جگہہ خاص ہے اوسکو تازیہ کہتے ہین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے ھٰذَا مَنْزِلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور وہان پر ایک درخت ہے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان
اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور فرماتے ھٰکَذَا رَأَیْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جب راستہ اس مسجد تک پہونچے تو وہ راہ جس سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے تھے بائین طرف کو
رہتا ہے زمانہ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین اسواسطے کہ انبیا صلوات
اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے تشریف
لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہے اوسکو بیر السقیا کہتے ہین ایک
پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے جسکا نام ہرشا ہے اب اس زمانے مین دوسری راہ جو اس راہ
کے داہنی طرف ہے وہی جاری ہے اور علما سیر نے مکے اور مدینے کی راہ مین بہت سی
مساجد و مشاہد نبویہ ذکر کئے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہوچکین کسی اور کے
بازو علامات باقی نہین رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار ہدایت و عنایت سے
روشن ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون اثر جمال محمدی اور ظہور
انوار احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر و باہر ہے کہ جسکی انتہا نہین اور سبب اسکا یہ کہ ان
مین کوئی ذرہ ایسا نہین کہ جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو یا وہ جمال بہجت مآل سرور

امن وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا ہو بیت بسرزمین کہ نسیمی ز لطف او
وزیدہ است بہ منور از دم آن بوے عشق مے آید ۔ مسجد بدر ایک وادی کا نام ہے جہان پہ
غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان عزت اسلام اور شوکت مسلمین نے
ترقی پائی اور کافرون کو خواری اور ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اسکی کتاب غزوات
مین لکھی ہے وہان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش بنایا تھا بعد اوسکے
اوس عریش شریف کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہے اور بدر کے بڑے مقامات
متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوہ شریفہ مین شرف شہادت کو پہونچے اور وہان پر
ایک عجیب وغریب بات یہ ہے کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی
آواز سنائی دیتی ہے اور اسمیات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے
کی سی آواز ہوا سے ہے اصل ہے چنانچہ ایسا سبب ہے کہ ہوا وہان پیچ کھا کر آواز پیدا کرتی ہے
اور بعضے متاخرین کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہے کہ ہمکو معلوم نہین ہوا واللہ اعلم
سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجد مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملہ مساجد ہو یہ جو مکہ معظمہ
مین معلوم متعین ہین مسجد خلیص ہے بضم خاے معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے
سے ہے وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اور وہان پر
ایک مسجد تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی اور سن ۹۹۸ نو سو اٹھانوے
مین سلطان روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری
کیا اور سمہودی علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہے حرہ عقبہ مین
اصل قریہ سے تین میل پر واقع ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین
بھی کہ خلیص سے مدینہ منورہ کیطرف دوسری منزل ہے راہ سے داہنی طرف کو
ایک مسجد ہے اور خیمہ ام معبد بھی قدید مین تھا جس مین زمان ہجرت مین حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے ا
آپ کے معجزے سے دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد سرف
بسین مہملہ وکسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہے یہ ایک مسجد ہ

سنت مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر شریف وہین ہے اور تزویج ورخافت بھی اوسکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم ایک جگہ کا نام ہے کہ مکہ معظمہ سے لوگ جاکر عمرے کا احرام وہین سے باندھ آتے ہین سمہنودی کہتے ہین کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی اور اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور مسجد عائشہ ہے رضی اللہ عنہا کہ اونھون نے حجۃ الوداع مین حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہ جگہ نہایت مشہور ہے حاجت بیان کی نہین رکھتی اور مسجد ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہے شہر مکہ معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لانے کے وقت وہین اوترے تھے اور وہین شب باش ہوکر صبحکو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور مصلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برکہ غیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین بنی ہے واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین مشہور ومعروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین کہ جس رات کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والون پر سلام کرتے تھے اور اونکی مغفرت اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اور دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ایک رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ کسی اور بی بی کے گھر مین تشریف نہ لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہولی یہانتک کہ آپ بقیع مین پہونچے اور بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اوٹھائی بعد او سکے وہان سے بسرعت پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے گھر مین پہونچکر لیٹ رہی آپ نے اثر اضطراب ملاحظہ فرماکر مجھہ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہے اتنی گھبراہٹ

اسوقت تم مین کیون ہے مین نے صورت حال عرض کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے آگے سے
آگے آتے دکھائی دیتی تھی تم ہی تھین مین نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پھر آپ نے
میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان ہو کہ اللہ و رسول تجھپر حیف کرینگے
مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہین ہے جیسا آپ فرماتے ہین
ویسا ہی ہے لیکن مین کیا کرون مجھسے یہ امر بمقتضای بشریت ہوا بعد اوسکے آپ نے فرمایا کہ
جبرئیل نے آکر مجھکو دروازے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھسے بات پوشیدہ رکھی مین نے بھی تجھکو
اطلاع نہ کی اور عادت جبرئیل کی یہ ہے کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے الگ کی ہو تو وہ گھر کے اندر
نہین آتا اور مجھے یہ گمان ہوا تم سوتی ہو مین نے نہ جگایا تاکہ تم متوحش نہو جاؤ میرے پاس جبرئیل آئے
کہا اے پیغمبر تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ اہل بقیع پر جاکر اونکے واسطے استغفار کر الفاظ دعا کی
روایت نسائی مین اس طرح پر آئی ہین کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا وَاِیَّاکُمْ
مُتَوَاعِدُوْنَ غَدًا مُوَاکِلُوْنَ اور بعضے روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہی کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ اور روایت بیہقی مین آیا ہے کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات
مین واقع ہوا ہے اور بھی آیا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ
لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اور حضرت ابی موہبہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ ایکدن آدھی راتکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے
کہ بقیع مین جاکر اہل بقیع کیواسطے استغفار کرون پس مین بھی حضرت کے ساتھ ہو لیا حضرت
بقیع مین پہونچکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْمَقَابِرِ لِیَهْنِ مَا اَصْبَحْتُمْ
فِیْهِ مِمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ فِیْهِ اَقْبَلَتِ الْفِتَنُ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یَتْبَعُ اٰخِرُهَا اَوَّلَهَا وَالْاٰخِرَةُ
شَرٌّ مِنَ الْاُوْلٰی بعد اوسکے آپ نے فرمایا کہ یا ابا موہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی
کنجیان لائے اور مجھکو مخیر کیا اس بات مین کہ چاہون ہمیشہ دنیا مین رہون اور چاہون اللہ تعالیٰ
سے ملاقات کرون مین نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اختیار کی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
خزائن دنیا کی کنجیان لے لیجیے بعد اوسکے داخل بہشت برین ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا موہبہ مین اپنے پروردگار
کا لقا چاہتا ہون یہ فرماکر بقیع سے پھرے اور سر مبارک مین درد لاحق ہوا پھر وہ درد بڑھا یہانتک کہ اس جہان فانی

علت فرمائی اور بھی خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد مین تشریف لائے اور تین
بار فرمایا السلام علیکم اھل القبور اور بھی فرمایا آرام سے رہو اے اس جہان کے
رہنے والو چھوٹ گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمھارے بعد آنے والے ہین بعد
اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اس جہان کے
اندر رہے ہوئے تم سے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا
یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال
صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے
کوچ کر گئے ہین ہم بھی اس جہان سے کوچ کر جائین گے پھر ان لوگون کو ہم پر زیادتی کیا ہے
آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع
نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا کام کروگے اور کیا فتنہ تمھارے
درمیان مین اوٹھے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کیطرف تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم دار قوم
مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اور فرمایا اے کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین
ہین فرمایا تم ہمارے اصحاب رضہ ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوین گے
اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے ہین اونکا فرط ہون حوض پر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
جو لوگ آپ کی امت سے آپ کے بعد دنیا مین آئین گے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ
انکو کیونکر پہچانین گے فرمایا تم مین سے کسی کے پاس مشکی اور چکلیان گھوڑے ہون تو آیا
شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے پہچان نہین سکتا امت میری قیامت
کے دن سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤن چکلیان گھوڑون کے سی آوین گی اور یہ سفیدی
منھ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ مقبرہ
بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منھ اونکے ایسے ہونگے
جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد نہین

ماننے تھے اور خدا تعالی پر توکل رکھتے تھے اور دوسری روایت مین نفی ایک لا یعلم کی وارد
اور اتنا اور اوسمین زائد ہے کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور مداوات نہین کرتے تھے
اور حضرت مصعب بن زبیر سے نقل کرتے ہین کہ وہ ایک دن بقیع کیطرف سے مدینہ
کو جاتے تھے اور اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام اوسکی
نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا یہی ہے یہی ہے مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلاکر پوچھا کہ تو نے
یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہے اوسنے کہا کہ اس مقبرے کا ذکر مین نے توریت مین پڑھا ہے
کہ ان دونون سنگستان کے اندر ایک مقبرہ ہوگا محفوف بہ نخیل نام اوسکا
ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھین گے بدر منیر کی شکل مین اور ایسی ہی خبرین مقبرہ کی
کی شان مین بھی وارد ہین اور بقیع سب کے دفن ہونے والون کے فضائل مین
اور اس بات مین کہ وہان دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت مین کہ جو شخص وہان مرے
اور دفن ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہین احادیث و آثار و اخبار
بہت سے وارد ہوئے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے
زمین سے اوٹھیگا وہ سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہین بعد اونکے حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اونکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل بقیع بعد
اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ مَاتَ بِاَحَدِ الحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ
الْاٰمِنِیْنَ اور ایک دوسری حدیث مین آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہین کہ جنکی روشنی
آسمان پر ایسی ہے جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرہ بقیع ہے دوسرا
عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت مین آیا ہے کہ
مقبرہ بقیع پر ملائکہ موکل ہین کہ جب بقیع مردون سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع کے
تھام کر جنت مین جھٹک دیا کرین اور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع مین مدفون ہین وہ حد
سے باہر ہین اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
یا بعد آپ کے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہین اور اس مقبرہ شریفہ مین مد

اونکا حصر علما نے کیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ مقدار دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ مین اس جہان فانی سے گذرے اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علماے تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہے اور غالب یہ ہے کہ قبور ان حضرات کے بعینہ معلوم نہین مگر بعضون کے قبور سو بھی یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہوگی کہ فلانی طرف کو دفن ہین اسواسطے کہ عہد سلف مین بنای قبور اور کتابت اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے اونکے نشان مٹ گیے اور اس زمانے مین جو بعضے قبور اور قباب کی لوگون نے تعیین کی ہے ظن غالب پر نظر کرکے ہوگی یا بعضے روایات وارده اوس باب مین پائے ہونگے والا حقیقت حال وہی ہے جو ہم پہلے کہ چکے اسی طرح کہا ہے سمہودی نے واللہ اعلم

فصل اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ مین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے معروف ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہے اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ مین اول من دفن فیہا ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو بقیع مین دفن کرو تاکہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک سابق ہو اور فرمایا نِعْمَ السَّلَفُ سَلَفُنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْن اور اوس زمانے مین درخت غرقد بقیع مین بہت تھے اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے ہین پس اون درختون کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہے جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہے اور خبر مین آیا ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہین جنے سارے مہاجرین سے پہلے انتقال فرمایا اور جب اونکا انتقال ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت رسالت مین عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بناوین اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو اوٹھا کر اونکی قبر شریف کے

یا یعنی نصب فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ سرہانے کیطرف رکھا نقل کرتے ہین
کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ
عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوسنے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہان سے نکال کر باہر
ڈال دین اور کہا مین نہین چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ جس سے
وہ ممتاز و معین رہے بنو امیہ نے اس امر مین اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تونے یہ کام بہت
برا کیا کہ جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اوٹھا کر
رکھا ہو اوسکو تونے اوٹھوا ڈالا اوسنے کہا کہ اب حکم ہمارا نہین پھرتا اور ایک روایت
مین یہ آیا ہے کہ اوس پتھر کو اوسنے وہان سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کی قبر شریف پر رکھوا دیا اور ابو داؤد بروایت جیدہ لاتے ہین کہ جب حضرت عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
ایک پتھر لاؤ ایک پتھر بہت ہی بڑا بھاری تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین شریف کو چڑھا کر حملہ کر کے اوس پتھر کو اوٹھا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو مین اپنے
بھائی کے قبر کی علامت ٹھہراتا ہون تا کہ جو کوئی میرے اہل بیت سے انتقال کرے
مین اوسکو اسی جگہ دفن کر دون اور قبر شریف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی دولتسرا سے سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر کوئی شخص
اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر سے حجاب دولتسرا پر پڑتی تھی بعد اسکے سید
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف چھ مہینہ
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے بقیع مین عثمان بن مظعون
پہلو مین دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت مین ہوگی کہ رضاعت
اوسکا تمام کرے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت
وسلم نے اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور
کسی قبر پر پانی نہین چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جب د

فارغ ہوئے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور بعد اسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع مین ہوئی ہر گروہ نے ایک ایک بقیع کے گوشے مین اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرایا یہان تک کہ سارا بقیع الغرقد جائی مقابر مسلمین ہوگیا قَبْرُ رُقَیَّۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اونھون نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِلْحَقِی بِسَلَفِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ اونکو بھی وہین دفن کیا خبر مین آیا ہے کہ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونکو مارتے اور جھڑکتے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے انکو اور رونے دے جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور گریہ نے نوحہ منع نہین روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے آنسوؤن کو اونکے چہرۂ مبارک سے پونچھتے تھے اور مشہور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت مدینۂ منورہ مین تشریف نہ رکھتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی بیمارداری کے واسطے یہین مدینۂ منورہ میں چھوڑ کر غزوۂ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بشارت فتح غزوۂ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے ہین اور اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہے وفات حضرت اُمِّ کلثوم سے ہوگی یا دونا حضرت زینب سے جو آٹھوین سن مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات ہے کہ ان سب صاحبزادیون کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے آس ہی پاس ہونگی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت اور اونکی قبر کے پاس پتھر رکھے

فرمایا تھا کہ اُدفن الیہ من مات من اھلی اور اِس زمانے مین اوسی جگہ کے قریب
ایک قبہ ہے اوسکو قبہ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین قبر فاطمہ بنت
اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
قبر سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس مدفون ہین اور اِسکے روایت
سوا اور روایات بھی اِسکے مؤید آئے ہین سمہودی کہتے ہین کہ پس اِس زمانے
مین جو قبہ کہ قبہ فاطمہ بنت اسد کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبے سے اوترکی
طرف مشہور ہے صحیح نہین ہے اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق اِسکے ذکر کیا ہے
اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود
ایسی محبت و عنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول تھی بقیع سے اِتنی دور دفن کیا ہو
اور ساتھ اِسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے وقت فرمایا تھا ادفن
الیہ من مات من اھلی اور جبکہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
حقیقت مین داخل بقیع نہین ہے اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی
طرف منسوب ہے اوس سے بھی دور ہے پس دفن اونکا غایت بُعد مین ہوگا اور حضرت
محمد بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ
بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب اونکا اِنتقال ہو جائے تب ہمکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا پس
آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی جگہہ پر جس جگہ کو اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودین اور
لحد بناوین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہو لئے تو سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے
پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن مین اِس پیراہن کو ڈالا
کرو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص
ضغطۂ قبر سے امین نہین ہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ولا القاسم یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی امین نہین ۔

باوجود اسبابت کے کہ صغر سن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا دیکھا ابراہیم یعنی قاسم
حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم جو قاسم سے بھی چھوٹے سن مین اس جہان سے گئے ہین
وہ بھی ایمن نہین رہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر
لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا فرمایا اوٹھو اپنے مان کی طرف
چلین پس آپ کھڑے ہو گئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہو گئے اور کرایا
سے نصف کا حکم علیٰ رؤسہم الطیر آپ کی ملازمت مین پیچھے ساتھ تھے جبکہ بقیع مین
اونکے دروازے پر پہونچے تو پیراہن شریف جو مستامیز مشرقیہ اس عقیل مین جہان عیان
فرمایا کہ بعد غسل دینے کے یہ پیراہن تن مین ایک قبر کھود دینے کا حکم دیا مین حکم بجا لایا بعد اوسکے
آپ نے اوس جگہ گاڑ دین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے
کبھی اگلا پایہ جنازے کا پایہ بنا کہ مجھے یہین دفن کرین ابن دہقان کہتے ہین کہ مین نے
قبر مین اوترکر لحد مین لیٹ گئے وقاص سے اور اونکے صاحبزادے کو اوس جگہ کے نشان
وعلٰی اسمہم رسول اللہ رضی اللہ عنہ قبر عبد اللہ بن مسعود ابن سعد سے
کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی
کہ تجاذب اللہ من اٰم ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرین اور دوسری
علیہم اجمعین نے عرض کر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ مین سن بتیس ۳۲ مین
ایسی دیکھین کہ کسی کے بقیع مین دفن ہوئے اور بعضے اخبار مین آیا ہے کہ اونکا انتقال کوفے
مین ہوا دوسری یہ کہا واللہ اعلم قبر ابن حذافۃ السہمی یہ مہاجرین اولین سے ہین اور
سے غرض تھی کہ ہر گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے
پہلے سے یہ تھا کہ لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ بسبب اوسکے سن تین
رضی اللہ عنہ کی رو مہینے مین مدینہ منورہ انتقال فرمایا اور رحلت فرما تا حضرت عثمان بن مظعون
ابو طالب کے بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان کے مہینے مین قبر سعد بن زرارہ
مین نے اونکو ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بنانے کے وقت رحلت کی تھی قبر
لیٹا کہ وہ بلا کیسے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک پس جیسے

آیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لاکر اونکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ یا امی تم میری ماں تھیں بعد اپنی ماں کے اور بہت ہی آپ نے اونکی
تعریف فرمائی اور اپنے پیراہن سے اونکا کفن کیا بعد اسکے اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری
اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے کو حکم دیا جب وہ لوگ حسب الحکم کھود نے
سے فارغ ہوئے تو آپ نے قبر مین اوتر کر لحد اپنے دست مبارک بنائی اور خاک اوسکی
اپنے ہاتھ سے باہر نکالی پھر اوس لحد مین آپ لیٹ گئے اور فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَّ وَسِّعْ عَلَیْھَا مَدْخَلَھَا
اور ایسی محبت وعنایت سے کہ اونکے حال پر مبذول تھی اس کام مین آپ نے
اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی
اِلَیْہِ مِنْ مَّاتَ مِنْ اَھْلِہٖ اور جبکہ مشہد سیدنا عثمان زمین وہ مرد ہین ایک قبر خدیجہ
حقیقت مین داخل بقیع نہین ہے اور یہ قبہ جو حضرت سے جو مدینہ طیبہ مین ہین اوس مین
طرف منسوب ہے اوس سے بھی دور ہے پس دفن اونکا وہین کا تھا اور حضرت صلی اللہ
محمد بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں قبر عبد اللہ عزنی کی جگہ
بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک پہونچا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہو جاوے تب ہمکو خبر دینا چنانچہ وبعد انتقال عوف رضی اللہ
آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی جگہ پر جس جگہ کو اب قبر فاطمہ کہتے ہین پاس ہے اور بالیہ
لحد بنا دین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہوئے تو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ
علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا کہ اگر تمہارا
پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن مین دو
کرو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی
ضغطہ قبر سے امین نہ رہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معلوم کئے بیان
کہ یا رسول اللہ وَلَا اَلْقَاسِمُ یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم رضی

فرمایا کہ بعد انتقال عبد الرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھدو چنانچہ لوگون نے ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی سنتے ہین کہ حجرۂ مبارک مین ایک قبر کی جگہ خالی ہے اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ حضرت عیسٰی بن مریم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اوس جگہ دفن ہون گے اسی واسطے حکمت الٰہی مقتضی اسبابات کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہو سکا چنانچہ تتبعین اخبار پر ظاہر ہے قبر سعد ابن ابی وقاص ابن دہقان سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ مجھکو بقیع مین لے گئے اور چند میخین بھی اپنے ساتھ لے لین جب گوشۂ شامیہ مشرقیہ عقیل مین جہان عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہے پہونچے مجھے ایک قبر کھودنے کا حکم دیا مین حکم بجالایا بعد اوسکے وہ میخین جو ساتھ لے گئے تھے اونھون نے اوس جگہ گاڑ دین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے یہین دفن کرین ابن دہقان کہتے ہین کہ جب انہون نے رحلت فرمائے حضرت سعد بن وقاص کے اونکے صاحبزادے کو اوس جگہ کے نشان دیے بس وہ وہین دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر عبد اللہ بن مسعود ابن سعد اپنے طبقات مین نقل کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ اونکو بھی حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرین اور دوسری روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینۂ منورہ مین سن ۳۲ بتیس مین انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئے اور بعضے اخبار مین آیا ہے کہ اونکا انتقال کوفے مین ہوا بن چونتیس مین واللہ اعلم قبر ابن خذافۃ السہمی یہ مہاجرین اولین سے ہین اور اصحاب ہجرتین سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اُحد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ بسبب اوسکے سن تین مین شوال کے مہینے مین مدینۂ منورہ انتقال فرمایا اور رحلت فرمانا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان کے مہینے مین قبر سعد بن زرارہ انھون نے ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بننے کے وقت رحلت کی تھی قبر اونکی زوحا مین ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک پس جاننا چاہیے

کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر سلام کریں اور سیدنا ابراہیم کے قبہ شریفہ میں دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسمای شریفہ بھی لکھے ہوئے ہیں لیکن وہ دو قبریں جوان دونوں قبوں کے اندر حادث ہوئی ہیں کچھ اصل نہیں رکھتی جیسا کہ سمہودی نے کہا ہے واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ الزہرا بنت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی تعیین میں اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہیں جیسا کہ خلیہ کمال آپ کا آپ کی حیات میں چشم اغیار سے چھپا تھا ویسا ہی جمال عصمت آپکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ آپکی وصیت کے موافق آپ کے انتقال اور دفن کی خبر کسی امیر و فقیر کو نہیں دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ میں سوا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو دفن ہوئیں سلام اللہ علیہا بعضے اسطرف گئے ہیں کہ قبر مطہر اونکی بقیع میں ہے اوس جگہ جہاں سارے اہل نبوت آرام کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اونکو انہیں کے گھر میں دفن کیا ہے جو گھر کہ مسجد نبوی میں داخل کر دیا گیا ہے اور بھی اقوال آئے ہیں کہ اون میں سے بعض کی طرف جو صحت سے قریں ہیں آخر کلام میں اشارہ کیا جاویگا اور سمہودی نے اپنی تاریخ میں اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہیں اور ترجیح و تضعیف بعضے اقوال کی کی ہے اور شاید کہ قوم کے نزدیک مختار قول اول ہے واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سی روایتیں اس میں نقل کرتے ہیں قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لائے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشہ خانہ دار عقیل میں ہے جو شارع ہے بقیع میں اور دوسری روایت آئی ہے کہ دلالت کرتی ہے اسپات پر کہ آپ کی قبر شریف اسی جگہ کے قریب ہے یہاں تک کہ تحقیق اسبات کا ہم آئی ہے کہ دار عقیل سے کئی گز کے فاصلے سے ہے بعضی روایات میں ستر گز مذکور ہیں اور بعضے میں ستائیس گز اور امثال اسکے اور وہ جو قصہ دفن امام المسلمین حسن بن علی بن ابی طالب میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میری لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے دیں تو بقیع میں میری

مان کے پاس مجھے دفن کرنا دلالت اسبات پر کرتا ہے کہ قبر شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین ہے جہان قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو اونھین کے حجرے مین جسکو عمر بن عبد العزیز نے مسجد مین داخل کرویا دفن کیا ہے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرے شریفہ مین دفن کیا ہے اور دفن کرنا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیونکو اوس سے اطلاع نہوئی اور بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ مین اپنے جلالت جسم سے شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجائین اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ مین نے دیکھا ہے کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہے ویسی ہی ہم تمھارے واسطے بھی تیار کرین گے اور دوسری خبر مین آیا ہے کہ حضرت جناب سیدہ نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متکفل ہون اور دوسرے شخص کو اوسمین دخل نہو یہ روکرتی ہے اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی اور اسی جہت سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے اسواسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہے کہ زوجہ اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی ہو اور اونھون نے آنے کا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ برخلاف قصد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور شاید کہ اونکے وہان کچھ مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع اونکو ہوئی ہو اور اونھون نے گمان کیا ہو کہ شاید علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور دفن کے واسطے بلالین گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی

بغیر طلب کے آوینگے واللہ اعلم اور اس سے صریح تر دلالت ہے اسبات پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہے کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لاش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے شاخون خرما سے موافق رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے گذرانا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا اور اس سے پہلے بعد رحلت حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپکو تبسم فرماتے نہین دیکھا تھا اور خوشحال نہ پایا تھا اور اسما بنت عمیس کو یہ وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت مرتضوی مجھے غسل دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نہ پاوے پھر جب وفات فرمایا تو حضرت عائشہ نے دروازے پر تشریف لاکر اندر آنا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت حضرت کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عائشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت کی کہ اس خثعمیہ کو کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں حائل ہوئی ہے مجھے اندر آنے نہین دیتی اور اوسکے جنازے کے واسطے ایک چیز مثل ہودج عروس ایک عقل سے تراش کر بنائی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر حضرت سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر کی بیٹی کے پاس آنے سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اونکے واسطے بنائی اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ مجھے وصیت کر گئی ہین کہ میں کسیکو اونکے پاس آنے نہ دون اور یہ جو مین نے بنایا ہے اونکی حالت حیات مین بنایا تھا اور اونھون نے اوسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو تو کہتی ہے تو جیسا تجھے وصیت فرما گئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا اسی طرح دلالت کرتی ہے اسبات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ شریفہ مین دفن ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون پڑتی اور بعض روایات غریبہ مین آیا ہے کہ حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جبکو نہایت خوش خرم و

لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کریں آپ نے نہایت مبالغہ واحتیاط غسل فرمایا
اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھا کر قبلہ رخ لیٹ گئیں اور اپنا دست مبارک رخسارہ
مبارک کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور میں غسل کر چکی ہوں اور پاک کپڑے
پہنے ہوں کوئی میرا بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل و سینے کو کپڑے نہ اتارے
اور اسی جگہ جہاں لیٹی ہوں دفن کر دیں جب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا میں
تشریف فرما ہوئے تو لوگوں نے صورت حال عرض کی آپ نے جا کر دیکھا تو روح مبارک
اعلی علیین کو پہونچ گئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اوسی غسل سابق پر اوسی
جامہ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھیں دفن کر دیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہے حدیث
بنت عمیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علماے حدیث نے
نقل کی ہے اور حجت لائے ہیں اور بھی اس خبر کے روات میں اختلاف ہے اور ابن جوزی
اپنے موضوعات میں اسکو لاتے ہیں واللہ اعلم اور مسعودی مروج ذہب میں نقل کرتے ہیں
کہ امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبر
شریف کی جگہ پر ایک پتھر پایا گیا اوسپر لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُبِیْدِ الْاُمَمِ
وَمُحْیِ الرِّمَمِ هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ
الْعٰلَمِیْنَ وَقَبْرُ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو تینتیس میں چنانکہ اوس کلام کے فحوا سے
جو ذکر کیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا قول آیا ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی
اوس مسجد میں ہے جو بقیع میں حضرت سیدہ کی طرف منسوب ہے قبہ عباس سے قبلے کی طرف
مائل بشرق اور امام غزالی نے بیان زیارت بقیع میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوسمیں
نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے اور بعضے دوسروں نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے
کہ وہ بیت الحزن کر کے مشہور ہے اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے غم میں آدمیوں میں رہنے سے متنفر ہو کر وہاں اقامت فرمائی تھی اور بھی
کہتے ہیں کہ یہ جگہ وہ گھر ہے جو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بقیع میں لیا تھا واللہ اعلم

محب طبری ذخائر عقبیٰ مین نقل کرتے ہین کہ خبر دی مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھسے لشدنی اللہ دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع کو جاتے تو قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوا کہ قبر شریف حضرت سیدہ کی اس جگہ ہے اور شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہین کشف مین طبری کہتے ہین کہ مدتہا مدید تک اس اعتقاد پر بسبب اس اعتقاد کے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت مین تھا رہا تا آنکہ دیکھی مین نے وہ خبر جو ابن عبد البر نے قضیہ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ مین نقل کی ہے دیکھی تو اعتقاد میرا اوسبات جسکی کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہو گیا سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ وہ ارجح اقوال ہے اگرچہ اونسے بیان بعض علمائے شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر مین دفن ہوئی ہین اظہر الاقوال کہا ہے واللہ اعلم توفیت فاطمۃ الزہراء یوم الثلثاء خلت من شہر رمضان سنۃ احدیٰ عشر رضی اللہ عنہا واولادہا

قبر امام المسلمین حسن بن علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہما روایت کرتے ہین کہ جب وقت رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری لاش کو حجرۂ مبارک کے اندر میرے جد امجد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن کرین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا وہان ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہے وہین اونکو دفن کرین بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو آئے اسطرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب یہ خبر سنی کہ نوبت قتال وجدال کی پہونچنے والی ہے تو بمقتضائے شفقت کہ قتال آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہان تک پہنچا چاہتی ہے تو مین راضی نہین ہون مجھے بقیع مین لیجا کر میری مان کے پہلو مین دفن کردینا اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ وقت رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم اسبات سے مانع آئے تو ان سے نزاع نکرنا مجھے لیجا کر بقیع الغرقد مین دفن کردینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسی اونھون نے خبر دی

ف وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے منگل کے دن کو رمضان کے مہینے مین گیارہوین سن مین راضی ہو خدا ان سے اور انکی اولاد سے ۱۲

مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اس بات کو روا نرکھونگا کہ حسن بن علی کو حجرہ پیغمبر میں دفن کریں اور عثمان کو بقیع میں اور ڈالیں حضرت ابو ہریرہ وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے میں مدینہ منورہ میں موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ یہ ظلم صریح ہے کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو میں دفن کرنے سے منع کریں بعد اوسکے یہ حضرت رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر تمھارے بھائی نے وصیت نہیں کی تھی کہ اگر نوبت قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا اور قوم کے ساتھ نزاع نکرنا آخر کو ان حضرات کے الحاح سے مقبرۂ بقیع میں جاکر دفن کردیا سلام اللہ علیہم وعلی سائر اہل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اوس زمانے میں امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کی طرف سے سعد بن العاص تھا جسوقت جنازۂ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے کہا کہ آگے اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی کہ امام جنازہ امیر کو ہونا چاہیے تو میں تجھے ہرگز آگے نکرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے قبر شریف کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام ہے اور قبر امام ابوجعفر محمد باقر بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین اور درحقیقت یہ ست ائمہ ہدی سلام اللہ علیہم ایک قبر میں مدفون ہیں بڑے قبے کے اندر جسے قبۂ عباس کہتے ہیں اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبے نے جد مطہر حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بھی لاکر بقیع میں دفن کیا ہے سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ سن آٹھ سو ستر میں مشہد حسین و عباس میں ایک قبر جانب قبلہ میں کھودتے تھے کہ زمین کے اندر سے ایک تابوت لکڑی کا نکلا اور سیم سرخ پوشش تھی اور میخیں جڑی ہوئی تھیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ پوشش بھی پرانی نہیں ہوئی تھی اور میخوں میں بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ نہیں لگا تھا سید کہتے ہیں کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہو گا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہے

اور بھی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المسلمین حسین بن امیر المومنین علی مرتضی سلام اللہ علیہما کو عمرو بن عاص کے پاس کہ اوس بد بخت کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ تھے بھیجا اونھون نے اوسکو کفن دے کر بقیع مین اونکی والدہ سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانے مین پایا گیا لوگون نے اوسے کفن دے کر دمشق ہی مین باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا اسباب مین اور بھی ایک قول آیا ہے وَاللہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے وقت سارے ائمہ ہدی پر سلام پڑھا جائے تو بہتر ہے قَبْرُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمِّ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ابن شیبہ روایت لائے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم مین کہ گوشہ دار عقیل مین واقع ہے دفن کیا اور بھی ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ مین نے سنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع کے بیچ بیچ مین دفن کیا ہے انتہی اس زمانے مین ایک بڑا سا قبہ ہے بقیع مین اوس مین قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدی واقع ہین جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے قبر صفیہ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابن شیبہ روایت لائے ہین کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچے کے آخر مین جدھر سے بقیع کو جاتے ہین دار مغیرہ بن شعبہ کے نزدیک جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے قطع کیا تھا دفن کیا ہے اور آخر مین جب مغیرہ بن شعبہ نے بنای دار شروع کی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اودھر سے نکلے اور دیکھ کے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو میری والدہ کی قبر پر کھڑی کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اونکے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچکر اونکی بنا پر جا کر کھڑے ہو گئے یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کر بھیجا اور اس زمانے مین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازے کے متصل جو جانب بقیع کے ہے واقع ہے قَبْرُ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین پوچھا یا ابن عم کیا ڈھونڈھ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہہ ڈھونڈھتا ہون پس حضرت عقیلؓ اونکو اپنے احاطے مین لائے اور ایک جگہہ معین کر دی وہان اونکی قبر کھودی گئی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت بیٹھ کر چلے گئے دو دن اس حال سے نہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کیے گئے وَفَاتُہٗ سَنَۃَ عِشْرِیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور اب اس زمانے مین اونکا نام مبارک اور اسم شریف حضرت عبد اللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر لکھا ہے سید سمہودی کہتے ہین کہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبے کے اندر جو حضرت عقیل کیطرف منسوب ہے مدفون ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ ابن زبالہ اور ابن شبیہ نے حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو اون لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات شام مین ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اسطور پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس جہت سے ہے کہ دار عقیل اس جگہہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہو چکا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی لاش مبارک کو شام سے نقل کرکے یہین لا کر دفن کر دی ہو اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس قبے مین ہونے کو ابن نجار نے ذکر کیا ہے اور کہتا ہے کہ قبر عقیل بن ابی طالب بقیع کے پہلے قبے مین ہے اور اونکے ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنی عبد اللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی کہ اجود عرب کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہے رضی اللہ عنہ اور بعضے علما سیر و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو مکے اور مدینے کی راہ مین واقع ہے سن نوے مین فوت

عمار ورقی رضی اللہ عنہ ... سنہ ۸ ہجری ... اور ... حضرت ... ۱

ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ دس برس کے تھے پس ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال میں ہوئی ہوگی رضی اللہ عنہ قُبُورُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ بھی دار عقیل کے نزدیک ہیں خبر میں آیا ہے کہ عقیل رضی اللہ عنہ اپنی دار میں کنواں کھدواتے تھے وہاں ایک پتھر نکلا اوسپر لکھا تھا قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل نے اوس کنوئے کو بند کروا دیا اور قبر پر عمارت بنوا دی اور سمہودی کہتے ہیں کہ سارے روایات اسی بات کی طرف ناظر ہیں کہ قبور شریفہ امہات المومنین اسی جگہ ہوں کے جہاں اب زیارت کرتے ہیں مگر بعضے روایات کہ دلالت کرتے ہیں اسبات پر کہ بعضے ازواج مطہرات کے قبور شریفہ مقبرۂ امام حسن وعباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہیں ابن شیبہ محمد بن یحیی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے لوگوں کو کہتے تھے کہ قبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بقیع میں وہاں پر ہے جہاں محمد بن علی مدفون ہیں قریب موضع دفن سیدتنا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اوسی جگہ پر آٹھ گز کے قدر زمین کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ھٰذَا قَبْرُ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو میں دفن نہ کرنا مجھے دفن کرنا میرے صَوَاحِبَاتُ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بقیع میں اور سارے ازواج مطہرات صلی اللہ کے قبور شریفہ مدینے میں ہیں مگر قبر شریف حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کی کہ مکہ معظمہ میں ہے اور قبر شریف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی شراف میں قریب تنعیم کے اور کہتے ہیں کہ اونکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہے اور خلوت بھی اسی جگہ ہوئی قَبْرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ابن شیبہ نقل کرتے ہیں کہ جب چاہا لوگوں نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حجرۂ مبارک سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کریں اور اونھوں نے خود بھی

اپنی حیات مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت سلے لی تھی مصریون سے
انکار کیا اور وہان دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ
اونکو کہین دفن نکرو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ سنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوئین اور فرمانے
لگین واللہ تم لوگ ہٹ جاؤ مین اونکو دفن کردون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہون یہ سنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اوسی رات کو
جسکے دنکو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عبد اللہ بن زبیر اور بعضے اور اصحاب
کرام نے آکر اونکو وہان سے اوٹھایا جہان لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین لے گئے وہان
بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حسن کوکب مین لے گئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ
عنہ وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہہ قبر کھود کر اونکو اوسمین رکھکر ایک دیوار اونکی قبر پر
گرا کے اوسکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حسن کوکب ایک جگہہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان لوگ اپنے
موتے کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ اوس جگہہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہہ دفن
کیا جائیگا اوس جہت سے یہ جگہہ آدمیون کو مانوس ہوجائیگی پس اول جو شخص وہان
دفن ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین
حضرت معاویہ کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس
پتھر کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا
کہ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اوس پتھر کو اوٹھا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ اونھین کے گرد اپنے مُردون کو دفن کیا کرین
قبر سعد بن معاذ اشہلی رضی اللہ عنہ ان کو غزوہ خندق کے روز ایک زخم
لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم کرنے کو انکو
طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہو چکا ہے تو خون بند ہوگیا
پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر بنی قریظہ کے

حسن کوکب ایک کبستان تھی بقیع سے باہر بطرف ... عثمان رضی اللہ عنہ کا ۱۲ ... ۱۲

باب مین حکم دیکر اپنے دولت خانے پر پہونچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور اسی حال سے رحلت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی اور حضرت عقیل بن الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطے کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی کے ایک طرف کہ اقصی بقیع مین اونھین کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے ہین کہ جو قبر شریف کہ قبر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قدیم ایام سے مشہور ہے وہ اوسی قبے کی جگہ پر ہے جو حضرت فاطمہ بنت اسد کیطرف منسوب ہے پس شاید کہ قبر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور اسے قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شبہے سے کہتے ہون گے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر شریف مقبرہ اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہے قبر ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ خبر مین آیا ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے باپ نے مجھسے فرمایا کہ بیٹا مین اب بوڑھا ہوا اور میرے یار سب کے سب اس عالم فانی سے گذر گئے اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پہونچا ہے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے چل مین نے تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے گیا جب اقصاے بقیع مین پہونچے اوس جگہ کہ وہان کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے واسطے یہین پر قبر کھودنا اور کسی کو خبر نکرا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمیون کا گذر کم ہے میرا جنازہ نکالنا اور جنازہ تیز تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہ ہونے اور کسی کو مجھپر رونے اور نوحہ کرنے نہ دینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے نہ دینا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پہونچا تو سب آدمی میرے گھر کو گھیر کر کھڑے ہو گئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو سب ساتھ ہولین مین نے موافق اونکی وصیت کے کسی شخص کو اونکے موت کی خبر نہ دی اور بہت سویرے اونکی لاش مبارک بقیع مین لے گیا دیکھتا کیا ہون کہ سب آدمی آپ سے پہلے ہی سے بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ عنہ وعن جمیع اصحاب سیدنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک ذکر اون قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب تاریخ نے اونکی تعیین اور جہات مین اخبار و آثار یا کرخبۃ البقیع مین ذکر کئے ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد اس مقبرۂ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اس بلدہ طیبہ کے گرد و پیش موجود ہین اور بادشاہان قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے بنالئے ہین وہ کئی قبے ہین ایک قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفاے عباسیہ نے سن پانچ سوا نیس مین بنایا ہے و قیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہے دوسرا قبہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم بن سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اس قبے کے پاس دعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہے چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متصل شہر یا دمدینہ مطہرہ کے ساتوان قبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اس قبہ شریف مین ایک قبر ہے اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اس مین دفن ہے آٹھوان قبہ فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچوں بیچ بقیع کے درمیان قبۂ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انمین سے ایک مین امام دار الہجرہ حضرت امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ و مقیم بلدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی بن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا کہ لکھا ہے سمہودی نے اور مشہور اہل مدینہ مین یہ ہے کہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ کلام ابن جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ درمیان قبۂ سیدنا ابراہیم و قبہ امام مالک کے ایک قبر ہے عبد الرحمن بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف ہین ابو شحمہ کر حد زنا او نپر لگائی گئی تھی اوسی صدمے سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق ہے اوس قبے پر جو منسوب ہے نافع کیطرف واللہ اعلم اور ایک قبہ چھوٹا سا قبۂ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ کی طرف منسوب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اس قبے کا ذکر نہین کیا نہ اثباتا و اللہ اعلم

۵ دو رکعا ... ۱۳۸۱ ... ۵

وہ مشاہد ومقامات ہین جو معروف ومشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہی جو پہلے مذکور ہوچکا اور شہر
کے اندر کے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمٰعیل بن امام جعفر الصادق سلام اللہ علیہما ہی مقابل
قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کی طرف اور یہ قبہ بنا ہی شہر پناہ سے پہلے کا ہے
اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مساجد فتح کو بھی بنایا ہے اور اس قبے کی عمارت سن پانسو چھیالیس مین واقع ہوئی ہے اور کہتے ہین کہ
حوالی اس مقام کا شمال کیطرف سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی دولتسرا کے
دروازے تک تھا اور درمیان دروازہ بیرونی اور دروازہ باغچہ کے ایک کنوان ہے منسوب
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف کہ پانی اوسکا بیمارون کے واسطے شفا ہے
نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت صغر سن مین اس کنوین
مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مین تھے حضرت
غایت توکل وحضور ورضا سے نماز قطع نہ کی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَاَرْضَاهُمَا عَنَّا خَیْرَ الجَزَاءِ
اور اس قبہ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف
منسوب اس زمانے مین اکثر آدمی اوسکی زیارت سے محروم ہین اتنہٰی۔ وہ مشاہد مشہورہ
مدینہ مطہرہ مین بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اون مین افضل واعظم مشہد سید الشہدا
حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخُوْہُ مِنَ
الرَّضَاعِ ہی اور اصل بنا اس قبۂ عالی کی خلیفہ ناصر الدین اللہ کی مان نے کی ہے سن پانسو
نوے مین اور وہ پتھر جسپر تاریخ لکھی ہے بعضے جہال نے مسجد مصرع سے جہان حضرت
امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوکر گرے ہین اوٹھا کر یہان لاکر رکھا ہے اور سلطان ناصر
نے سن آٹھ سو ترانوے مین اوسکے صحن وعمارت کو بڑھایا ہے اور اس مشہد کے اندر
اور ہے وہ قبر سنقر ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور قبر صحن مین ہے وہ بھی
شریف کی ہے امراے مدینہ سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین اور زائر کو چاہیے
عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور
مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون صاحب بھی ہین مدفون

حضرت ابوجعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور اصلاح و مرمت اوسکی کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور روتی تھین اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ ہمیشہ دو تین دن کا فصل دیکر قبور شہداے اُحد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور وہان جاکر نماز پڑھتی تھین اور اوسکے واسطے دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور فضیلت اُحد اور شہداے اُحد کی انشاء اللہ تعالی ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرینگے دوسرا مشہد مالک بن سنان والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے اندر بجانب کی الٹنگ پر واقع ہے اور اوسپر ایک قبہ ہے قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہداے اُحد سے ہین انکو اُحد سے اوٹھاکر یہین لاکر دفن کیا تھا اور یہ جگہہ جہان وہ دفن ہین اسگلے زمانے مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس ذکیہ کر معروف ہین اور ابی جعفر منصور کے زمانے مین شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہے جبل سلع سے پورب کی طرف اور اوسپر عمارت لق و دق بنی ہے اور ایک مسجد بھی ہے اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہے علی بن نافع نقل کرتے ہین کہ نفس ذکیہ یعنی محمد بن عبد بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا اور بہت سے آدمیون نے اونکے ہاتھہ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھہ اونپر بھیجا عیسی بن موسی نے جبل سلع پر پہونچکر توقف کیا اور محمد بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھہ پر بیعت کرو اونھون نے کہلا بھیجا کہ واللہ مرنا عزت کے ساتھہ بہتر ہے اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھہ او سکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی رہ گئے تھے سبکے سب نے غسل کامل کرکے اور خوشبوئین لگا کے عیسی بن موسی پر حملہ کیا اور تین مرتبہ انکو سامنے سے ہٹا دیا آخر کار بسبب کثرت اعدا کے تاب نلاکر مغلوب ہوگئے

ابن جوزی محدث کے پوتے نے ریاض الافہام مین لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے اونکا سر ابو
منصور کے پاس بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے
چھپکے چھپاکر بقیع مین دفن کردیا لیکن خبر صحیح یہی ہے کہ وہ اسی جگہہ دفن ہین جو مذکور ہوچکی
اور قتل احجار زیت کے پاس ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہے اور حضرت
سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان پر دعاے استسقا پڑھی تھی کہتے ہین کہ ذوالفقار
حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبداللہ کے پاس تھی عیسیٰ بن موسیٰ نے بعد اونکے
شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہونچی
اصمعی کہتا ہے کہ مین نے اوسے دیکھا ہے اوسکے اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت مین پشت کی
ہڈی کو کہتے ہین اور یہ ذوالفقار حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہونچی تھی چنانچہ کتب سیر و احادیث مین مذکور و مسطور ہے اور خبر مین آیا ہے
کہ قتال کے دن محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن عامر سلمی سے کہا کہ ایک ابر ہمارے
سرون پر آکر سایہ کرے گا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے اوپر
گذر کر دشمنون کے سرون پر پہونچے گا تو تو جان لے کہ ہمارا خون احجار زیت پر پڑے گا عبداللہ
بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا ہی ہوا جیسا محمد بن عبداللہ نے کہا تھا ایک ابر کا ٹکڑا ہمارے
سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر عیسیٰ بن موسیٰ کے لشکر پر سایہ گستر ہوا آخر الامر اون
لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبداللہ نے شہادت اور خون اونکا احجار زیت پر بہا
نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبداللہ کی جہت سے عیسیٰ بن موسیٰ نے امام مالک کو ضرب
کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور مرافقت کا دم مارتے تھے اس حکایت کو تقا
امام قرطبی نے تتمیم فی زیارۃ اہل البقیع بقیع والون کی زیارت مین سنت
یہ ہے کہ جب بقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے وقت
ہے پڑھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
بَعْدَھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ بعد اسکے پاے پہلے اسکے گیارہ بار سورہ اخلاص
اخلاص کا مقبرہ کے پاس سنت موکدہ ہے اور خبر مین آیا ہے کہ جو شخص مقبرے مین

اور گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکا بعدد ہر مردے کے بخشتے اوس مقبرے مین ہین اجر دیا جاتا ہے اور چاہیے ہے کہ سلام مین سارے آل و اصحاب و مومنین کو جو اس مقبرہ شریفہ مین دفن ہین شریک کرے اور منھہ اپنا قبہ شریفہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پھیرے کہ بائین طرف باب بقیع سے متصل مدفون ہین اور ختم بھی اونکین کی زیارت پر کرے رضی اللہ عنہما اور علماے متاخرین اختلاف کرتے ہین استحباب مین کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک گروہ اسطرف گیا ہی کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اونکے ساتھ ایک قبہ مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اسہل و اقرب ہے اور ان حضرات کے سامنے سے گذرجانا اور دوسرون کی زیارت کیطرف متوجہ ہونا سوء ادب سے خالی نہین اور کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل استحباب پر تھا اور بعضے متاخرین مشائخ اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسی طرح لوگون نے مشاہدہ کیا ہے اور یہ شیخ محمد بن عراق بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعضے علماے حنفیہ نے بھی استحباب کی تصریح کی ہے اور سمہودی کا کلام بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین ظاہر ہے ولیکن اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہی کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک ہے اسواسطے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین اوس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اوسکو موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرنے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ ابتدا حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہین

اونکی بہنین وغیرہ کو جو شریعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ تقدیم دوسرون کی انپر مناسب نہین یہ مذہب اعدل واقوم معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ ابتدا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہے اور کہا ہے کہ اونکی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف گذر ہو اوسپر سلام کرے اور کچھ یونہین سا توقف کرے اور چلا جاوے اور بھی اسی گروہ کا کلام ہے کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے مع اون حضرات کے جو اونکے قبہ مبارک کے اندر ہین بعد اوسکے قبور شریفہ ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اوسکے مشہد عقیل رضی اللہ عنہ مین آوے اور زیارت کرے اور اونکے دروازے پر بہت دیر تک ٹھہرے اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعا اوس جگہ قبول ہوتی ہے بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے مع اون کے جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابہ کرام کہ وہان آرام فرماتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعضے علماء کے کلام کا محصل یہ ہے کہ ابتدا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جاوے اسواسطے کہ جیسی اونکی جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقہ ادب سے نہایت بعید ہے بعضے کہتے ہین کہ یہی مقصد صالح ہے ساتھ اسکے خبر نہین کہ آیا نہ رعایت کرم واشرف کا اور ایک جماعت علماء مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت بقیع کرتے تو پہلے موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے واسطے دعا کرتے اور اپنا مطلب حق تعالی سے مانگے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسکے کہ کسی خاص قبر پر جاکر کھڑے ہون اور اس طریق کے اختیار کرتے مین مستند ان حضرات کا فعل ماثور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہے اعتدا اجرا کا قصد مجرد اتباع سنت ہے تو بہتر ہے اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ اگر یہ فعل حضرت صلی

مروی ہے ہر چند حضرت تک نہ پہونچا ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہو ولیکن اسباب میں شک نہیں کہ اگر موقف سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات میں سعادت وقوف حاصل کرکے زیارت مقربان آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مستفیض ہوں تو نہایت مناسب ہے کہ موجب مزید اجر و برکات و ثواب و حسنات ہوگا والسلام تکمیل فی زیادۃ اہل البیت

فصل

خطاب میں حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ نقل کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوسنے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجے ایک قول بلیغ کامل کہ میں زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کروں آپ نے فرمایا کہ جب تو ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل اور اوسکے بعد جا اول دروازے پر کھڑا ہو کر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہو اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس مرتبہ اللہ اکبر پھر تھوڑا سا چل وقار کے ساتھ نزدیک نزدیک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہو کر تیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر قریب ہو جا قبر سے اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوئے اوسکے بعد کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَمَھْبِطَ الْوَحْیِ وَخُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَھَی الْحِلْمِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَۃِ وَاُصُوْلَ الْکَرَمِ وَقَادَۃَ الْاُمَمِ وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَآئِمَ الْاَخْیَارِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ وَاُمَنَآءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعِتْرَۃَ صَفْوَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰٓی اَئِمَّۃِ الْھُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَاَعْلَامِ التُّقٰی وَذَوِی النُّھٰی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَۃِ اللّٰہِ وَمَعَادِنِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ وَوَرَثَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاۃِ اِلٰی حُکْمِ اللّٰہِ وَالْاَدِلَّآءِ عَلٰی مَرْضَاۃِ اللّٰہِ وَالْمُظْھِرِیْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَنَھْیِہٖ وَالْمُخْلِصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنِّیْ مُسْتَشْفِعٌ بِکُمْ وَمُقَدِّمُکُمْ اَمَامَ طَلِبَتِیْ وَاِرَادَتِیْ وَمَسْئَلَتِیْ وَحَاجَتِیْ اُشْھِدُ اللّٰہَ اَنِّیْ مُؤْمِنٌ بِسِرِّکُمْ وَعَلَانِیَتِکُمْ وَاَنِّیْ اَبْرَاُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

باب تیرھواں فضائل جبل احد میں کہ محب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے

علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ عنہ تفصیل احوال غزوہ احد اور سارے غزوات کے ساتھ
کتب سیر وتواریخ میں مذکور ہے یہاں مناسب بیان فضیلت احد اور قبور شہدا ہے جو اس غزوہ
میں شرف شہادت عظمیٰ کو پہونچے ہیں صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جبل احد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ھٰذا جبل یحبنا ونحبہ یعنی یہ ایک پہاڑ ہے کہ ہمکو
دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہیں اور اس کلمے کا صدور حضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ
والسلام سے اوقات متعددہ میں ثابت ہوا ہے چنانچہ تعدد روایات بخاری اس بات کا اظہار
ایک روایت میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک روز حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا ھٰذا جبل یحبنا
ونحبہ علی باب من ابواب الجنۃ وھٰذا عیر جبل یبغضنا ونبغضہ علی باب من
ابواب النار عیر بفتح عین مہملہ ایک پہاڑ ہے مقابل احد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہیں کہ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ حسد وبغض
وسعادت وشقاوت جمادات میں بھی پیدا ہے امام نووی کہتے ہیں کہ یہ جو محبت جانبین سے
حدیث میں مذکور ہے کہ پہاڑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست رکھتے تھے محمول ہے حقیقت پر اسی واسطے اوسکی جگہ جنت
ہوئی کیونکہ المرء مع من احب اور یہ پہاڑ جبکہ محب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہیں تو اس پہاڑ کی جگہ بھی حضرت کے جوار
ہوئی دروازہ بہشت پر اور اللہ تعالیٰ نے محبت وعشق جبال میں اوسطور پر رکھا ہے
جیسا تسبیح کرنا رکھا ہے جمادات میں کہ آیۃ کریمہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ اسبات
خبر دیتی ہے اور جب کہ جبال اور سارے جمادات اللہ تعالیٰ کا ذکر وتسبیح کرتے ہیں اگر وہ
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبت اور عشق سے بھی موصوف ہوں تو کیا مشکل بات
بیت سر حب ازلی در ہمہ اشیا جاریست ٭ ورنہ بر گل نزدی بلبل مسکین فریاد ٭ اور علما
یوں کہتے ہیں کہ حضرت حبیب رب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن وانس بلا
کیلئے مبعوث نہیں ہوئے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہیں

حجّۃ الثباتات فی الجمادات اور خطاب فرمانا آپکا اس جبل کیطرف اسطور پر کہ اسکن یا احد فانّما علیک نبیٌّ او صدیقٌ او شہیدٌ اوسکی عقل علم پر اول دلیل ہے ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق و محبت لوازم فہم و عقل سے ہے اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا آپ کی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہے اور جیسا کہ اہل مدینہ آپکی شان مین دو قسم ہوئے ہین مخلص اور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے اسی سبب سے جبل عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونھین کے ساتھ دوزخ مین ہوگا اور غزوۂ احد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینۂ منورہ سے باہر آئے مگر جبل احد تک کہ مقام صدیقین و محبوبین ہے نجا سکے اور مدینے کے قریب ہی سے پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت و عداوت کے ساتھ محبت و عداوت ساکنین کی تاویل بعید ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہے اوس مسرت و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے کہ اعظم و ارفع علامات مدینۂ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب مدینۂ طیبہ و اہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہے اور اسوقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عداوت کے آثار ان دونون پہاڑون سے ظاہر ہین جسکا جی چاہے جاکر دیکھ لے جبل احد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہے ایک نور و سرور اوس سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جسوقت جبل عیر کیطرف نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت و غم اوس سے حاصل ہوتا ہے اور اشتقاق لفظ احد کا توحد سے ہے بمعنی انفراد و انقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکھتا اور یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان و توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہے اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہے رکھا گیا اور کونسا نام اوس نام سے جو مشتق ہوا حدیث سے بہتر ہوگا بخلاف عیر کے کہ حمار وحشی کا نام ہے جو

طرح طرح کی بڑائیون کے ساتھ موصوف ہے اور روایات مین آیا ہے کہ احد ایک پہاڑ ہے جنت کے پہاڑون مین سے جب تم لوگ اوسپر سے گذر کرو تو میوہ اوسکے درختون کا کھایا کرو اور اگر میوہ نہو تو اوسکے جنگل کی گھاس ہی چکھ رکھتی ہے اور زینب بنت نبیط زوجہ انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھین کہ تم لوگ جا کر زیارت احد کرو اور لاؤ میرے واسطے وہان کی گھاس وغیرہ اور حدیث مین آیا ہے کہ اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِّنْ اَرْکَانِ الْجَنَّةِ وَعَیْرٌ عَلٰی رُکْنٍ مِّنْ اَرْکَانِ النَّارِ اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَرْبَعَةُ جِبَالٍ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَاَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ وَاَرْبَعَةُ مَلَاحِمَ مِنْ مَلَاحِمِ الْجَنَّةِ قِیْلَ فَمَا الْاَجْبَالُ قَالَ اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَوَرْقَانُ جَبَلٌ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَالطُّوْرُ جَبَلٌ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَلُبْنَانُ جَبَلٌ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَالْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَةُ النِّیْلُ وَالْفُرَاتُ وَسَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْمَلَاحِمُ بَدْرٌ وَاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ وَاَلْخَیْبَرُ اور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لائے ہین اور ذکر اوس سے سکوت کیا ہے اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ بیت اللہ الحرام زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً چھہ پہاڑون کے پتھرون سے بنا ہے ابو قبیس اور طور اور قدس اور ورقان اور رضوی اور احد اور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے جبل طور پر تجلی فرمائی چھہ پہاڑ عظمت الٰہی سے ڈر کر اوڑ گئے اون مین سے تین مدینے مین آکر گرے اور تین مکے مین وہ جو مدینے مین آکر گرے احد و ورقان و رضوی ہین اور وہ جو مکے مین آکر گرے حرا و ثبیر و ثور ہین ورقان ایک پہاڑ ہے مکے کی راہ پر مدینہ منورہ سے قریب تحمینا کرمہ ما ثور مین اسکی طرف بھی اشارہ ہوچکا ہے اور رضوی ینبع مین ہے اوتنی ہی مسافت پر اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہے اور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام حج یا عمرے کے قصد سے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ مطہرہ

مین ہیونچکر جبل اُحُد پر اوترے ناگاہ پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السّلام کو پہونچا اور وہین دفن کیے گئے اِس زمانے مین اونکی قبر شریف اِس جبلِ عظیم الشان پر مشہور ہے اور اِس جبل پر ایک مسجد ہے کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہے اور یہ تحقیق نہین ہوا کہ حضرت سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اِس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجدِ فتح مین نماز پڑھنے کے باب مین ایک اثر ثابت ہوا ہے لیکن وہ غار جس مین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہے جہان آدمی کے سر کا سا نشان ہے اور لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک کا نشان ہے علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد کے لائق ہو ثابت نہین ہوا اور خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہوکر آیہ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ الآیہ اور دعای اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ آخر پڑھکر فرمایا کہ آؤ اور شہداے اُحُد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہے جو شخص انپر سلام پڑھے اوسکو یہ جواب سلام دین گے پھر اور جگہہ دوسرے شہدا پر کھڑے ہوکر فرمایا یہ میرے اصحاب ہین انپر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہین ہین فرمایا ہان کیون نہین ہو لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہین اور روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جاکر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ کفار نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہین اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لے گئے فرمایا اگر دو خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہے گی تو مین اسکو یونہین چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھاجاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھے اب ہرگز نہوگی اور اِس سے زیادہ غم کی جگہہ پر کبھی نہ کھڑا ہون گا یعنی مجھے ایسی مصیبت اور ایسا غم پہونچا ہے کہ اِس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہین سکتا اوسی اثنا مین جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والون کے پاس لکھا ہے حمزہ بن عبد المطلب

اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِہٖ پھر اونکو ایک چادر مین لپیٹنے کا حکم دیا اور نماز جنازہ پڑھی ستر تکبیرے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہداے احد پر علما مین مختلف مشہور ہے اور ابو داؤد وحاکم اپنے صحیح مین لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اُحد کے دن ہمارے بھائیون پر جو کچھ پہونچنا تھا پہونچا اللہ تعالی نے اونکی روحون کو سبز جانورون کے جوفون مین اوتارا کہ جنت کی نہرون پر پہونچکر پانی پیتے ہین اور بہشت کے میوے کھاتی ہین اور قندیلین سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہین اون مین جا کر ٹھہرتی ہین اور آرام کرتی ہین عرض کیا ان شہیدون نے کہ لیے رب العزت کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیون کو جو دنیا مین ہین ہمارے اس آرام و آسائش کی خبر پہونچے تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نکرین اور اس کار بزرگ کے ادا کرنے مین کسل و سستی کو راہ ندین حضرت حق تعالی و تقدس نے ارشاد فرمایا کہ مین تمھاری خبر اونکو پہونچاؤنگا پھر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الآیہ خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال مین شہداے اُحد کی قبور شریفہ پر تشریف فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہداے اُحد پر گذرے اور اونپر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہین اور ان شہداکے قبور شریفہ سے خصوصاً قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز رد سلام کی بارہا سنی گئی ہے اور اس باب مین سلف آثار و اخبار بہت ثابت ہوئے ہین اور قول صحیح کے موافق عدد شہداے اُحد ستر ہین اور سمہودی نے اپنی تاریخ مین اونکا شمار کیا ہے اور ونکے مواضع قبور کے تعیین مین بہت کد کی ہے اور اب اس زمانے مین حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے پچھان کیطرف ایک احاطہ کھنچا ہوا ہے اوسی مین قبور شہدا ہین لیکن قبرون کی صورتین بغیر نشان ہین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدونکو ایک ایک کپڑے مین لپٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جس کو علم قرآن زیادہ آتا ہو اوسکو لحد مین پہلے اوتارو اور اخبار صحیحہ مین آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بعضے شہداکے قبر

شریفہ کو کھودا تو ویسے ہی تر و تازہ پھولوں کی کلیاں سی لاشیں مع کفن نکلیں گویا کہ کل ہی دفن
ہوئیں ہیں اور بعضوں کو اون میں سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہیں
ہاتھ کو جدا کرتے ہیں تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے اور ہاتھ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں تو پھر
وہیں زخم پر پہونچتا ہے اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعی کہ سبب ہوئے ہیں اون میں سے
ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشوں کے دفن میں خلط ہو گیا تھا قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس
دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا بدلالت حال سے یا قیاس
واجتہاد سے اون لاشوں کو نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبروں کے کھلنے
کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبریں کھلیں کہ حضرت معاویہ نے اپنے زمان
امارت میں ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کیطرف سے جاری کی تھی تو لاشیں نکال نکال کر
الگ جا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی شفاء الاسقام میں لاتے ہیں کہ جسوقت حضرت
معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت
سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک میں لگی کہ اوس سے خون جاری
ہوا اور نقل کرتے ہیں کہ نہر کھدنے کے وقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین
کی نہر آتی ہے جس کسی کا مردہ یہاں دفن ہو آوے اور مردے کو یہاں سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجاوے
واللہ اعلم اور بعضے شہدائے احد غیر احد میں بھی دفن ہوئے ہیں اس جہت سے کہ حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ انمین سے جسکا جہاں انتقال ہو وہیں دفن کیا جائے
چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہیں اونکا انتقال مدینے کے اندر ہوا اون کو
وہیں دفن کیا جہاں اب مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ آمین باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ مقصد اعلیٰ و مطلب اقصیٰ مومنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات
انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات میں اب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور
کون و مکان رسول انس و جان علیہ افضل صلوات الرحمن میں احادیث بہت سے وارد ہیں
بعضی بصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضے دوسرے الفاظ ہیں لیکن اسطور پر کہ اون سے

یہ مطلب حاصل ہوسکتا ہے مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت مین واقع ہوئے ہین اور نقل ثقات متعدد وطرق سے کہ بعضے اون مین درجہ صحت کو پہونچے ہین اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت ہوئے ہین یہ ہین **پہلی حدیث** مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ تخصیص زائرین کی اس فضیلت کے ساتھہ باوجود اثبات کے کہ اس نعمت کی امیدواری ساری مومنین امت کو ہے یہ ہے کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت خاص ہے کہ کوئی مرتبہ خاص اوسکی جہت سے انکو حاصل ہوگا کہ اونکے غیرون کو باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ میسر نہوگا جیساکہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر مین سوا ایک زیارت جمال باکمال حضرت حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ خیر آل کے اور کسی بات سے مشرف نہین ہوئے بہ نسبت ساری امت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہے کہ اورونکو حاصل نہین اور یہ فضیلت حاصل نہین ہوئی مگر بسبب زیارت کے پس اسی پر زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا جاہے یا یہ کہ یہ کلام بشارت انجام مشعر اثبات کا ہے کہ زائرین قبر شریف کے حق مین شفاعت واجب ہوگی اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہے یا یہ کہ جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی موت آپ کی برکت سے دین اسلام پر ہوگی اور اوس جہت سے مستحق شفاعت ہوگا **دوسری حدیث** مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ **تیسری حدیث** مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهُ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ یہ دونون حدیثین بیان معنی اور تعیین مراد مین پہلی حدیث کے حکم مین ہین مگر اس تیسری حدیث مین ایک چیز زیادہ ہے وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیت سے ہو نہ یہ کہ مدینہ منورہ مین کسی اور حاجت سے گئے اور اوسکے ضمن مین قبر شریف کی زیارت بھی کرلی **چوتھی حدیث** مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ آپ فرماتے ہین کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے گویا کہ اوسنے میری زیارت کی حالت حیات مین اسی حدیث کی بنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ثبوت پر اور اس مسئلے کی تحقیق بتفصیل اسباب کے آخر مین آئے گی اس حدیث کے مضمون سے بھی ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت وسعادت خاص سے ممتاز ہین کہ دوسرون

اوس سے بہرہ ہین چنانچہ صحابۂ کرام کو اور وہ نیز زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین امتیاز حاصل ہے مگر اس تشبیہ سے یہ لازم نہین آتا کہ تمام سے احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین زائر کا حکم حج والا کا سے یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سنے تو باوجود اسبات کے کہ آپ کو خواب مین دیکھنا حقیقت مین آپ ہی کو دیکھنا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ لیکن وہ شرائع و احکام کا مثبت نہوگا پانچوین حدیث مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یہ وعید ہے سعادت زیارت حاصل نکرنے پر حاصل کرتے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپ کی شفقت ہی امت پر اور حرص ہے اسبات پر کہ آپ کی امت کو ثواب ہو چھٹی حدیث مَنْ اَتَانِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا علماء نے لکھا ہے کہ سفارش آپ کی گنہگارون کے حق مین ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت مین آیا ہے مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّ شَہِیْدًا ساتوین حدیث مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ آٹھوین حدیث مَنْ حَجَّ حَجَّۃَ الْاِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِیْ وَغَزٰی غَزْوَۃً وَصَلّٰی فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ یَسْاَلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْہِ اس حدیث مین فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس کی مذکور ہے اور احتمال رکھتا ہے کہ یہ جزا سے خاص یعنی فرائض سے سوال نہونا مخصوص ہو ان سب باتون کے اجتماع کے ساتھ یا ان مین سے ہر ایک پر بھی مترتب ہو واللہ اعلم نوین حدیث مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور و مقبول کے برابر ہے بلکہ سبب ہے اوس حج کی مقبولیت کا بھی جو اوسکے حاضر ہوا ہے اور حج مبرور کی جزا مین جنت ہے یقینا جیسا کہ احادیث مین آیا ہے اور حج مبرور اوس حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات او منہیات شرعی سے اور ریا و سمعہ کو اوس مین دخل ہو اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہے جو خدا سے تعالیٰ کی درگاہ مین مقبول ہو اور یہ موقوف ہے خدا کے فضل پر دسوین حدیث مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ

شفاعتی یوم القیامة وما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر

اس حدیث کے شامل ہین پہلی اور چوتھی حدیث کے مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث خامس کو جیسا کہ گیارھوین حدیث کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہے بارھوین حدیث حضرت امیر المومنین سے ہے کہ من سال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجة والوسیلة حلت له شفاعته یوم القیامة ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے حاصل معنی اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین ایک فائدہ اور زیادہ ہے وہ یہ کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اس طور پر کہ اللہم ات سیدنا محمدن الوسیلة والدرجة الرفیعة تو اونکی شفاعت آپ کرینگے یہ تیئیس حدیثین ہین جنکے ذکر کئے ان مین ہر حدیث کے ثبوت کے طرق متعدد ہین اگر اونکو جدا جدا ذکر کرین تو احادیث کے عدد اوس سے زیادہ ہو جائین جو مذکور ہو چکے ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے

فصل قرآن کے نص سے حیات زمرہ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہے اور احادیث جو مثبت حیات انبیا علیہم السلام ہین از جملہ اون احادیث کے وہ حدیث ہے جو ابو یعلی نے نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون اور جس حدیث سے کہ تمامی حیات حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہے وہ یہ حدیث ہے بہت مشہور و معروف کہ فرمایا آپ نے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام لیکن علما نے اختلاف کیا ہے اس بات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہونے کے ہر سلام کرنے والے کو حاصل ہے خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اوس حیات سے غائب ہو یا خاص اوس شخص کو جو زائر قبر شریف ہو اور وہان حاضر ہو کر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ یہ فضیلت حاصل زائرین سے خاصة بقرینہ اوس قید کے جو روایت امام احمد حنبل رحمة اللہ علیہ مین آئی

مثّامن اصحاب تسلیم علیٰ غیر انبیا اور تحقیق کا مرادس طور پر کہ بعضے فضلای متاخرین کی ہے
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک یہ کہ مقصود سلام بھیجنے
والے کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہے اسبات کا کہ حضرت حق تعالی و تقدس حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی آمین وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
بصیغہ غیب اور خواہ قائل اوسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب اگاہ چنانچہ کہے
اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس نوع کو بعضے علما انبیا
علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے ساتھہ خاص کرتے ہین اور اسکا اطلاق اوروں پر منع کرتے
ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اور ونپر حضرت کے طفیل و تبعیت مین ہو تو کیا مضائقہ ہے اور دوسری
نوع یہ ہے کہ مقصود اوس سے تحیت اور اکرام ہے کہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو کر کہے جیسا
کوئی کسی کی مجلس مین داخل ہونے والا اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے حضرت
نبی کے ساتھہ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرا واجب کرتا ہے جواب سلام کو مسلم پر
خواہ بے واسطہ ہو بالمشافہہ خواہ بواسطہ قاصد ہوا اور شارع علیہ الصلوۃ والسلام اس
واجب کے ادا کرنے کی رعایت مین احق و اولی ہین سارے عالم سے اور اگر یہ حکم
یعنی رد سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بعید نہین اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز
ہو بثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت مین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حق سبحانہ
و تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو کوئی شخص تمہاری امت سے ایکبار
تم پر سلام بھیجے مین اوسپر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہے کہ اسبات کو مخصوص پہلی نوع کے
ساتھہ کرین جیسا کہ علما نے کہا ہے اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی و تقدس نے
ایک ایسے فرشتے پیدا کیے ہین کہ زمین پر پھرا کرتے ہین اور سلام میری امت کا مجھے
پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہے اور جو اوس آستانہ شریف پر حاضر ہے
اوسکے باب مین دو حدیثین آئی ہین ایک اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام اوسکا سلام سنتے ہین اور آپ بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے ہین

چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہے کہ
مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رَدَدْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ اٰخَرَ بَلَّغُوْنِیْہِ اور
دوسری حدیث وہ ہے جو دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اس حالت مین بھی یعنی حضور ری
کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل ہے کہ اوسکا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتا ہے
اور جواب سلام آپکی طرف سے دینے کا متکفل ہوتا ہے روایت ہے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ سَلَّمَ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ
اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہَا مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ اٰخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَکُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور وجہ موافقت کی ان دونون حدیثون مین واللہ اعلم یہ ہو سکتی ہے کہ سنت الٰہی عزاسمہ
اسباب پر جاری ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندون کی
تسلیمات حضور مین پہونچاتا ہو جیسا بادشاہون کے دربار مین ہوا کرتا ہے اور باوجود اسکے
بعضے خاص بندون کو خود بنفس نفیس بھی جواب سلام و کلام سے مشرف فرماتے ہون
ہَنِیْئًا لِّاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُہَا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ مصرع سب تمھین
چاہتے ہین تم چاہو جسے دیکھین کسکو ہوا در عبد الحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہین احکام صغری
مین باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہین کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کیطرف
سے ہو نکلے اور دنیا مین اوسکو پہچانتا ہو اور اوسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اوسکا یعنی صاحب
قبر اوسکو پہچان لیتا ہے اور اوسکو جواب سلام دیتا ہے اور ابن عبد البر نے اس حدیث کی
روایت کی ہے اور اسکو صحیح ٹھہرایا ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے تھوڑا سا الفاظ مین
تفاوت کے ساتھ اور بھی امام عبد الحق کتاب عاقبت مین حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہین کہ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ فَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَأْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ
اور ابن ابی الدنیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی
قبر کیطرف سے گذرے تو وہ آشنا اوسکو پہچان لیتا ہے اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب
دیتا ہے ہم نو دی کہتے ہین کہ اس باب مین احادیث بہت سے وارد ہوئے ہین اور کتنے مین

جب یہ بات امتیون اور عامہ مومنین مین پائی جائے تو سید الاولین والآخرین وصفوۃ المتقین
وامام الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیونکر نہ پائی جائے گی بازہری توثیق عری
الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ مین نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپ
کی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ انکا سلام سنتے ہین فرمایا نعم وارد
علیہم یعنی ہان سنتا ہون اور اونکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن سنجار ابراہیم بن بشار
سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک سال مین نے حج کیا اور حضرت سید المرسلین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین قبر شریف
کے پاس پہونچا اور مین نے سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَامُ مثل
اسکے اور قصص بھی اولیاے کرام وصلحاے امت سے بہت منقول ہین اور باتفاق علماء کیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہہ نہین ہے اور اسی طرح سارے
انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل تر اور بتحقیق تر حیات شہدا سے جسکی خبر
اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہے زندہ ہین اور کیونکر نہو حال یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپ کی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے
عِلْمِی بَعْدَ وَفَاتِی کَعِلْمِی فِی حَیَاتِی روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل مین
اور ابو یعلی نے بنقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت
سرور کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ
اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین اور اوسکی تصحیح کرتے ہین
کہ اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ فِی قُبُوْرِهِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً وَلٰکِنَّهُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ حَتّٰی
یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پہونچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین تو مراد یہ ہے
کہ حیات انبیا علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہے ولیکن چالیس رات کی مدت مین اونکو نماز وغیرہ
کی طاقت نہین ملتی اور بھی بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث صحیحہ
سے بہت ہین بعد اوسکے ذکر کی وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپ نے اونکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور سوا اسکے اور احادیث بھی ذکر کین ہین جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھہ اور ساتھہ اونکے ملکر آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا اس بات پر ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ انبیا علیہم السلام پر بعد اونکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیگا اور مثل شہیدون کے خدا تعالیٰ کے سامنے زندہ ہین اور بعد اسکے صاعقہ نفخہ اولیٰ کہ حکم نص فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ان حضرات مین بھی راہ پاویگا اور لازم نہین آتا کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہے مگر اس معنی کر کہ اوس حالت مین شعور جاتا رہیگا اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے شہدا کو اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰہُ کی قید لگا کر اورون سے چھانٹ لیا اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ سارے دنون سے افضل جمعے کا دن ہے اوس دن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اوس دن تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے صلوات آپ پر کیونکر عرض کیے جاوینگے اور حال یہ کہ آپ بوسیدہ ہوگئے ہونگے فرمایا حق تعالیٰ نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا حرام کردیا ہے اور بزار بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھہ فرشتے ہین سیر کرنے والے زمین مین کہ میری امت کے اعمال مجھے پہونچاتے ہین اور فرمایا کہ میرا وفات فرمانا بہتر ہے تمہارے واسطے اسواسطے کہ تمہارے اعمال میرے سامنے عرض کیے جاوینگے اگر بہتر ہونگے تو مین اوسپر خدا تعالیٰ کا شکر کرونگا اور اگر بد اعمال دیکھونگا تو تمہارے حق مین طلب مغفرت کرونگا استاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیا علیہم السلام کے ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد مین کہتے ہین کہ انبیا علیہم السلام کی ارواح شریفہ بعد قبض کر لینے کے اونکی طرف پھیر دی جاتی ہین اور شہیدون کی طرح سے خدا کے سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین ایک جماعت انبیا علیہم السلام کے ساتھہ اکٹھا ہوئی اور ان سے ملاقات کی اور صحابہ نے

کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مال چھوٹا تھا وہ آپ ہی کی ملک مین باقی ہا جیسا کہ حالت
حیات مین تھا ورثا کی طرف منتقل نہین ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہے اور سبیل اوسکی
یہ ہے کہ آپ کے اہل و عیال پر انفاق کر دیا جاوے بغیر اعتبار کرنے اوس تقسیم کے جو میراث
مین ہوا کرتی ہے اور اسبات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے
اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
سیرت کے موافق ہے انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہے کہ احکام دنیا بھی ثابت
ہین پس انبیا علیہم السلام کی حیات شہدا سے اتم و اکمل و اخص ہوئی چنانچہ مذہب مختار و
منصور ہے جیسا کہ ظاہر کلام بیہقی مواضع مین اسبات کیطرف ناظر ہے کہ حیات انبیا علیہم
السلام مثل حیات شہدا ہے بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہے اصل حیات مین اور اوٹھا دینے
استبعاد مین نہ ساری خصوصیات مین پس وارد نہوگی وہ جو یہان پر بعضے علما نے
نزاع کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہے کہ حق سبحانہ وتعالی نے
شہدا کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہے بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ تو صحیح ہے لیکن اسبات مین نزاع
لیکا نہین ہے کہ شہیدون پر موت کے احکام مثل منقطع ہو جانے ملک وغیرہ سے جاری
ہین اور کہا ہے اسنے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہے کہ آپ ہی کہتے ہین مَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
عَنْ تِلْکَ النِّسْوَۃِ وَمَاتَ وَہُوَ رَاضٍ مِّنَ الْقِسْمَۃِ اور نسبت موت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
کرتے ہین پھر آپ ہی حیات کس طرح ثابت کرتے ہین اور زرکشی کہتے ہین کہ کچھ تعجب کی بات
نہین ہے مَاتَ فَاَحْیَاہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اور شہرستانی نہایۃ المرام مین امام الحرمین سے نقل کرتے ہین
کہ فرمایا اونھون نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور جو لوگ آپ پر صلوۃ و سلام بھیجتے
ہین آپ اونکو سنتے ہین اور سبکی شفاء الاسقام مین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی
کی نہین ہے اور حق سبحانہ وتعالی نے آپ کو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے
طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہے اوس موت سے جو ہمیشگی کی ہو
اور یہ حیات شہیدون کی حیات سے اعلی اور اکمل ہے اور ثبوت اسکا روح کے واسطے بے اشتباہ
ہے اور لیکن بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ انبیا علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہین ہوتی

اور روح کا پھر آنا بدن کیطرف تو ثابت ہے سارے اموات کے واسطے اس باب میں شہید ہوں کہ غیر شہید کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہنے میں ہے اس طرح پر کہ بدن اوس سے زندہ ہو جاتا ہے جیسے دنیا میں زندہ تھا یا بدن بلے روح کے زندہ رہتا ہے اور یہ بات کچھ خدا تعالی کی قدرت سے بعید نہیں اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہل سنت وجماعت کے نزدیک ایک امر عادی ہے کچھ عقلی نہیں عقل کے نزدیک وہ جائز ہے پس اگر اس پر کوئی دلیل بھی کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائیگا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہیں اور اوسکو ثابت کیا ہے اور نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا قبر میں جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے اسکا مثبت ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہیں ہوتا اور اسی طرح وہ صفات جو شب معراج میں مذکور ہوئے اور انبیا علیہم السلام کیطرف منسوب ہیں وہ سب صفات اجسام ہیں اتنی جاننا چاہیے کہ سارے اہل سنت وجماعت کو اسبات کا اعتقاد ہے کہ سارے اموات کو عموماً اور انبیا علیہم السلام کو خصوصاً ادراکات مثل علم وسمع کے ثابت ہیں اور ہمکو یقین ہے اسبات کا کہ مردہ قبر میں پھر زندہ ہوتا ہے جیساکہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور کوئی حدیث اسبات میں وارد نہیں ہوئی کہ بعد زندہ ہو جانے کے پھر دوسری دفعہ قبر میں مر جاتا ہے بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام قیامت تک ادراک کرتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہے لیکن کفایت کرتی ہے حیات کسی ایک جزو میں اوسکے اجزا سے اس طرح پر کہ جس سے اوسکا جثہ قائم نہو جیساکہ دنیا میں قائم تھا ولیکن ان دلیلوں سے جو حیات انبیا علیہم السلام پر دلالت کرتی ہیں اونکے ابدان شریف کی حیات ثابت ہوتی ہے جسطرح پر دنیا میں تھی مگر اتنا فرق ہے کہ حیات دنیاوی مقتضی غذا ہے اور اس حیات میں غذا کی طرف احتیاج نہیں اور حق تعالی قادر ہے کہ جس طرح دنیا میں بدن کو کھانے پینے سے ساتھ زندہ رکھتا ہے وہاں بغیر کھانے پینے زندہ رکھے اور ایسے بعضے کیفیات بدن میں پیدا کر دے کہ جسکی جہت سے غذا کیطرف احتیاج اور التفات نہو چنانچہ دنیا میں بھی بعضی احوال میں کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مدتوں آدمی کو کھانے پینے کیطرف التفات نہیں ہوتا اور حاجت نہیں پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر نہیں جائز

ہے کہ اللہ تعالی نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہے اسی طرح اور اسباب بھی اوسکے پاس ہوں کہ جن پر بقای ابدان منوط ہو اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور قدوۃ المحققین کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسائرہ فرماتے ہین کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے اسبات پر کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہے کہ جس سے مردہ نعیم و عذاب کو قبر مین ادراک کرسکتا ہے بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعادہ مین تردد کیا ہے کہتے ہین کہ روح اور حیات مین کچھہ ملازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالی قادر ہے کہ بدن کو بغیر روح کے زندہ رکھے اور یہ جو دنیا مین معاین ہے کہ بقاے حیات روح سے ہوتی ہے یہ ایک امر عادی ہے کچھہ عقلی نہین پس بعضے علماے حنفیہ قائل ہوے ہین ساتھہ وضع روح کے جسد مین اور بعضے قائل ہین کہ اتصال روح مٹی کے ساتھہ ہوتا ہے اور روح و مٹی دونون الم پاتے ہین انتہی

وصل جاننا چاہیے کہ حیات انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات مین کسی عالم کا خلاف نہین ہے مگر اسمین البتہ بعضے علما کا خلاف ہے کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبرون مین ہین ٹھہرے رہتے ہین یا اونکو کہین اور لیجاتے ہین شیخ علاء الدین قونوی کہ محققین علماے شافعیہ سے ہین کہتے ہین کہ اسباب مین جو کچھہ مجھپر ظاہر ہوا ہے یہ ہے کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنے انبیا علیہم السلام کا قبرون مین ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھہ فرعی مسئلہ نہین ہے کہ اوسمین دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ اون حضرات کی اپنی حیات زائل ہو گئی اب اوسی حیات کے عود کرنے کے اثبات پر دلیل قطعی درکار ہے تاکہ اعتقاد اسبات پر راسخ ہو اور ساتھہ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالی کے پاس زندہ ہین ایسی حیات سے جو اس حیات متعارف سے اکمل و اشرف و اعلی ہے اور ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ رفیق الاعلی کے سموات علا مین موجود ہین اور یہ حالت افضل و اکمل ہے اوس سے کہ قبر شریف مین ٹھہرے رہین اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن کی قبر مین جہان تک نگاہ جاتی ہے وہان تک وسعت اور فسحت کر دیتے ہین جب قبر شریف سید اہل اصطفا و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین کہان تک وسعت ہو گی ولیکن آپ کا رہنا قبر شریف سے جنت اعلی مین جسکا عرض سموات و ارض اکمل و اعلی ہے ساتھہ اسکے کہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ انبیا علیہم السلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبروں میں نہیں چھوڑے جاتے
اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے ہیں صور پھونکنے تک اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ
میں اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہوں اس بات سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر میں چھوڑے
پس قطعیت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ میں زندہ موجود رہیں گے جیسا کہ پہلے وفات کے
تھے متعذر ہے اور مگر نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں ہمیشہ قبر میں رہنے پر دلالت
نہیں کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور حال آنکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج میں حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ مع اور انبیا علیہم السلام کے آسمانوں پر
ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونوں کے یہ ہے کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ قبروں میں
رہتے ہیں مگر کبھی کبھی اور جگہ بھی تشریف لیجاتے ہیں خواہ قبر ہو خواہ کوئی اور مقام اور اس
جگہ سے لازم نہیں آتا کہ قبروں میں ہمیشہ رہتے ہیں یہ کلام ہے قونوی کا اس سے صریح
یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قونوی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبروں میں موجود رہنے میں تردد
لیکن اصل مدعی میں کہ ثبوت حیات ہے اللہ تعالی کے نزدیک کچھ گفتگو نہیں اس جہت سے
کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے چنانچہ خود قونوی بعد اس کلام کے کہتے ہیں کہ مگر دوسری قسم
کی حیات کے اثبات میں جو حیات متعارفہ کی مغائر ہے اور کھانے پینے پر موقوف نہیں کسی طرح
کی نزاع اور تردد نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ خلاف فقط اس بات میں ہے کہ ابدان شریفہ انبیا
علیہم السلام کے قبور شریفہ میں ویسی زندگی کے ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا میں
حاصل تھی دوام و استمرار کے ساتھ ہیں یا نہیں یہاں پر ایک گفتگو ہے اگر کان رکھکر سنیں تو شاید
محل قبول میں پہونچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل حیات کی دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار
میں جانبین سے کسی کی دلیل قوی نہیں جو کہتے ہیں کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام سے
ہمیشہ قبور میں نہیں رہتے اونکی دلیل یہ دو حدیثیں ہیں ایک اَلْأَنْبِيَاءُ لَا يُتْرَكُونَ اور دوسری
وَأَنَا أَكْرَمُ عَلَى رَبِّي اور جو قائل ہیں ہمیشہ قبور میں رہنے کے اونکی دلیل بھی دو حدیثیں
ہیں ایک اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ اور دوسری وہ حدیث جس میں موسی علیہ السلام
نماز پڑھتے دیکھا جانا مذکور ہے اور یہ قاعدہ مقررہ ہے اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا اور کچھ شک نہیں

کہ اجساد انبیا علیہم السلام کا قبور مین رکھا جانا مسعائن اور مشاہد ہے اور اصل باقی رہنا ہی اپنے حال پر اور نہ منتقل ہونا جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اوسکے خلاف پر قائم نہو اور حقیقت مین قائم نہین ہے پس ثابت ہوا کہ جس حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہے وہ قبور مین ہوگی نہ سموات مین واللہ اعلم اور محققین اہل حدیث و شراح اوسکے اسبات پر ہین کہ حدیث الانبیاء لایترکون اور ایسے ہی انا اکرم علے ربی الی اخرہا صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور ان حدیثون کی روایت کرنے والون مین کوئی ایسا ہی کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہی اور اگر یہ حدیثین صحیح ہون تو تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد ترک سے بے شغل رہنا ہی عبادت سے اور بعد گذرجانے مدت کے بھی قبر ہی مین مشغول نماز و طاعت حق تعالی و تقدس ہین بلکہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین آیا ہی کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے اوٹھایا نہ جاوے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار تعالی سے اپنی امت مین قیام قیامت تک رہنا مانگ لیا ہی تاکہ میری امت بحکم مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ نزول بلا و عذاب سے محفوظ رہے اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ استمرار و ہمیشگی قبر مین تحقیقت حیات حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور سارے انبیا علیہم السلام کو اصل حیات عند اللہ تعالی ثابت ہے جسپر سب کا اتفاق ہے واللہ اعلم روایت کرتے ہین کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اونکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگون کے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ آپ اہل شام سے جا ملیے تاکہ اس بلا سے آپ کو نجات ہو فرمایا کہ مین ہرگز روا نرکھون اسبات کو کہ اپنے دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایے کو چھوڑ دون اور قضیہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ مین حجرۂ مبارک سے اذان کا تین روز تک سننا مشہور ہے مگر وہ جو قونوی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین مین تشریف رکھنے کو ترجیح دی ہی آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اوسکا جواب یہ ہی کہ جب ایک ایک ادنی مومن کی قبر ایک باغچہ ہی باغچون جنت سے تو ضرور ہے کہ قبر شریف حضرت سید الاولین و سید الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو قبر شریف ہی مین تصرف و نفوذ سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین و جنت سے حجاب اوٹھ گیا ہو بغیر اسبابت کے کہ آپ ان سے نقل فرماوین اسواسطے کہ آخرت اور برزخ کے احوال دنیا کے احوال پر قیاس نہین کیے جاسکتے اور وہ جو اون دو باتون کی تطبیق مین ایک حضرت موسی علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاقات کرنا اونکے ساتھ آسمان مین تو نووی نے کہا ہے کہ انبیا علیہم السلام باوجود اسبابت کے کہ اونکا ٹھہرا آسمانون مین ہے کبھی اپنی قبرون کیطرف بھی نزول فرماتے ہین تو وہ شخص جو اونکے استقرار کا قبور مین دعوی کرتا ہی اسکے عکس کیطرف جاتا ہے اور کہتا ہے کہ باوجود اونکے قائم رہنے کے اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذی سے کہ اوس عالم مین اونکو عنایت کی گئی ہے سموات پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہہ سکتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کی وقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہے تو اس صورت مین حال فاعل سے ہے نہ مفعول سے پس استقرار آسمان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے نہ صفت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور شیخ ابن ابی جمرہ کہتے ہین کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہونکا احتمال رکھتا ہے اول یہ کہ اونکو اونکی قبرون مین آسمانون پر سے دیکھا ہو اور جائز ہے کہ حضرت حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو جیسا کہ اوسکے جواب نے فرمایا ہے کہ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فِی عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ یہ دو طرح کا احتمال رکھتا ہے ایک تو یہ کہ جنت و نار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے کہ رَاَیْتُ الْهِلَالَ فِی مَنْزِلِی مِنَ الطَّاقِ تو مراد موضع طاق ہے دوسری یہ کہ صورت جنت و نار کو اللہ تعالی نے عرض حائط مین متمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہے دوسری وجہ یہ کہ جائز ہے کہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام اجساد کو نہ دیکھا ہو بلکہ اونکی ارواح شریفہ کو دیکھا ہو اوکنھین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ کہ قادر مطلق جل وعلا شانہ اوس رات کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال کے واسطے انبیا علیہم السلام کو قبرون سے اوٹھا کر آسمانون پر لے گیا ہو تا کہ اونکی حیثیت سے حضرت کو

بشارت واسطے حاصل ہوا کوئی اور امر منظور ہو کہ آکو اوسپر اطلاع دین یہ ساری تحریر
ان مین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور قدرت کاملہ کی صلاحیت
انتہی اور جو کچھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود کے قبر شریف مین ہونا ثابت
کرتا ہے ازانجملہ وہ مشہور واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید کا ہے کہ سن پانچسو سات مین
ہوا یعنی سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا
سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا اپنا ہزار ... مدینے
مدینہ طیبہ مین اور اون دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کر کے اونکو جلوا دینا اور اسکے بعد حجرہ شریفہ
کے گرد خندق کھدوا کر سیسا گلوا کر اوسکو بھر دینا چنانچہ تفصیل اسکی ہمارے فضائل مسجد مدینہ مین ذکر ہو چکی
ہے اور اس قصے کو سارے مورخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور اون مورخین
مین بڑے بڑے علماے مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی
اور امثال اسکے علماے اعلام سے اور امام عبد اللہ یافعی لکھتے ہین کہ بعضے علماے اہل سنت نے
کہا ہے کہ سلطان نور الدین شمار کیا گیا ہے چالیس اولیا مین سے اور نائب اوسکا صلاح الدین
تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مین نے تواریخ ملوک کو تتبع کر کے دیکھا تو بعد
خلفاے راشدین اور عمر بن عبد العزیز کے کوئی بادشاہ نور الدین کے برابر نیک سیرت
نہین پایا اور مجھکو عجب ہے کہ اوسکے ترجمے مین اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم
بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ قونوی بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ انتقال سے
تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہو گیا ہے بلکہ درمیان ان کے
اور انکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہے کہ دوسری جگہ مین ثابت نہین
اسی طرح درمیان سارے قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہے
کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل اسکی
یہ ہے کہ سارے اوقات مین زیارت کا استحباب آیا ہے بعد اسکے بہت سے احادیث
اس باب مین نقل کر کے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ مردونکو
ادراک سماع حاصل ہے اور اسمین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت ہے کہ مشروط ہے

حیات سے کے ساتھ پس سچی مُردے زندہ ہین لیکن زندگی اونکی حیات شہداسے مرتبے مین کم ہے
اور حیات شہداسے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہے اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور
علما ہے وہی ہے جو تاج الدین سبکی سے نقل کیا ہے واللهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ وَاِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآلُ

فصل چونکہ اس مطلب کی تحقیق مین بیان بسط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کیطرف
جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا
موجب ہوگا وَمِنَ اللهِ التَّوْفِیْقُ **مبحث اول حدیث** اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ مین اشکال
مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف مین
رد سلام کے واسطے کسی ایک اُمتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی ہے اسبات پر
کہ آپ کی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہے اسواسطے کہ اگر آپ کی حیات دائم اور مستمر ہو
تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھہ معنی نہون گے کیونکہ معنی تو اوسکے یہی ہین
کہ سلام کے وقت پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہے کہ ساتھہ اوسکے رد سلام کرتے ہین
اور جواب اس اشکال کا علما نے بہت سی وجہون سے بیان کیا ہے ایک وجہ یہ کہ معنی
حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالی و تقدس پھیر لایا ہے میری روح کو مجھپر کہ مین رد سلام کرتا ہون
مگر اس وجہ مین بعض طالب علمون کو بسبب رعایت کرنے قواعد نحویہ کے گفتگو ہے کہتے ہین
کہ حاصل اوسکا لزوم اقتران حال ہے زمان فعل کے ساتھہ اسواسطے کہ وہ کلام چاہتا ہے
اسبات کو کہ رد سلام اور اعادہ آپ کی روح کا اُمتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہو
نہ پہلے اوسکے وفیہ مافیہ دوسری وجہ یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہے بلکہ عبارت
ہے روح اقدس واطہر و انور کے متوجہ ہونے اس عالم کیطرف شہود حق تعالی و مشاہدۂ ملاءاعلی
کیطرف سے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ کلام خطاب ہے اہل ظاہر کے فہم کے مقدار پر
کہ بیچارے مُردون کا تعبیر پھر آنے روح کے بغیر ممکن و متصور نہین ہوتا اور خلاصہ کلام کا کہنا یہ ہے
سُننے سے اور جواب اس اشکال کا بوجہ اتم و اکمل بایں طور ہے کہ اگر رد روح کا ظاہر ہی پر
حمل کرین تو بھی لازم آتا ہے کہ قالب شریف مین بقائی روح شریف دائم و مستمر ہو اسواسطے
کہ جب پہلے کسی اُمتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کیطرف جواب سلام

دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہوگا ورنہ لازم
آئے گا کہ بے حساب موتین طاری ہون اور اسبات کا کوئی قائل نہین اور کوئی عاقل
اسکا التزام نکرے گا اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہے ساتھہ اسکے کہ کوئی ساعت
ایسی نہین ہے کہ ایک امتی آپکا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو پس لازم آئیگا دوام حیات اور دوام
رد سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر ردّ روحی الی باقی جسدی
وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ نرہنے کا توہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے
علیّ روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہے ثبوت ہویّت و انانیت و ورود و نزول پر پس گویا
کہ روح عبارت ہے کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھہ اصل وجود حیات کے فلیفہم
بحث دوسری کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت
موسیٰ علیہ السّلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسیہی اور انبیا کو شب معراج مین اور حضرت
موسیٰ و حضرت یونس علیہما السّلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک پکارتے
چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ گویا مین موسیٰ کو دیکھہ رہا ہون کہ ثنیہ سے اوترا ہے
اور لبیک کہتا ہے اور اسی طرح فرمایا کہ گویا کہ مین دیکھہ رہا ہون کہ یونس لبیک کہہ رہا ہے
اور حال آنکہ نماز و حج وغیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف و امتحان کا
گھر ہے اور دار آخرت مین کسی قسم کی تکلیف و امر و نہی نہین ہے علما نے اس
سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دیے ہین اوّل یہ کہ یہان صلوٰۃ بمعنی ذکر اور دعا کے
ہے اور ذکر و دعا اعمال آخرت سے ہے دوسری یہ کہ انبیا علیہم السّلام افضل ہین شہدا سے
اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس پس حج و نماز کرنا اونکا کچھہ بعید نہین تیسری یہ کہ یہ انبیا
علیہم السّلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دکھائے
گئے اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانّی انظر الی یونس اور بعضے کہتے ہین کہ برزخ
مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہے اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین اور منقطع
ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھہ خاص ہے اور قیامت مین بھی جو منقطع ہے تو
تکلیف و امتحان ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ سید کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے جو بات
شتر اشت کے وقت پیدا کریں گے تو وہاں سنی تحمید کے سوا عبادت دخل کر لیا ہوئے
اس واسطے جاتا ہے کہ جن تشبیہ کے جو حدیث میں کہا گئے انظر ہو اور دو جواب لیا ہیں بعضے
کرتے ہیں کہ بیدار و یا کی خواب ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بینا انا نائم رایتنی اطوف بالکعبۃ
اور رویت خواب میں خارجی چیز کے دیکھنے کے حکم میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اخبار
اون چیزوں سے ہیں جو کچھ احوال انبیا علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے
ہیں اونکو آپ نے کمال تیقن سے حکم مشاہدہ اور عیان کا دے کر رویت اور نظر سے
تعبیر فرمائی ہے اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہیں کہ بعید نہیں ہے یہ کہ کہا جاوے کہ ارواح
مقدسہ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان بشریہ سے بمنزلہ ملائکہ کرام ہیں بلکہ اون سے
افضل اور جیسا کہ ملائکہ مختلف صورتوں میں متشکل ہو جاتے ہیں اسی طرح جائز ہے کہ ارواح انبیا
علیہم السلام بھی متشکل ہو جائیں اور ممکن ہے کہ یہ تصرف بعضے خاص بندوں کو حالت حیات
میں بھی ہو اور ایک روح چند بدنوں میں ہو اور سب میں ہو سکے تصرف کرے چنانچہ بعضے
محققین بیان حقیقت ابدال میں لکھتے ہیں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک اون میں سے ایک
جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اور پہلی جگہ اوسکے بدل اوسکی شبیہ مثال آتی ہے اور صوفیہ
قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم اور متوسط ثابت کرتے
ہیں اور اوسکا نام عالم مثال رکھتے ہیں اور اوس عالم کو عالم اجساد سے لطیف تر اور عالم ارواح
کثیف سے کہتے ہیں اور ظاہر ہونا ارواح کا صورتوں مختلف میں اور ظاہر ہونا حضرت جبرئیل
علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور
حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی الخلق ہے سب اوسی عالم مثال پر ہے اور اسی پر بنا
کر کے جائز ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام باوجود اسبات کے کہ چھٹے آسمان پر بیٹھے ہوں
اپنی قبر شریف میں بھی بصورت مثال متشکل ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونوں جگہ اونکو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعید نہیں ہے کہ بسبب عالم مثال کے بہت سے مسائل کا
جواب مشکل آسان ہے اور بہت سے اشکال اٹھ جاتے مثل بیان وصول ثواب اور اوسکے ماخذ

عرض خائط مین مثلاً متحمل ہوجاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہے کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا علیہم السّلام اور غیر انبیا کے موقوف ہے اِس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دیکھنے کی حضرت موسٰی اور حضرت یونس علیہما السّلام کو اوس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو روحانیات کے زمان و مکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اون ان کے مکان کے اور درمیان زمان و مکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہے کہتے ہین کہ اوس عالم مین زمانہ طرف ماضی و مستقبل و حال کے منقسم نہین ہے اور حالت ہونی یونس علیہ السّلام کی مچھلی کے پیٹ مین اور عبور کرنی موسی علیہ السّلام کی دریای نیل سے اور حالت وجود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک ہی ہے حالت رویت حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اون حضرات علیہما السّلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہے جو اون حضرات نے اپنی حیات مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اِس حالت کی اور پہچاننا اوسکا اعلیٰ وارفع ہے اس سے کہ اوسکے تمثیل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اونکو اونکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ اِن مباحث مین طول دینا اصل مقصود سے دور پڑتا ہے اس واسطے اتنے ہی پر اقتصار لازم ہوا وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَحْکَمُ

باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مین کہ واجب ہے یا مستحب و ربیان توسل واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب وجنت مآب کے علیہ وعلی آلہ الصّلوٰۃ والسّلام زیارت حضرت سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلّم کی باجماع علماے دین قولاً وفعلاً سب سنّتون سے افضل ہے اور سارے مستحبات سے موکد تر قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وہ سُنّت ہے جسپر سب کا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہے جسمین سب کی رغبت ہی اور بعضے علماے مالکیہ اوسکو واجب کہتے ہین اور دوسرے اس قول کے تاویل سنن واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ مراد سُنن واجبہ سے سنن موکدہ ہین نہایت تاکید کر اور اکثر علما اِس بات پر ہین کہ سنت زیارت بعد اداکرنے فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہے کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اوسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سیّد الرسل

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے قاضی ابو الطیب کہتے ہین کہ بعد حج وعمرہ کے مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہین کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہے کہ پہلے مکے مین آوے اور مناسک حج بجالاوے بعد اوسکے مدینے مین آوے اور زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے اور سارے مستحبات سے موکد قریب بدرجۂ واجبات ہے اور چار دن مذہب کے علمانے حج کے مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینۂ منورہ حج کی راہ مین پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینۂ منورہ کی زیارت کرے بعد اوسکے حج کرنے کو جاوے اور بعضے سلف باوجود اسبات کے کہ راہ حج مدینۂ منورہ کی طرف سے نہوتی اسپر بھی زیارت مدینۂ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے ٹھہراتے اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکۂ معظمہ زیارت مدینۂ مطہرہ کے مقدم کرنے مین کسی قسم کا خلاف نہین ہی اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعۂ شرع بیان کیا ہی مگر کتاب اللہ بس حق تعالی کے قول سے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ مین حاضر ہونے کی ترغیب اور اسبات کی ترغیب پر کہ اوس آستانہ شریف پر حاضر ہوکر سوال مغفرت کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار مانگین اور یہ ایک رتبۂ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات وممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپ کا امت کے واسطے بعد وفات کے وقت ملاحظہ کرانے ملائکہ کے ناجہای اعمال امت کو جیساکہ فصل سابق مین مذکور ہوچکا ہے ثابت ہے اور آپ کے کمال رحمت سے کہ امت کے حال پر ہے دل ہی امید ہے کہ آستانۂ شریف پر حاضر ہونے والے کے حق مین بہ نسبت اور ون کے استغفار نہایت ابلغ داو کد ہوتا ہوگا اور سارے علمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات وممات کا برابر ہونا اس آیۂ مجیدہ سے سمجھکر آداب زیارت مین حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضوری کے وقت پڑھکر طلب مغفرت اوس جناب رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایت اوس اعرابی کی

جولبعد آپ کی وفات فرمانے کے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور ومعروف ہے اور جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اوسنے یہ حکایت بھی نقل کی ہے اور اوسکے پڑھنے کا استحسان کیا ہے اور بہت سے ائمہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین مدینے مین حاضر ہوکر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہہ شریفہ مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالی نے ایک سچی کتاب آپ پر اوتاری ہے اور اوسمین فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الآیہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہون سے استغفار مانگتا ہون اور آپکی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہون پھر اوس اعرابی نے روکر یہ بیت پڑھی نظم یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۞ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ ۞ نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ۞ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ۞ پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اوسکے جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ تو اوس اعرابی کے پاس جا اور اوسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ وتعالی نے میری شفاعت سے اوسکی مغفرت کی اور اوسکے گناہون کو بخش دیا اور حافظ ابو عبد اللہ مصباح الظلام مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرا دیا اور خاک مین لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہمنے آپ سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالے سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور ازانجملہ اوسکے کہ آپ پر اوترا ہے یہ آیت ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجیے قبر مبارک مین سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ اور مگر وارد ہوا سنت کا باب زیارت مین وہ احادیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے

ہر سنت صحیحہ متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب میں وارد ہوئی ہے زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب میں کافی ہے کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہے اوسکی زیارت بطریق اولی مستحب ہوگی اور اجماع امت فضیلت زیارت قبر شریف اور اوسکے استحباب پر بھی مذکور ہوچکا ہے ولیکن اختلاف مادۂ نسا میں ہے بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو زیارت قبور جائز نہین کیونکہ اونکی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبوںؓ کی مرد و عورت سبکو عموماً مستحب ہے اور عموم نہی جو زیارت نسا مین وارد ہے ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہی سابق حدیث نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الخ سے منسوخ ہوگئی اور مشہور یہ کہ متاخرین ایمۂ شافعی سے ہین اولیا و صالحین کے قبوروں کو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین اور ثبوت زیارت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کا شہدائے احد کو اور تشریف لیجانا اونکا سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فضل بقیع مین مذکور ہوچکا ہی اور وارد ہوا روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکہ معظمہ مین زیارت کی موید قول مشہور ہی واللہ اعلم اب رہا قیاس وہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع اور شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرون کی قبور کی زیارت مستحب ہوئی تو زیارت قبر مبارک سلطان زمین و زمان سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم صاحب المناقب والمعجزات بطریق اولی مندوب و مستحب ہوگی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ زیارت قبور سے مقصود فقط تذکر آخرت ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے زوروا القبور فانھا تذکرکم الآخرۃ اور کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا و استغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اوٹھانا ہوتا ہے اہل قبور سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام کہتے ہین کہ جس کسی سے کہ اوسکی حالت حیات مین نفع اوٹھاوین اوس سے بعد اوسکے مرنے کے بھی تبرک و انتفاع لین امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسی کاظم

سلام اللہ علیہ کی قبولیت دعا کے واسطے تریاق اعظم ہے اور بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ مین نے
چار آدمیون کو اولیاے کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین
جیسا کہ حالت حیات مین رکھتے تھے یا زیادہ اون سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کیے ہین اور بعضے علماے
مذہب نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے مین خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین بن ہمام
نقل کرتے ہین واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا مزار مقدس حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم اور مزارات جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت
ہے امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنیٰ کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم السلام
کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہے انتہی اور کبھی زیارت
قبور واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ میت انس
حالت میت اوسوقت ہے جبکہ کوئی اوسکے آشناؤن مین سے اوسکی قبر کی زیارت کو آوے
اور اسبات مین احادیث بہت وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہے کہ مَنْ زَارَ قَبْرَ
أَبَوَيْهِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ أَوْ أَحَدِهِمَا كُتِبَ بَارًّا وَإِنْ كَانَ فِي الدُّنْيَا مَا قَبْلَ ذٰلِكَ عَاقًّا اور
قبر مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل
ہین اور امام مالک سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی یہ کہے
زُرْنَا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور اس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہے عبد الحق
صقلی کہتے ہین کہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ زیارت ایک فعل ہے کہ کرنا اور نکرنا اوسکا برابر ہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہے اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہے کہ یہ کراہت
زیارت کی اضافت قبر کیطرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہے تو کچھ کراہت نہین اور قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے
مکروہ ہے وہ یہ کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ
أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ اور اصل زیارت اگرچہ اس قبیل سے نہین ہے لیکن اوس سے زبان کے نگاہ
رکھنے مین احتیاط ہے جیسا کہ طریقہ امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا

حدیث میں اسباب کا منافی ہے سبکی کہتے ہیں کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہونچی
ہوگی یا خود محذور قبور غیر نبی میں ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ
وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کہے زُرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو میں مکروہ رکھتا ہوں
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم اعلیٰ ہیں اس بات سے کہ انکی زیارت کیجائے
اور بھی ابن رشد کہتے ہیں کہ وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات
میں ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تر ہیں ہر زندہ سے سوائے اللہ کے اور بعضے
کہتے ہیں کہ زیارت اکثر اوقات و اغلب احوال میں مردے کو نفع پہونچانے کے واسطے
ہوتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ایسی نہیں ہے بہر تقدیر منع اور کراہت
راجع باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہے اور دوسروں کے نزدیک مختار عدم کراہت
اور یہی قول ہے

فصل اور مگر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
اور شد رحال کرنا یعنی لادو پھاند کر جانا اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کو پس ہرگاہ کہ زیارت قبر
شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی اسکو لازم ہے اور یہ بھی ثابت ہے
کہ دلیلوں میں عموم ہے اور ان سے قرب و بعد کا تعین استثنا نکلتا ہے اور مگر حدیث
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مراد اس سے سوا ان تین مساجد ثلثہ کے اور کسی
مسجد کی طرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہے چنانچہ قاعدہ نحوی استثنا مقتضی ہے اور قاعدہ
نحوی یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ میں واجب ہے کہ مستثنیٰ کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر
کی سوا ان مساجد کے لازم نہیں آتی ہے اور کیونکر ہو اور حال آنکہ سفر حج اور سفر جہاد اور سفر
ہجرت واجب ہے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور مشروع
ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس
فرمانے سے یہ ہے کہ قربت مقصودی کسی مسجد کے قصد میں نہیں ہے سوا ان مساجد ثلثہ کے
یعنی مسجد حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ اسکے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد
مسجد شریف لازم ہے کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی میں مزار شریف واقع ہے اور
واقع ہونے سے دونوں امر میں مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تعظیم بجالاتا جیساکہ حالت حیات مین آپکی ملازمت حاصل کرنے کا قصد کرین نہ فقط تعظیم قبر شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور طرف مطلقاً ممنوع نہین ہے بلکہ اگر ممنوع ہے تو باعتقاد تعظیم و فضیلت و مضاعفت ثواب ہوا کرتا ہے اسطرح اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہین اور جو مقالات ان مساجد فاصلہ کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کرکے پیادہ و سوار جانا درست ہے کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہے دور و دراز جانے کو جیساکہ بعضے علما نے کہا ہے اور جمہور علما اسبات پر ہین کہ نذر ساتھہ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے مطلقاً جائز رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بغیر شد رحال کے ہے تو جائز اور اگر نہین تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم ہوگا یا نہین فرمایا لازم ہوگا اور وہ فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہے کہ نماز اس مسجد کی عمرے کے برابر ہے اور وارد ہوا ہے کہ دو رکعت اوس مین افضل ہے ہزار رکعت سے مسجد اقصی مین اور ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ اور مروی ہے قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون مین سے ہوتی تو اوسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور نہ مذکور ہونا اس مسجد کا مساجد ثلثہ کے ساتھہ حکم مذکور مین ہے کیونکہ مدینے سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اوس سے علیحدہ نہین پایا کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہہ مذکور ہوچکین ہین پس اوسی پر اکتفا کرکے اوسکو ان مساجد کے ساتھہ مذکور نہین کیا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور جو کوئی نذر مانے ساتھہ زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوسکے وجوب و فا مین کسی کا خلاف نہین اور سوا آپکے اور کسی کی زیارت کے ساتھہ نذر ماننے مین خلاف ہے اور مسافرت اختیار کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے بہت ثابت ہے ازانجملہ اوسکے حکایت ہے حضرت بلال موذن رضی اللہ عنہ کی آنے کی شام سے مدینہ طیبہ مین

روایت ہے کہ حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہین آتا بلال رضی اللہ عنہ اوسی وقت خواب سے بیدار ہوکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے اور مدینہ منورہ مین پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہوکر بہت روئے اوسوقت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے اون دو صاحبزادوں کو گود مین لیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے رحلت اس جہان سے فرمائی تھی لوگون نے چاہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دلوا دین تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام سے اسبابین کہلوایا جاے کہ صاحبزادون کی فرمائش کرنے سے ناچار ہوجائین گے اذان کہنی پڑے گی ورنہ انھون نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے واسطے اذان نہین کہی ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رحلت فرمانے کے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال تم ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ مین آزاد کیا آیا اپنے واسطے کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ خدا کے واسطے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے طور پر رہون مجھے اب طاقت نہین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر کسی کے واسطے اذان کہون یہ کہہ شام کو چلے گئے اور وہان سے بقصد زیارت مدینۂ طیبہ مین آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے اذان کہنے کی فرمائش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہوکر مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین کھڑے ہوکر اذان کہا کرتے تھے اوسی جگہ کھڑے ہوکر کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ آدمیون مین ایک شور پڑ گیا گویا کہ تمام مدینہ جنبش مین آگیا اور جب کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اور زیادہ تزلزل ہوگیا اور رونا پیٹنا شدت سے پڑ گیا پھر جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو ایک اور ہی

قیامت قائم ہوگی کوئی مرد و عورت اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین ایسا نتھا کہ اپنے گھر سے روتا
چلاتا باہر نکل آیا ہو گویا روز مصیبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت
کرتے ہین کہ حضرت بلال اوسوقت کمال تنگی دل اور بیقراری اور فرط غم اور وفور الم سے
اذان تمام نکر سکے اور کوٹھے سے نیچے اوتر آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس والون کے ساتھہ مصالحہ
کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہو کر تشریف اسلام سے مشرف ہوے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اونکے اسلام لانے سے نہایت خوش ہوئے
اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ اے کعب تمہارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھہ مدینے چلو اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نَعَمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَا
اَفْعَلُ ذٰلِكَ پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے مین پہونچے تو سب
کامون سے پہلے مزار معلائے سلطان انس و جان پر حاضر ہو کر سلام سے مشرف ہوئے
اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاہُ اور موطا امام مالک مین بھی یہ روایت
مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے
دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر شریف پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِیِّ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ اور مسند امام اعظم مین حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ قبر
شریف نبوی پر قبلے کیطرف سے آوے اور پیٹھ قبلے کیطرف کر کے کھڑا ہو اور کہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منھہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اوسکی گردن پکڑ کر کہا کہ تو جانتا

ہے کہ یہ کیسا فعل تجھ سے ہو رہا ہے اوسنے کہا چھوڑ مجھے میں تجھ پر تہمت رکھتے ہوں بلکہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک پر میرا منہ ہے اور کہا کہ میں نے سنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتے تھے کہ رو دو تم دین پر اوسوقت کہ نا اہل صاحب ولایت ہو جاوے رضی اللہ عنہ والہ
اور عمر بن عبد العزیز شام سے قاصد بھیجتے تھے کہ حضور رسالت پناہ میں اونکا سلام پہنچاوے
اور یہ فعل اونکا صدر زمان تابعین میں تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہے آپ یا وہ جو حسن
بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد
کھڑے دیکھ کر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید
نہ ٹھہراؤ اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور جہاں کہیں تم ہو وہاں سے مجھپر درود بھیجو تحقیق
تمھارا درود پہونچتا ہے اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ اونھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
شریف پر آتا ہے اور دعا کرتا ہے اوسکو منع فرمایا اور اسی حدیث مذکور کا مضمون اوسے سنایا
اور وہ جو دوسری روایت میں آیا ہے کہ سہل بن سہیل کہتے ہیں کہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے
سلام کو آیا اور حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی
اللہ عنہا کے گھر میں تعشی کرتے تھے مجھے بلایا مگر مجھے بوجہ اوسوقت کھانے کی طرف رغبت
کم تھی نہ گیا فرمایا کہ قبر شریف کے پاس کیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہاں سے ہٹو
اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور
جو اندلس میں ہے دونوں برابر ہیں قرب میں اور جو مثل اسکے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
سے نقل کرتے ہیں ان سب کا جواب یہ ہے کہ شاید اوس شخص نے جسکو ان اماموں نے منع
فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اوسمیں بناوٹ کا اثر پایا اس منع سے ان حضرات
کو تعلیم و تنبیہ اصحاب کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی میں قرب اور بعد مسافت ایک ہی ہے
چنانچہ کسی نے کہا ہے شعر در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست ۔ می بینمت عیان و دعا می فرستمت
اور امام مالک کے مذہب میں قبر شریف کے پاس بہت ٹھہرنا مکروہ ہے خصوصاً اہل مدینہ کو واسطے
اصل زیارت کا اور قبر شریف پر حاضر ہونیکا اور اوس مقام معلی میں ٹھہرنے کا ہمیشہ نہیں سکتا

اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اوس اسطوانہ کے پاس جو روضۂ شریف سے ملا ہوا ہے کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہ ہے سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتے ہین کہ پہلے حجرہ شریف کے داخل کرنے سے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانے مین کھڑے ہونے کی جگہ سلام کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرہ مبارک کے سامنے دیوار مین بٹھلائی ہے چنانچہ باب زیارت مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لاتجعلوا قبری عیدا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے نہ ٹھہراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لاتجعلوا بیوتکم قبورا سے مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے گھرون مین بغیر طاعت و عبادت کے بیٹھے مت رہا کرو اور اپنے گھرون کو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ جیسے قبرون مین مردے پڑے رہتے ہین بے طاعت و عبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو ان اقوال شریفہ کا حمل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا منذری نے کہا سبکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہے زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعیین روز و وقت ہوتا ہے بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہے یا مراد تشبیہ ہے عید کے ساتھ اظہار زینت و اجتماع وغیرہ مین کہ عید مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیے یہ ہے کہ زیارت و سلام و دعا پر اکتفا کرین انتہی اس جگہ سے لازم نہین آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل دعا و کثرت تضرع و التجا مین کسیطرح کی کراہت ہو فیالہا من سعادۃ رزقنا اللہ اجمع الیہا ونسألہ الاعادۃ

فصل اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور تشفیع لانا جناب الہی مین چاہیے ہے یا نہین سو تحقیق اوسکی یہ ہے کہ وسیلہ ٹھہرانا اور تشفیع لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب باری مین اور طلب امداد اوس جناب سے کرنا فعل انبیا و مرسلین اور سلف و خلف صالحین ہے کیا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ مین بھی

اور عالم برزخ میں بھی اور عرصۂ قیامت میں بھی کہ انبیای مرسل کو وہاں دم مارنے کی تاب نہوگی ا
ہمارے حضرت سرور عالم سزاوار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرماوینگے
اور اولین و آخرین کو مستغرق بحار رحمت و نعمت کرینگے اور باب استمداد میں و من خیانا عالم و
عالمیان ما آپ سے ان چاروں موطن میں اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں پہلی موطن میں تو از جملہ
اخبار و احادیث یہ حدیث ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ
علیہ السلام سے وہ خطیہ صادر ہوا تو اپنی توبہ قبول ہونے کے واسطے یہ کہا کہ یا رب
اسئلک بحق محمد ان تغفر لی درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان آیا کہ تو نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حال آنکہ ابتک میں اونکے جوہر روحانی کو صدف جسمانیت میں
نہیں لایا اونھوں نے عرض کیا کہ جبدن تو نے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میرے قالب
بشری میں پھونکا تو میں نے قوائم عرش پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اوس دن میں نے پہچانا کہ یہ تیرا ایندہ محبوب ترین خلق ہے تیرے نزدیک اور مقرب ترین تیری
درگاہ کا فرمان آیا کہ اے آدم تو اوسکو ہماری درگاہ میں اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہے
میں نے گناہ بخشے اے آدم اگر محمد نہوتا تو ہم تجھے پیدا نکرتے اور بعضی روایات میں آیا ہے
کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی چنانچہ آیۂ کریمہ فتلقی آدم
من ربہ کلمات فتاب علیہ اوسپر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھے الٰہی بحرمت محمد
اغفر لی سبکی کہتے ہیں کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ
وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہیں اور افعال انسان قصور و نقصان سے متصف ہوا
کرتے ہیں درست و جائز ہے تو شفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت حبیب رب العالمین کو
محب و محبوب حضرت غافر الذنوب جل و علا ہیں بطریق اولی ہوگا شعر یا اکرم من توسل بہ
من الوجوہ بہ سوالک عند حلول الحادث العمم + اور کہ وہ سرا موطن یعنی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا آپ کی مدت حیات دنیا میں وہ اتنے بار
واقع ہوا ہے کہ حصر سے زیادہ ہے خبر میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے حضرت صلی اللہ
آلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجے کہ حق سبحانہ

بخشے عافیت عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بصارت چاہتا ہے تو مین دعا کرون اللہ
تعالی تجھے بینا کر دے اور اگر اجر چاہتا ہے تو صبر کر کہ یہ تیرے حق مین بہتر ہے اوس نے
عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یا رسول اللہ فرمایا وضو کر اوسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اللّٰھم انی
اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّہْتُ بِکَ
اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن
صحیح غریب اور بیہقی بھی اسکی تصحیح کرتے ہین اور آخر مین اسکے اتنی عبارت اور بھی زیادہ
کرتے ہین فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وفی روایۃ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَءَ اور اخبار باب توسل
اور استمداد اور باب حاجات مین اوس جناب عالم و عالمیان آپ سے حساب ثابت ہین
اور ملکر تیسرا موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا اور آپ کو
شفیع لانا بعد آپ کے رحلت فرمانے کے اسمین بھی بہت سے آثار وارد ہوئے ہین طبرانی
معجم کبیر مین حضرت عثمان بن حنیف سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حاجت تھی اور وہ انہوں نے تھی اور حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مطلق التفات اوسکی طرف اصلا نہ تھی وہ شخص انکے پاس
آیا یعنی حضرت عثمان بن حنیف کے اور اسنے اوس حاجت کے روا ہونے کی تدبیر
پوچھی اونہون نے کہا کہ تو وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اَللّٰھُمَّ
اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ
یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی لِیَقْضِیَ حَاجَتِی بعد اسکے اپنی حاجت عرض کر اوس
شخص نے موافق اونکے فرمانے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے
در دولت پر گیا دربان نے آگے بڑھکر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کے حضور مین لے گیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس شخص کو اپنے
فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہے اوسنے جو حاجت بیان کی آپ نے
روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہو کرے تم ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا
کرین گے وہ شخص بہت خوشحال ہو کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلکر

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ تمکو جزائے خیر دے
شاید تم نے کچھ میری حاجت روائی کے باب میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ وہ اس طرح مجھ سے پیش آئے اور اس سے پہلے اصلا وہ میری طرف متوجہ نہوتے تھے
حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ واللہ میں نے تمہارے باب میں حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں کہا سوا اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا تھا
کہ آپ کے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور اوسنے اپنے بینا ہو جانے کے باب میں آپ سے
دعا چاہی اور ساری اوس حدیث سابق کو ذکر کیا پس میں نے اوسپر قیاس کیا کہ توسل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضائے حاجت اور سبب انجاح مرام ہے اور قاضی عیاض مالکی
رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا میں لاتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں درمیان ابوجعفر خلیفہ اور
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنائے گفتگو میں ابوجعفر کی آواز
کچھ بلند ہوگئی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کیوں آواز بلند کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی کتاب عزیز
میں ایک قوم کو ادب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہے اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى الآیہ اور تو اسبات کو جان لے کہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہے جیسے آپ کے حالت حیات
میں تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع و خضوع اوسپر طاری ہوا اور
کہنے لگا کہ یا ابا عبداللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیطرف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منھ پھیرے گا اور حال یہ ہے کہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہے اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی
خدا تعالیٰ کی درگاہ میں پس تو اونکی طرف منھ کرکے طلب شفاعت کر تاکہ وہ تیرا
شفیع ہو جاوئے اور آگے باب آداب زیارت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف منھ کرنے
اور آپ کو وسیلہ ٹھہرانے اور آپ کے حضور میں دعا کرنے کا استحباب اور مضمون عنایت کرنے

کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اور پہلے ذکر قبر حضرت فاطمہ بنت اسد ام علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا مین مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی قبر مین
اوترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی اس حدیث مین دلیل ہے توسل کے دونو
حالتون مین بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات مین اور بہ نسبت اور انبیا
علیہم السلام کے بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے توسل
جائز ہوگا تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطریق اولی جائز ہوگا بلکہ ساتھ اس
حدیث کے اولیای کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد وفات ہو قیاس کرین تو دور نہین بات
مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو تو البتہ جائز نہو گا مگر ایسی دلیل
کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
استسق لامتک فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع
توسل طلب دعا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالی وتقدس سے عرض
کرکے اس حاجت کو روا کروادین جیسا کہ حالت حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون عبارت
یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اسی بات کا مشعر ہے فافہم
اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینے والون کو قحط شدید آیا لوگ حضور حضرت
عائشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور ایک
کھڑکی حجرہ مبارک مین آسمان کیطرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز
حائل باقی نرہے لوگون نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپ کی برکت
شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا یہان پر ایک بات سمجھا چاہیے وہ یہ کہ حضرت
جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اسمین ایک رمز ظاہر ہے
اسبات کیطرف کہ موجب فتحیاب مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا وسوال ہے

درگاہ جناب باری جل جلالہ مین اوراسی قبیل سے ہے سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ کہا واسطے اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ اور مکرر جو تھا موطن یعنی حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ سارے عالم کا بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی
اخبار متواترہ سے ثابت ہے اور علما کا اجماع اسپر منعقد ہے اور صالحین کے ساتھہ بھی جو
اوس جناب سے علاقہ رکھتے ہین توسل کرنے مین اخبار و آثار ثابت ہوئے ہین چنانچہ
قصہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طلب باران کرنے کا بتوسل حضرت
عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسبات کا مثبت ہے بخبر
صحیح مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور امساک
باران ہوتا تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران مین حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے
جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھہ توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ مین اونکی
قبولیت دعا و مغفرت کے واسطے اونکو وسیلہ ٹھہراتے تھے اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھہ
توسل کرتے ہین ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت مین حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا ہم تجھسے پانی مانگتے ہین
میرے پیغمبر کے چچا کے وسیلے سے اور اونکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی مین شفیع لاتے ہین اور اوسوقت
حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی دعا مین یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف توجہ لائی ہے اوس
قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھہ ہے خداوندا مجھے اس قوم کے آگے
شرمندہ نکر تا اسی معنی مین کہا ہے عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے شعر بِعَمِّي سَقَى اللهُ الْحِجَازَ
وَاَهْلَهُ . عَشِيَّةَ يَسْتَسْقِي بِشَيْبَتِهِ عُمَرُ ۔ ۲ ۔ درحصول مطالب مین کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مرقد
منور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محتاجون اور مسکینون کو ہوئے ہین اخبار و آثار
بہت آئے ہین محمد بن منکدر کہتے ہین کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت
رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اون سے کہہ گیا کہ اگر تمکو حاجت پڑے تو اسمین سے خرچ کرنا میرے
باپ نے وہ سب اپنی حاجت مین خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا تو اوسے

اپنے دینار طلب کیے اور میرا باپ اوسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے
اوس سے کہا کہ تو کل میرے پاس آنا میں اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے
مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شب باشی اختیار کی اور حال اونکا یہ تھا کہ غایت
اضطراب سے کبھی حضور شریف میں جاتے تھے اور کبھی منبر شریف کے پاس آکر
استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اتنی دینار کی تھیلی
اونکے ہاتھ میں دے کر چلا گیا اونہوں نے صبح کو یہ اتنی دینار اوسکو دیے اور زحمت مطالبہ
سے خلاصی پائی اور امام ابوبکر بن مقری کہتے ہیں کہ میں اور طبرانی اور ابوالشیخ یہ تینوں
آدمی حرم شریف مصطفوی میں تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اوسی حال میں دو دن
گذر گئے جب عشا کا وقت پہنچا تو میں نے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ
الجوع اور اسکے سوا کوئی کلمہ نہیں کہا اور پھر کر چلا آیا اور میں اور ابوالشیخ سو رہے اور
طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنے کا انتظار کرتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ
کھٹکھٹایا اور اوسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک زنبیل تھی کھانے
سے بھری ہمنے دروازہ کھول دیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اوسنے کھایا اور جو کچھ
کھانے سے باقی رہا وہ سکو ہمارے پاس چھوڑ کر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید
تمنے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اسوقت میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو کھانا
کھلا آؤ اور ابن جلا کہتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا تو مجھپر ایک دو
فاقے گذرے میں نے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ اَنَا ضَیْفُکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بعد اوسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے
ہاتھ میں ایک روٹی عنایت کی میں نے آدھی خواب ہی میں کھائی جب بیدار ہوا تو دیکھا
کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ میں باقی ہے اور ابوبکر اقطع کہتے ہیں کہ میں مدینے میں
آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہیں ملا میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا
اَنَا ضَیْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بعد اوسکے میں سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت

سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں اس عنوان پر کہ ابو بکر صدیق رضی آپ کے داہنے ہیں اور عمر فاروق رضی آپ کے بائیں اور علی مرتضیٰ رضی آگے آگے ہیں علی مرتضیٰ رضی نے مجھ سے فرمایا کہ اوٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں میں نے اوٹھکر آپ کے دونوں چشم مبارک کے بیچ میں بوسہ لیا آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی میں نے کھائی جب میں بیدار ہوا تو میں نے ایک ٹکڑا اوسکا اپنے ہاتھ میں پایا اور احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ تین مہینے تک میں جنگلوں جنگلوں گھومتا تھا اور میرے بدن کا چمڑا سب پھٹ گیا تھا میں مدینے میں آیا اور مزار متبرک پر حاضر ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونوں صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اوسکے بعد سو گیا دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھسے فرماتے ہیں کہ احمد تو آیا کیا حال ہے تیرا میں نے عرض کیا اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِیْ ضِیَافَتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ نے فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول میں نے ہاتھ کھولا آپ نے چند درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیے میں بیدار ہوا تو دراہم میرے ہاتھ میں تھے میں نے بازار میں جاکر فطیرہ و فالودہ خرید کر کے کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہیں اکثر اونمیں سے مشائخ صوفیہ سے منقول ہیں کہ محرمان اسرار و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم اور اکثر اونمیں جو کھانے پینے سے متعلق ہے تو آپ بنفس نفیس اوسکے متکفل ہوئے ہیں یا کسی کو اہل بیت میں سے حکم دیا ہے اور بیگانے کو نہیں بھیجا جیسا کہ مقتضای کرم ہے شعر گر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری + بدین درگاہ بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن

شعر حَاشَاہُ اَنْ یُحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ + اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمٍ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا تتمہ یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ ان چار مواطن میں پہلا موطن اوس جناب عالم و عالمیان مآب کے ساتھ خاص ہے یعنی جیسا کہ توسل کیا گیا آپ کی روح مبارک کے ساتھ قبل آپ کے خلعت جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی روح شریفہ کے ساتھ وقوع میں نہیں آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں اور نہ وارد ہوا نص کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور

اسباب مین کفایت کرتا ہے مگر توسل اون جناب سے ساتھ نشای حیات دنیا مین خاص ہو کہ آپ کے خصائص سے نہین ہے بلکہ آپکے بعضے تابعین کو بھی کہ آپ کے شرف اتباع اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہے اور ثبوت کرامات اور تصرفات غیر متناہیہ ان حضرات کا تکوینات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہے اور توسل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیہ طلب باران مین بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالم کا اسمین خلاف معلوم و متحقق نہین ہے اور اسی طرح توسل اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور اولیا سے اُمت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی کتابون مین مذکور ہے اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ اور موطن قبر مین وہ بھی حضرات انبیا علیہم السّلام کے ساتھ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحا سے اُمت کے ساتھ بھی جائز ہے واللہ اعلم اس جہت سے کہ حالت حیات مین تو جواز توسل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہے اور سبب ایمان و عمل صالح و حسن اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت خدا سے تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد مرنے کے بھی اونکے ساتھ توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ساتھ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال و دعا ہے جناب باری سے بواسطہ اوس محبت و کرام کے جو اوس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہی یا اوس بندے کی روح سے طلب و التماس ہے اسبات کی کہ حضرت حق تعالی و تقدس کی جناب مین بوسیلہ اپنے قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہے اوسکی ذات باقی ہے بخلاف پہلے موطن کے باکہ نہ وارد ہونا نص کا اوسکے منع پر کافی ہے ہان اگر کوئی دلیل قاطع قائم ہو اسبات پر کہ سوا انبیا علیہم السّلام کے اور کسی کے ساتھ توسل کرنا درست نہین تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے انبیا علیہم السّلام کے اور کسی کی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہین گے کہ بقا اوسکا ان لوگون مین جو بشارت مین خصوصًا و عمومًا یقینی ہے پس توسل اونکے ساتھ جائز ہوگا

اور اس میں تفرقہ کا قائل کوئی نہیں ہے ساتھ اسکے کہ وارد ہونا اخبار و آثار صحیح کبارے
کہ ارباب کشف و شہود و محرمان اسرار عالم مثال میں اس شبہے کے ماوراے کا جا ہم ہیں ہاں
بعضے فقہا کو اس مسئلے میں گونہ خلاف ہے ولیکن حق مستحق ایسا ہی کا ہی کہ اوسکی اتباع کیجائے واللہ اعلم

باب سولھواں ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مدینہ
منورہ کی اقامت اور مع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے میں والسلام چونکہ قصد زیارت ایک سفر
مخصوص ہے تو ضرور ہیں آداب متعلقہ سفر بعضے اون میں سے متعلق ہیں مطلق سفر کے ساتھ جیسے
استخارہ کرنا اور شروع سفر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور عیال
کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیوں کو وداع کرنا اور دعائیں
اپنے ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل میں اوترتے وقت مسنون
و ماثور ہے اور سارے آداب جو ابتدا سے سفر اور وسط راہ میں وصول مقصد تک اور وطن کو پھر
آنے تک مستحب و مسنون ہیں یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین میں ذکر کیے ہیں جو ہماری
کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ ہے اسی جہت سے یہاں اوسے چھوڑکر آداب کے ذکر پر اقتصار کیا
جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص ہیں از جملہ اون آداب کے جنکی سب سے زیادہ رعایت
درکار ہے نیت خالص کرنا ہے کیونکہ اوسی پر سارے اعمال و افعال کا وارو مدار ہے فمن کانت
هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله الحدیث اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت میں نیت تقرب الی اللہ ہے اور گویا تقرب و توسل اعلی و اکمل ہوگا حبیب رب العالمین سید
المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں حاضر ہونے سے من يطع الرسول فقد اطاع
الله وان الذين يبايعونك انما يبايعون الله اور مستحب ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی میں حاضر ہونے کو بھی مقصود و ملحوظ
رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے
کہ اس مسجد شریف کیطرف شد رحال کرنے میں اور اس مسجد شریف میں نماز پڑھنے
باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور شیخ الحنفیہ کمال الدین ابن الہمام بھی
مشائخ سے ایسا ہی نقل کرتے ہیں ولیکن بعد اوسکے کہتے ہیں کہ اولی تجرید نیت ہے زیارت

کے واسطے یعنی فقط حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جاوے اور بعد پہونچنے اور حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کرلے یا دوسرے سفر میں دونوں کی نیت بجالاوے اس صورت میں شان زیارت کی تعظیم و اجلال بہت ہے اور بہت موافق ہے حدیث شریف تعملہ حاجۃ الا زیارتی کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت کو منافی نہیں ہے کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنی اور اوس میں نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپ کے حکم سے عین ملاحظہ اور مشاہدہ ہے آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل اون حاجات کے نہیں جنکا عمل میں لانا سعادت شفاعت کے حاصل کرنے میں کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے متمات سے یہ ہے کہ نیت اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور تعلیم و تعلم خیر اور ذکر الٰہی اور کثرت درود و ختم قرآن میں مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ مطہرہ میں پہونچنے سے پہلے نیت مسجد کی کرے تو اوسکے ثواب نیت پانے میں کچھ شبہہ نہیں ہے اور از جملہ آداب سفر زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش خروش اور کمال شوق و ذوق کے ساتھ دریاے محبت محبوب رب العالمین میں مستغرق عبادت و طاعت الٰہی میں مشغول شوق وصل میں چور فرح و سرور سے معمور حسن اخلاق اور کثرت خیرات میں ڈوبا ہوا ذاکر و شاغل فرحان و شادان بغیر کسل و ملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی ہوجاوے مصرعہ اور بچشم پاک توان دید چون ہلال ؎ ہر دیدہ جاے منظر آن ماہ پارہ نیست ؎ مصرعہ پاک شو اول و پس دیدہ بران پاک انداز ؎ اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہے کہ اس راہ میں اکثر احوال بلکہ سارے اوقات میں سواے اداے فرائض و قضاے ضرورات کے برعایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب میں لکھی جائینگے شوق و حضور و طہارت و لطافت کے ساتھ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کرے کہ اس باب میں بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہے اور اگر خدا چاہے تو اوسکے وسیلے سے زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصاً اوقات متبرکہ میں جیسے صبح کی نماز کے بعد اور خصوصاً مدینہ منورہ کے پاس پہونچکر حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ فرشتوں کا فقط

حضرت سید الانام
علیہ الصلوۃ والسلام کے واسطے مخلوق کیا ہے کہ قاصدین زیارت جو راہ میں صلوۃ وسلام
فلان حضور کے زیارت کو آتا ہے اور یہ تحفہ سلام پیش پہونچاتا ہے اور غور کرنا چاہیے
کہ کون سی سعادت اس سے بڑھکر ہوگی کہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام حضور مجلس پر نور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ذکر کیا جائے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جتنے
مساجد محمدی اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اون سب کی زیارت و تتبع کو لازم
وقت جانے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ طیبہ مطیبہ مطہرہ زادہا اللہ تشرفا و تعظیما
و تکریما کے قریب پہونچے اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع و خشوع و تضرع و حضور
بڑھاوے اور بتصور حصول مقصود و وصول بلوغ بغایت مطلوب و محبوب کمال فرحت و سرور
و نشاط پیدا کرے شعر واعظم ما یکون الشوق یوما ٭ اذا دنت الخیام من الخیام
شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ٭ آتش شوق تیز تر گردد ٭ خبر مین آیا ہی کہ جب زیارت کا
قصد کرنے والا مدینۂ منورہ کے قریب پہونچتا ہے تو فرشتے ہدایای رحمت ساتھ لے
اوسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین اوسکے شامل حال کرتے ہین اور
طبقہاے انوار حضور و سرور اوسکے نثار وقت کرتے ہین شعر ہر دمم از دل سروری تازہ
سر بر میزند ٭ غالبا روز وصال یار نزدیک آمدست ٭ اور چاہیے ہے کہ بعد مجاورہو جاوے
منزل شریف کے ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہے اور نشانہ
آثار و علامات مدینہ مطہرہ سے مثل اون پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اوسکے واقع ہین
اور علیہ شوق زیارت و عظمت پیغمبر سے کہ باطن سے منبعث ہی ایک حالت عظیم پیدا ہو جاوے
اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن ہے ساتھ محافظت اعضاے ظاہرہ
کے گناہون سے اور جاری رکھنا ہے زبان کا صلوۃ وسلام مین ساتھ تفکر کرنے کے
ملاحظہ عظمت وجلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پر ورد وجاری رہے اور دل مین
طاری ہوا اور باز رہنا ہے آواز بلند سے کہ طریقہ عوام ہے لیکن اگر کمال مراقبہ کسی
ہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقہ اتشبہ اہل دل ہاتھ سے نہ

بھی جب دوام و استقامت قبول کرے گا تو البتہ اوس حالت تک یا اوس حالت کے قریب تک پہونچا دے گا انشاء اللہ تعالی چنانچہ بعضون نے کہا ہے **شعر** یَا صَاحِبَیَّ هٰذَا الْعَقِیْقُ فَقِفَا بِهِ مُتَوَالِهًا اِنْ کُنْتَ لَسْتَ بِوَالِهٖ × از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب جبل مفرح تک پہونچے تو اوسکے اوپر نچڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت ہونے کا توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے خالی ہو اور جانے کہ جمال جہان افزاے مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم و ہیبت بڑھجاے گی تو اوپر چڑھنے کی مخالفت کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ موافق قواعد و دلائل کے چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہے اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ مشاہدۂ مدینہ کے واسطے اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہے یہ قول پایۂ تحقیق سے گرا ہوا ہے بلکہ بہت تشنیع ہی اور انصاف سے بہت دور ہے کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار آرامگاہ حبیب کا موجب از دیاد شوق اور وسیلہ امر محبوب ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین **نظم** قُرْبُ الدِّیَارِ یَزِیْدُ شَوْقَ الْوَالِهٖ × لَا سِیَّمَا اِنْ لَاحَ نُوْرُ جَمَالِهٖ × اَوْ بَشَّرَ الْحَادِیْ بِاَنْ لَاحَ النَّقَا × وَبَدَتْ عَلٰی بُعْدٍ رُءُوْسُ جِبَالِهٖ × فَهُنَاكَ عِیْلَ الصَّبْرُ مِنْ ذِیْ صَبْرِهٖ × وَبَدَا الَّذِیْ یُخْفِیْهِ مِنْ اَحْوَالِهٖ × **بیت** چنین کہ رقص کنان گرم سیر و مجنون × مگر ز دور نگاہش بمحمل افتاد است اور کیونکر ہو سکے گا اوس مشتاق سے کہ لقاے حبیب کے شوق مین اسقدر منازل طی کرکے سرحد قرب و منزل وصول کو پہونچا ہو اور مقام وصال مین پہونچنے سے پہلے کسی طور پر مشاہدۂ در و دیوار آرامگاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کرجاے **بیت** حالی کہ عاشق صابر بود مگر سنگست × عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست × اور اپنی عمر پر کسیکو اعتماد ہے شاید حرم شریف مین پہونچنے سے پہلے موت آجاے **بیت** باین کہ کعبہ نمایان شود ز پا منشین × کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگست × بارے اوسکے مشاہدے سے محروم نرہے اور جب مسجد ذو الحلیفہ تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہے پہنچے تو وہان ٹھہر کر دو رکعت نماز اور اگر بشر طیکہ جان و مال کی طرف سے بے کھٹکے ہو اور یہ علی جنکی طرف یہ کنوئین منسوب ہین مراد اوس سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہین ہین بلکہ یہ کوئی اور شخص تھا زمانہ

سابق مین اسی طرح وادی فاطمہ جو مکہ معظمہ کے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ زہرا کی طرف منسوب
نہین ہے کوئی اور فاطمہ مین اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینہ مطہرہ اور منارہ اور
قبے نظر پڑین تو تعظیماً و اجلالاً و تبرکاً اور اپنے تئین سواری سے زمین پر گرا دے اور اگر
ہو سکے تو مسجد شریف تک پیادہ جاوے نظم هذی قباب و هذه یا رب البیوت فقد حصل
المنا والمطالب • الیوم فقد حصل التواصل فانقضى • زمن الجفا والوقت وقت
طیبۃ • والریح قد اهدت لنا من طیبہ • عرفا کنشر المسک بل هو اطیب • واری
ضریح احمد قبالہ • یاوی الفقیر ویستجیر المذنب • حدیث مین آیا ہے کہ جب وفد
عبد القیس کی نظر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو قبل
اونٹ بٹھانے کے فوراً سب نے اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے انکو اس سے منع نہ فرمایا بیت واذا المطی بنا بلغن محمدا • فظهورهن
علی الرحال حرام • شعر کو طاقت آنکہ باین جا و آیہ شوق • رخسار بر آستانہ جانانہ نگرم
واز جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت جب حرم شریف مدینہ سکینہ مین پہنچا ہو تو حضرت
سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر صلوۃ وسلام بھیجے اور یہ دعا پڑھے اللهم هذا حرم
رسولك فاجعله لي وقاية من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اللهم
افتح لي ابواب رحمتك وارزقني في زيارة نبيك ما رزقته اولياءك واهل
طاعتك واغفر لي وارحمني يا خير مسئول اور عمدہ اسباب مین استغراق ظاہر و باطن
ہے صلوۃ وسلام مین اور تصور عظمت و جلالت عتبہ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام مین اور رغبت
کے لوازم سے ہے فرحت و سرور اور شکر گزاری حق تعالی و تقدس کی کہ اوس مفضل لنعماء جلت نعماؤہ
و تعالت آلاؤہ نے اپنے فضل و کرم سے یہ دن دکھایا اور بخت خفتہ کو جگایا شعر چند ازو رسیدات
حبذا الیوم وصال • بلبل من گل میکند امروز بعد از چند سال • اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ اوس
بلدۂ طیبہ مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ مین داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجا لاوے
اور مسواک کرے اور جامہ لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب کپڑون مین سفید کپڑے کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور علم و وقار سے آراستہ

اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام کرتے ہیں پرہیز کرے کیونکہ وہ مخصوص حیات مکہ معظمہ اور خواص حج و عمرہ سے ہے بعد اوسکے عظمت و جلال شان مصطفوی ہی میں نگاہ کرکے کمال خضوع و خشوع ظاہری و باطنی کے ساتھ داخل مدینہ منورہ ہو اور اسبات کو جانے کہ یہ وہ مکان ہے کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب و صفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور جتنے فتوحات و برکات عالم میں شائع و ظاہر ہیں اون سب کا منبع و منشا یہی مکان متبرک ہے شعر ہر گل و سبزہ کہ در باغ نمودی دارد ✤ از ہوای باد صبا این ہمہ آلودہ تست ✤ اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے کہ جسپے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقدام شریف پوسے ہیں اور پاے مبارک اسپر رکھے گئے ہیں اور اوس زمین مقدس پر پاؤن رکھنے اور اوٹھانے میں ہیبت و سکینت کو جگہ دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تھی اور جانے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہے کہ یہاں ادنیٰ سوء ادب مثل رفع صوت وغیرہ کے موجب حبط عمل ہوتا ہے نظم طابت بطیبک یا ترب و تراها من اجل ذلك طيبة سماها ✤ وذهب لوامع نورها مع نوره ✤ وجنت رياض قباها وقباها ✤ قود لسنا خاتم الانبيا جئنا يفاقدنا وانت عناها ✤ جئنا اليك بضاعة فكذا جئت فاقبل بضاعتنا ✤ كسلعها اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر پناہ میں داخل ہونے کے وقت کہے بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطانا نصيرا حسبی اللہ آمنت باللہ توكلت على اللہ لا حول ولا قوة الا باللہ اللہم انی اسئلك بحق السائلين عليك وبحق ممشاى هذا اليك فانی لم اخرج بطرا ولا اشرا ولا رياء ولا سمعة خرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك اسئلك ان تعيذنی من النار وان تغفر لی ذنوبی انه لا يغفر الذنوب الا انت اور یہ دعا مسجد میں داخل ہونے کے وقت بھی پڑھنا مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ میں آیا ہے کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ میں پڑھے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اوسپر موکل کرتا ہے تاکہ اوسکے واسطے استغفار کریں اور رب العزت جل جلالہ اوسکی طرف

ہوتا ہے و از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ
صدر اسلام میں یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قصد تخلیہ کرتا تھا
اوسپر واجب تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اوسکے ملازمت شریف میں حاضر ہوتا تھا چنانچہ
آیہ کریمہ اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً نازل
اسپر دال ہے کہتے ہیں کہ اول جسنے اس آیت پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد
منسوخ ہوجانے اسکے وجوب کے استحباب اپنی جگہ پر باقی رہا کہ وہ صفت لازمہ مطلق
صدقہ سے اور زیارت حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وفات کے بعد حکم ملازمت کا رکھتی ہے
حالت حیات میں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم و از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ نفس
زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف میں داخل ہونے کو سب
کاموں سے مقدم رکھے اور پہلے اوس سے کسی کام میں مشغول نہو مگر وہ جو ضروری امر
ہو اور اسکے خاطر مطمئن نہو اور دل اوس طرف لگا رہے اور جب داخل ہو تو اوس مکان
عظیم کی عظمت و ہیبت کے تصور رہے اور اوسکے شرف و عزت کے ملاحظہ سے غفلت
نکرے اور جانتا رہے کہ یہ مکان مہبط وحی اور منزل رحمت اور مقام عزت اور مسجد خاتم الانبیا
سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ
اجمعین و از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف میں داخل ہونیکے وقت تھوڑا سا
وقفہ کرے گویا کہ اوس جناب سے اندر حاضر ہونے کا اذن مانگتا ہے اور بعضے علما
کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل نہیں واللہ اعلم اور مسجد شریف میں داخل ہونے کے
وقت پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد میں داخل ہونے
کے وقت مستحب ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ وَاَعِنِّیْ عَلٰی كُلِّ مَا یُرْضِیْكَ
وَمُنَّ عَلَیَّ بِحُسْنِ الْاَدَبِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْ

وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ بس دعا کو مسجد مین آنے کے وقت اور اوس سے باہر جانے کے وقت ترک نکرے لیکن باہر جانے کے وقت وافتح لی ابواب فضلک کہے بجاے رحمتک کے اور کم سے کم جو آمین کفایت کرتا ہے یہ کلمات ہین اعوذ باللّٰہ بسم اللّٰہ الحمد للّٰہ السلام علی رسول اللّٰہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور اس داخل ہونے والے کو چاہیے ہے کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت اور وقار اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد وغیرہ سے آنکھین چرائے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے بچائے ہوئے خاطر کو اور اشتغال سے اوٹھائے ہوئے عظمت محمدی اور سطوت احمدی اپنے دل مین بٹھائے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت سید الانس والجان حبیب خالق کون و مکان علیہ آلاف التحیۃ والسلام من الملک المنان موجود و حیات ہین اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے ہین اور اگر اوس وقت کوئی شخص ایسا سامنے آجائے کہ اوسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے چارہ نہین تو جہانتک ہوسکے اپنے تئین اوس سے بچا جائے اور چشم پوشی کر جائے اور اگر ضرورت پڑ جائے تو قدر ضرورت سے آگے نہ بڑھ جائے اور دل ہے اوسطرف مشغول نہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو اعتکاف کی نیت کرلے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک صحیح ہے اور فضیلت و ثواب حاصل کرنے کو کافی ہے اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ ادب مرعی ہے اور سہل الکاری آمین کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا ہے بعد اسکے روضہ مبارک مین آوے اور حضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اوسکی قرأت مین طوالت نہ دے فقط قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللّٰہ احد پر اکتفا کرے اور اگر اوس جگہ آدمیون کی کثرت کی جہت سے پہونچ نہ سکے تو اوسکے قریب کسی اور جگہ کھڑے ہوکر پڑھ لے اور اگر اوسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہو جانے کا خوف ہو

تو تحیۃ مسجد نیت کے ساتھ قید ہو گیونکہ یہ غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہے اور جب
تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجا لائے کہ اوس نے توفیق و قبول سے اس نعمت عظمیٰ سے مشرف
کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہے کہ
کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہاں سے محروم و ناامید نہیں پھرا **أَسْعَى شَفَاعَاتٍ**
مُحِيَّمُ الرَّاجِي مَكَارِمَهُ ۰ أَفَيَرْجِعُ الْجَادِي مِنْهُ عَلَيْهِ مُحْتَاجًا ۰ اور جیسا کہ کہا ہے ایک بزرگ
نے **فَقَطْ عَلَى بَابِكَ الْعَالِي مَكَ دُونَ بِكَ الرَّجَا ۰ وَمَنْ جَاءَ عِنْدَنَا بَابَ تَحِيَّةِ**
الرِّدَاءِ السَّلَامُ عَلَى أَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِي ۰ أَعْتَبِرُ بِهَا شُكْرًا وَأَفْتَخِرُ بِهَا لَعَلَّكَ
تَعْطِفُ عَلَيْنَا نَظْرَةً تُزِيلُ مَا أَثَّرَ الْوَحْشُ فِينَا وَمَا أَبْكَى ۰ وَأَنْتَ مَلَاذُ الْعَبْدِ فِي
غَايَةِ الْمُنَى ۰ وَسِيلَةٌ تُقَدِّسُ مَنْ جَاءَ عَبْدَكَ ۰ وَأَنْتَ إِذَا ذَرَى وَأَنْتَ مُبَلِّغٌ رِضَا
حُبِّكَ أَنْتَ الْوَسِيلَةُ وَالْقَصْدُ ۰ علما کا اختلاف ہے کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے
یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوۃ والتسلیمات کرنا بعضے علماے مالکیہ زیارت کی
تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اگر چہرہ مبارک کے سامنے
سے گذر ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہے اور اکثر علما کے نزدیک مستحب ہے تقدیم
تحیۃ المسجد ہے زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں
میں کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت پناہ خاتمیت علیہ الصلوۃ والتسلیم کی
میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی میں نے عرض کیا
نہیں یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد میں داخل ہو اور نماز ادا کر اوسکے بعد ہمکو آکر سلام کر اور
خلاف اوس سلام کے سوا ہے جو آداب دخول مسجد سے ہے اسواسطے کہ وہ مقدم ہے
تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدۂ شکر میں بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو یا بعد
اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی نعمت تازہ ہو اور مصیبتوں کے دفع ہونے
وا کہ ہیں عنایت ہو تو جائز ہے اور اوسکے جواز میں علماے حنفیہ کی روایات بھی آئے
ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہوا ہے واللہ اعلم
فصل بعد اوسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کر چکے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو اور ادا

کی جناب سے رعایت ادب میں استعانت کرے کہ اوس مقام منیف اور موقف شریف میں
بغیر اللہ تعالی کی مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہیں اشعار ولما اتینا قابرا حسنا
لح بین سنائه سناء اخجل الشمس والبدرا ٭ وقمنا مقاما اشهد الله انه ٭ یذکرنا
من فرط هیبته الحشرا ٭ وجئنا اله وشلّه من نفوسنا ٭ فجئنا العسری ادنیه ربنا
الیسرا ٭ هو البحر الکن سلسبیل وارد ٭ تجد سلسبیلا الله کوثرا تبرا ٭ یسمیات
فی ثلل الغایة دامیاک ٭ الیه به حتی تری ذاته عمرا ٭ هو الله انزل الله بیت علو ذاته
ومن اجمع الرحمن فی قلبه سرا اور جسقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں خضوع و خشوع
و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نکرے یہ البتہ ہے کہ سجدہ نکرے اور منھ خاک پر
نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو عمل اسکے خلاف شرع امر ہوں ان سب سے
اجتناب کرے اگرچہ ظاہر بینوں کی نظر میں وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہوں
بلکہ یقین اسبات کا رکھے کہ حقیقت ادب آپ کی اتباع اور امتثال امر میں ہے اور جو اسباب
مینیت وہ باطل ہے اور اگر کوئی امر غلبہ حال و شوق سے پیدا ہو تو وہ بھی اگر لوگوں کے
جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہے اور بعضے علما کو اسباب میں کچھ گفتگو ہے لیکن مفتی بہ
اور مختار وہی ہے جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے
نماز میں کھڑے ہوا کرتے ہیں چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہے اور قبلے
کی طرف پیٹھ کرے اور مسمار فضہ کیطرف منھ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفر اللہ لہ
کہتا ہے کہ اس زمانے میں کہ سن بارہ سو اسی میں مقابل چہرہ مبارک کے تین ہیرے
دیوار حجرہ مبارک سے لٹکے ہیں اور وہی مواجہہ شریفہ کی پہچان ہے اوسی کے سامنے
کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ہوگا
اب نہیں ہے اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف میں داخل کرنے سے پہلے قدما کی کھڑے
ہونے کی جگہ اوس مقام کے اندر تھی جس مقام میں اب جالی شریف ہے اور وہ قبر
مبارک سے تین چار گز کے فاصلے سے ہوگی اور اس زمانے میں زائرین شباک
شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہیں بہرحال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور

ادب کو ہاتھ سے نہ دے اور یقین رکھے اثبات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے
کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو
نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر تین بار کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ
النَّبِیِّیْنَ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہیں اور
مختار بعض سلف کا مثل حضرت عبداللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہے اور
اقتصار مقدار اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شریف کو حاضر ہوتے کہتے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ
اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور غالب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روز مرہ کی
زیارت میں ہوگا یا تنگی وقت میں مثل اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے ورنہ
اوس عاشق زار سے کہ با دل پر اشتیاق و سینہ پر از شکایت فراق ایک مدت میں جنگل
بیابان طے کر کے حبیب کے دروازے پر پہونچا ہو کب ہو سکتا ہے کہ اس مقدار پر
اکتفا کرے بیت طے لسانی از خدا خواہم وروز محشری چو ہیچ تو تا بیان کنم حال شب
دراز را ؎ اور اکثر علما نے تطویل و تکثیر کو اختیار کیا ہے اس واسطے کہ نبی کریم کے حضور
کھڑا ہونا اور اوس جناب کے ساتھ مخاطبت کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت
کما قال الشاعر شعر حیاً ما جری بخصوصۃ الجنادل تجعلہ + فانت بہ [illegible]
وسمعہ اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت مآب میں سلام پہونچانے
کی وصیت کی تو عرض کرے اس عنوان پر کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان یُسَلِّمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بعدہ
داہنی طرف ایک گز شرعی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہووے کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا

ت الصدیق یا صفی رسول اللہ و ثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرا السلام علیک یا عمر الفاروق الذی اعز اللہ بہ
الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیرا السلام علیکما
من فلان بن فلان اگر کسی نے وصیت کی ہو تو پھر مواجہہ شریف حضرت سید الرسل
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو اور بطور سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل
اور تشفع اور استمداد و استعانت میں نہایت تذلل و انکسار و خضوع و خشوع بجالاوے
اور آثار سلف سے ثابت ہے کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے ان اللہ
وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیما بعد اوسکے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا محمد تو فرشتہ آسمان سے
ندا دیتا ہے کہ صلی اللہ علیک یا فلان کوئی تیری حاجت وہ نہیں ہے کہ آج بر نلائی گئی ہو
اور بعضے علماء نے بخیال اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ
ندا کرنے میں نہی وارد ہے کہا ہے کہ اگر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجاے یا محمد کے کہے
تو اچھا ہے میں کہتا ہوں کہ یا نبی اللہ کہے تو اور اچھا ہے کیونکہ نظم قرآنی کے ساتھ
موافق ہوگا بعد اوسکے اوسکی طرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطوانہ
کے اسطوانہ کہ سر مبارک کی طرف ہے بیٹھے ہووے یا رہے قبلے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو جاوے
اور حمد و ثنا اور دعا اور درود و سلام میں مشغول ہو پھر روضہ مبارک میں آوے منبر
شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا اوس جگہ مستجاب ہے

فصل آداب اقامت مدینہ

منورہ میں از جملہ اون آداب کے یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں جتنی مدت ٹھہرا ہو اوس مدت کو
غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف کو انواع
خیرات و صدقات و طاعات و صلوات کے ساتھ لازم سمجھے اور اسمین شک نہیں ہے
کہ اوس قدر مسجد میں جو زمان نبوت میں تھی تخصیص طاعت کرنا افضل و اکمل ہوگا اور
از جملہ آداب اقامت مدینہ یہ ہے کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرہ مبارک سے
نظر کو نہ اوٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبہ مبارک پر کمال ہیبت و تعظیم و خضوع و خشوع سے

نظر رہے کہ قبہ مبارک پر نظر کرنے کا حکم استحباب میں حکم ہے پر نظر کرنے کا ہو اور جو نورانیت اور ذوق قبہ مبارک کی طرف نظر کرنے سے عاشقان مشتاق اور مشتاقان عاشق شہر کے باہر سے حاصل کرتے ہیں اوسکا دریافت کرنا موقوف ہے اوسی حالت پر اس وقت اوس کیفیت و ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہیں مصرع ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی اور جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ ہو سکے تو مسجد شریف میں احیای لیل کو ہاتھ سے نہ دے اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اوس رات کی قدر شب قدر سے بسبب بیداری کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہے مصرع آن شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب است ۔ شعر وکل اللیالی لیلة القدر ان دنت ۞ کما کان یوم اللقا یوم جمعة ۞ قطع نحن فی حضرة الحبیب جلوس ۞ یقظة منه ولا مناما ۞ یا رسول الله انی محب ۞ فیک الله عاشق مستهام ۞ یا رسول الله انی نزیل ۞ ونزیل الکرام لیس یضام ۞ یا رسول الله انت رجائی ۞ ورجائی نعم الرجاء اهم اور اگر وہاں کی شب باشی کی اجازت لینے میں کچھ تردد و تذلل کی نوبت آوے اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق پڑے تو اوسکو اپنی سعادت وقت اور شرف روزگار سمجھے اور طواشی و اغوات کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آوے کہ اوس جناب عرش مآب کے خدام ہیں اور یہ ادب و سرا ہے از جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کہ ہر شخص کی طرف انمیں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا نظر عظمت و عزت سے نگاہ ڈالے اسواسطے کہ ہر تقدیر پر اور ہر حال میں یہ لوگ اوس جناب کے ساتھ ایک نسبت و اضافت خاص رکھتے ہیں شعر کفی شرفا انی مضاف الیکم وانی بکم ادعی وانی اعرف ۞ اور چاہیے ہے کہ اوس رات میں کہ تمام عمر کی ایک رات ہے سارے اپنے اعمال و اشغال ورد درود کو ٹھیرا لے اللهم صل علی محمد وآله صلاة انت لها اهل وصل وسلم علیه صلوة نحو لها اهل صلوة تاتیه من عالم السر التی بینک وبینه ویعرف قدرها اذا حضر صلوة حتی تعرج قدسه الیک ونسمة انسه لدیک اور اسقدر کیفیت و ذوق بہم پہونچا لے کہ نہ اوسکے پاس سمجھنے نپاسکے اور نہ سنا سکا مشتاق جمال باکمال حبیب رب متعال صلی الله

علیہ وآلہ وسلم حیران کہ اوس درگاہ با عظمت و عزت و جلال مین نیند آئے مصرع قرار چیست
صبوری کدام و خواب کجا شعر گفتی ام در خواب رو تا بہ بینیش اندر خیال + این سخن بیگانہ را گو
آشنا را خواب نیست + اور آن صاحب دولت کی خدمت مین جو سعادت و اقبال اوس سے حاصل کی
یاد رہے میری التماس یہ ہے کہ اس فریفتہ جمال محمدی و شیفتہ کمال احمدی بیمار فراق سراپا
اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر کچھ اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانے کو یاد کرنا
ضرور ہے شعر چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیما را + کیونکہ اگر یاد کرو
تو تمکو بھی اس دیوانے نے ایسے وقت مین یاد کیا ہے اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو
اوس جناب سے دریافت کرلو تاکہ تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان تھے اور
کہان آگئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے
وقت سے نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور
ہر اوس چیز سے جو اولی و افضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ مین رہے
کہ مین ایک بڑے ادب کی جگہ مین حاضر ہون آمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھہ
محادثت اور مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا ہے ہمنشینی و ہمکلامی اس سے چاہے
تو اسکو چاہیے ہے کہ اپنے تئین اوس شخص کے ہاتھہ سے بلطائف الحیل چھڑا دے
اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا عَمِلْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَاجْبُرْ مَا فَاتَ عَنَّا
بِعَفْوِكَ وَحِلْمِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور از جملہ
آداب یہ ہے کہ جیسا بعضے عوام الناس تحرصیا فی مسجد شریف مین کھاکر گٹھلی مسجد ہی مین ڈال دیتے
ہین ایسا نکرے اسواسطے کہ یہ فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور ہے اور تحقیق وارد
ہوا ہے کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہے ادنی چیز سے جو اوسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی
ہے خس وغیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس اوکا آداب زیارت کی کتابون مین بنا بر
ملاحظہ عادات خلق ہوا ہے کہ اگلے زمانے مین تھے ورنہ اس زمانے مین تو اسباب کا

اثر بھی نہیں ہے شاید اسلئے لوگ اصحاب صفہ کے فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے
کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الٰہی تھے مسجد ہی میں رہتے تھے
اور مسجد ہی میں تمر وغیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے
ہی سے اپنی جانماز کسی خاص جگہ میں روضۃ من ریاض الجنۃ سے ڈال نہ رکھے اور
لوگوں پر جگہ کو تنگ نکرے بلکہ اگر اوس مکان شریف کی فضیلت جمع کرنے کی حرص
رکھتا ہے تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے نہ یہ کہ مصلی ایک خاص
جگہ پر ڈالدیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جسوقت امام محراب میں کھڑا ہوا
آپ تشریف لاکر اپنے مصلی پر نماز میں مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت ومنع میں
گفتگوے علما بہت ہے اور فتوے اسکی کراہت پر دیا ہے اور اسی کے حکم میں ہے وہ جو
صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے اگر پہلے ہی سے
منتظر بیٹھے ہیں وفتنہ دوڑ پڑتے ہیں اور پہلی صف میں جگہ گھیر کر اپنی اپنی جانماز میں
ڈالکر زیارت شریف کیطرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور ادب وسکینہ ووقار کو کہ حضور
اوس مسجد شریف میں داخل ہونیکو درکار ہے ہاتھ سے دیتے ہیں بلکہ بعضے سادہ
لوح غایت حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اوس فضیلت کے حاصل کرنے
میں رکھتے ہیں زیارت کے بھی مقید نہیں ہوتے اور اگر ہوتے بھی ہیں باستعجال تمام

شعر حافظا علم وادب ورز کہ در حضرت شاہ ہر کہ را نیست ادب لائق قربت نبود

شعر اَدِّبُوا النَّفسَ اَیُّھَا الاَصحَابُ طُرُقُ العِشقِ کُلُّھَا آدَابُ ٢

نعوذ باللہ مِنَ القَسوَۃِ وَالغَفلَۃِ رَبَّنَا لَا تَجعَلنَا مِنَ الغَافِلِینَ

اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد میں تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اوسکی حرمت پر ہی اور وہ جو
وارد ہوا ہے کہ دفن کر دینا تھوک کا کفارہ ہوجاتا ہے تو ڈالنے کا اوسکو سبکی کہتے ہیں کہ مراد
اوس سے یہ ہے کہ دفن اوسکی گناہ کو مانع ہی اوسوقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہی
پہلے سے اور وہ حکایت جو رسالہ قشیریہ میں حضرت سلطان ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
سے منقول ہے کہ آپ ایک شخص کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے ناگاہ اور شیخ

مسجد مین تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوئے اور اوسکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہے حکم سارے مساجد مین ہے چہ جای آنکہ مسجد خاتم الانبیا ہو اور اوسے تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین یہ ہے کہ بائین پانوں کیطرف ڈالے اور سامنے قبلے کیطرف اور داہنی طرف سے احتراز کرے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول قرآن اور مہبط جبرئیل ہی ختم قرآن مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نکرے اور اگر ہوسکے تو کسی کتاب کی قرأت و مطالعہ اوسکو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل پر مشتمل ہو اوسکے ساتھہ ختم کرے یا کسی سے سنے تاکہ صفات و فضائل نبویہ مکرر سنکر باعث شوق لقای انجناب و داعیہ ورود و تعظیم آن جنتی مآب علیہ الصلوۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر ہو جائے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جتنے ہوسکیں مدت اقامت مین روزے رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور ہوا گرم تاکہ کچھہ شدت مدینہ منورہ کا مزا چکھہ لے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم کی زیارت کے زیارت بقیع کہ آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات و اتباع و تبع اتباع اور علما و صلحای امت کا مرقد پاک ہی اور زیارت سید الشہدا عم النبی المصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد و زیارت آبار اور سائر الکنہ و آثار سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان اون مواضع اور احوال و اخبار ان مواضع کا پہلے ہوچکا ہے لیکن کلام اسمین ہے کہ زیارت بقیع کو ہر روز بعد زیارت حضرت صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ کے جایا کرے یا فقط جمعے کے دن جیسا کہ اب جاری ہے امام نووی اور اونکے تابعین اسبات پر ہین کہ زیارت بقیع ہر روز کرنا چاہیے اور بعضے علما اس کلام مین مناقشہ کرتے ہین کہ اسکے واسطے کوئی دلیل مستند نہین ہی شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ زیارت قبور سنت موکدہ ہی اور یہ شامل ہے ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہے کہ جمعے کے دن افضل و اوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہی کہ جب مرتبہ قبر مبارک کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوۃ و سلام آپ پر بھیجے اور اگرچہ ہو نکلنا دن بھر مین کتنے ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہین کہ اس ادب کے ترک کرنے مین ایک شخص بزرگان قدیم مین سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب سے

خواب میں معاتب ہوسکے ہیں اور مسجد کے اندر چاہیے ہے کہ ہر مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ الصلوۃ
والتسلیمات پر سلام بھیجے اور بیٹھے اور اگر ہر مرتبہ مواجہہ شریف سے مشرف ہو کر طریق زیارت
بھی بجالایا کرے تو افضل و اکمل ہوگا سارے مذاہب میں سوائے مذہب امام مالک رحمہ اللہ
کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہیں رکھتے چنانچہ اوپر اسبات کی طرف
اشارہ ہو آیا ہے اور حاصل و خلاصہ سارے آداب کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم و مہابت
و استغراق اور حضور اور شوق اور محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیوں کو
حفظ قلب و جوارح کے ساتھ ظاہر و باطن میں اور ساتھ غنیمت جاننے مدت اقامت
کے باعتقاد و اسبات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ ہے بوجہ اتم و اکمل و اولی و افضل
بجالاوے اور ایک دم نسبت توجہ و حضور سے غافل نرہے اور تعطش طلب اور
درد و طریق ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہے **شعر** نا دیدہ رخت تمام
سوداے تو ورزیدم + فارغ زتو کی باشم اکنون کہ ترا دیدم + اور اگر اوس جناب
کی طرف سے جاذبہ عنایت قوی ہے تو ہرگز نچھوڑے گا کہ دوسری جگہ جاسکے
شعر باتیجہ دلم قرار گیرد بے تو + آتش بہت اندر زن و اکم بستان + اور از جملہ آداب مہمہ کہ
لوگوں میں بعضے عوارض کی جہت سے اوسکی رعایت میں قصور واقع ہوتا ہے یہ ہے
کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والوں کے ساتھ محبت و رعایت تعظیم میں علی حسب مراتبہم
کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے تا بحدی کہ نسبت جوار صوری سید کونین کا مرتبہ و فضیلت زیادہ
نرکھتا ہو بلکہ ہرچند فسق و بدعت اور سارے اقسام گناہ سے مطعون ہو اس واسطے
کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت
و بدعت سے زائل نہیں ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہیں کرتا **فتعی**
فَبَاسَاکِنِی اَکْنَافِ طَیْبَۃَ کُلُّکُمْ + اِلَی الْقَلْبِ مِنْ اَجْلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبٌ + **نظم**
رَاَیَ الْمَجْنُوْنُ فِی الْبَیْدَاءِ کَلْبًا + فَمَدَّ لَہٗ مِنَ الْاِحْسَانِ ذَیْلًا + فَلَامُوْہُ عَلٰی مَاکَانَ
مِنْہُ + وَقَالُوْا لِمْ مَنَحْتَ الْکَلْبَ نَیْلًا + فَقَالَ دَعُوا الْمَلَامَۃَ اِنَّ عَیْنِیْ + رَاَتْہُ
مَرَّۃً فِیْ حَیِّ لَیْلٰی + **مثنوی** بوالفضولی گفت اے مجنون خام + این چہ شیدائیست این چی

مدام او پور ساے و ما کم پیچ می خورد و شعر خود در ایلسامی اہستر و + عیبهای سگ لیلی او بر شمرد +
عیب جویان از ... گفت مجنون تو همه نقشی و تن + اندرا بنگر شبے از چشم من +
کین طلسم بستہ مولاست این + پاسبان کوچہ لیلی ست این + اور وجہ اس ادب واجب الاہتمام
کی رعایت مین قدم ڈگ جانے کی جگہ ہے بیسے شہریون اور خادمان حرم کا حال ہے
کہ بعضے بدعات و تقصیرات کے ساتھ منسوب ہین چاہیے ہے کہ اونکی طرف بھی نظر
نسبت قرابت اور جوار شریف کے حشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے
کہ نیکون مین بدولت کا بھی حصہ ہے اور ملاحظہ رمزشناسی قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے شان اہل بدر مین باوجود صدور بعضے تقصیرات کے بعضے اونکے سے غافل رہے
اور مخالفت کے وقت بشاشت اور نرمی کا کام کو ہاتھ سے نہ دے اور گالی گلوج اور سختی
سے اپنے مین باز رکھے اس واسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہو جانے کے بھی بعضے
احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسبت کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت
صدیق و حضرت فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اوس
چیز مین کہ اونکے حق سے متعلق ہے سوا عفو کر دینے کے اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھے اور حق کو اہل حق پر چھوڑا اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران
اہل بیت نبوت و رسالت مین درکار نہو کہ جسکے ظاہر کرنے کیطرف ارادہ الہی جل جلالہ
متوجہ ہے تو پھر بہتر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے اس آیہ
سے ایسا سمجھا ہے کہ اہل بیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکرے گا
جبتک کہ نجاست معنوی سے پاک نہولے گا خواہ اسکا سبب لحوق مرض ہو خواہ کوئی
اور امر صعب مکفر سیئات یہ ترجمہ ہے کلام بعضے علمای مکہ معظمہ کا اوس کتاب مین جو
آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہے بعبارتہ اور کلام سمہودی وغیرہ اس ادب کے
محل رعایت مین اسکے ساتھ موافق ہے واللہ اعلم فصل جبکہ زیارت حضرت سید الانام
علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام اور زیارات مساجد و مشاہد معظمہ سے فراغت حاصل کرکے
اپنے وطن کیطرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے ہے کہ پہلے وداع مسجد نبوی کیطرف

حصول ہو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام میں یا دوسرے جگہ
و سکے قریب نماز پڑھے اور دعا کرے بعد اوسکے قبر مطہر کی زیارت کیطرف جسطرح
آداب زیارت میں متوجہ ہو اور دونوں جہان کی سعادت حاصل ہونے کی دعا اپنے
حق میں اور اپنے عزیز و قریب و دوستوں کے حق میں مانگے اور اللہ تعالے سے قبولیت
حج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اور اپنے
حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھ وطن کو پہونچا دے اور لڑکے بالوں کو اچھی
طرح سے دکھادے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى
وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِنَبِيِّكَ وَمَسْجِدِهِ وَحَرَمِهِ
وَيَسِّرْ لِيَ الْعَوْدَ اِلَيْهِ وَالْعُكُوْفَ لَدَيْهِ وَارْزُقْنِيَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰى اَهْلِنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ اٰمِيْنَ اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اوس وقت
رولائی آوے بلکہ گریہ وزاری سارے اوقات میں باعث ذوق اور نشان امیدواری
ہے مثنوی این قلم با غنیت و چشم ابر وش + اے گریہ باغ خند و شاد و خوش + ذوق خندہ
دیدہ اے خیرہ خند + ذوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند + روشنی خانہ باشی ہمچو شمع
گر فرو باری تو ہمچون شمع و مع + تا نگرید ابر کے خندد چمن + تا نگرید طفل کے پاید لبن + اور اگر
رولائی غلبہ نکرے تو اپنے تئیں رولانے میں سعی و کوشش کرے کچھ مضائقہ نہیں درد انگیز یاد کرے
اور روے کہ اس مقام میں رونا ہر وجہ سے علامت قبولیت ہے اور اگر تھوڑا سا
سر رشتہ محبت اور علاقہ دوستی کی طرف رکھتا ہوگا تو رولانے کیطرف احتیاج نہ پڑے
گی سبحان اللہ بیت دلی از سنگ باید بسر راہ وداع + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود
اَحِنُّ اِلٰى زِيَارَتِهَا حَنِيْنًا + وَعِنْدِيْ مِنْ زِيَارَتِهَا قَرِيْبٌ + وَكُنْتُ اَظُنُّ قُرْبَ الدَّارِ
يُطْفِيْ + لَهِيْبَ الشَّوْقِ فَازْدَادَ اللَّهِيْبُ بعد اسکے اوسی طرح روتا ہوا اور اوس درگاہ
عالیجاہ عالم پناہ کی مفارقت اور اون مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت و غم کھاتا
ہوا بغیر اسبات کے پچھلے پاؤن چلے بلکہ جسطرح چلا کرتے ہیں ویسے چلے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں وداع کے وقت پچھلے پاؤن چلنے کو کسی نے اد

مین سے نہین گنا بخلاف وداع بیت اللہ شریف کے کہ وہان وداع کے وقت سنت یہی کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پانوٗن چلے اسواسطے کہ ثابت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے کے وقت اسی طرح چلے تھے اور کسی جگہ منقول نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین وداع کے وقت صحابۂ کرام اس طرح کرتے ہون واللہ اعلم اور چاہیے ہو کہ وداع کے وقت جسقدر ہوسکے صدقہ دینے مین قصور نکرے اور اکثر علما اسبات پر ہین کہ خاک مدینۂ مطہر و سے اینٹ و پتھر و صراحی و کوزہ وغیرہ ساتھہ نہ لے مگر علمای حنفیہ اور بعضے شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہین بہر حال اگر کچھہ ہدایا مثل کھجور و پانی وغیرہ کے کہ جس سے اہل و عیال و دوست و آشنا خوش ہون ہمراہ لے تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ انہین کچھہ تکلف کو دخل دے اور سفر سے آنے والے کو اہل و عیال کے واسطے ہدیہ ساتھہ لانے مین آثار موکدہ و اخبار صحیحہ وارد ہوئے ہین اور مراجعت کے وقت جتنے آداب کہ باب رجوع من السفر مین آئے ہین اون سبکی رعایت کرے اور جب اپنے شہر کے پاس پہونچے تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک خیرھا وخیر اھلہا ما فیہا واعوذ بک من شرھا وشر اھلہا وشر ما فیہا اللھم اجعل لنا قرارا وارزقنا حسنا اور جب شہر مین گھسنے لگے تو یہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ائبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ واتی علیک ولا شئی نعل کا اور چاہیے ہو کہ اپنے گھر مین پہونچنے سے پہلے اپنے لڑکے بالو کو اپنے صحیح سالم پہونچنے کی خبر پہونچا دے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ آوے اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہی آخر دن تک رات داخل ہونے سے پہلے اور گھر مین داخل ہونے سے پہلے مسجد مین جائے اور دو رکعت نماز پڑھے اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت وسلامت کے ساتھہ پہونچنے کا شکر نعمت بجالائے اور کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات اور جو سامنے

پڑھا جائے اوس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے تو جائز ہی اگر اصر و نیز نقل ہی کہ حضرت سفیان بن عیینہ استاد امام شافعی رحمہما اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے پاس آئے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اونسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ مین معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اوس شخص نے جو ہمسے تمسے دونون سے بہتر معانقہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے سے معانقہ کیا اور اونکا بوسہ لیا جس زمانے مین کہ وہ حبش سے آئے ہین امام مالک رحمہ اللہ نے کہا وہ مخصوص ہی جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہین بلکہ عام ہی حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صالحین مین سے ہون اور فرمایا کہ تم مجھے اذن دیتے ہو تمہاری مجلس مین حدیث بیان کرون حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہان بیان کر مین نے اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی نے حدیث بیان کی اوس سند سے جو اپنے نزدیک رکھتے تھے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہان پر حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہی ظہور تصویب قول سفیان رحمہ اللہ پر جبتک کہ کوئی دلیل قائم ہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سفر سے پھر کر آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے اور پکڑا اونسے معانقہ کیا اور اونکی دونون آنکھون کے درمیان بوسہ لیا کذا قال بعض المالکیہ اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اوسکے ہاتھ کو بھی درست ہی اور منہ چومنا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اوسکے سوا کسی اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہی اور جب گھر کے اندر داخل ہو تو دو رکعت پڑھے اور اللہ تعالی کا وظیفہ شکر و دعا وحمد و ثنا ادا کرے بعد اوسکے اپنے اہل و عیال سے ملکر گھر سے باہر نکل کر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اوسکے اگر طلب مین جو شخص ملاقات کو آوے اوسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و ملاطفت سے

وتواضع سے پیش آئے اور دعا کرے خصوصاً شہر میں آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دعا مسافر کی خصوصاً حاجی کی اپنے شہر میں پہونچنے سے پہلے مستجاب ہے اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف و مزامیر کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگوں کے یہاں بجا کرتے ہیں منع کرے اور خلاصہ سارے آداب کا اور روح سارے مناسک کی اور عمدہ سارے اعمال میں اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہے کہ اس سفر مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر و باطن کی نیکیاں تحصیل کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہیں کہ علامات حج مبرور سے یہ ہے کہ جیسا گیا تھا اوس سے بہتر پھرے دلیل اسپر اور علامت اسکی یہ ہے کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا و اہل دنیا سے سرد دلی اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا ہو والحذر الحذر اسبات سے کہ پھر گناہوں کے گرد پھرے اور بے قیدی کرے فَاِنَّ النُّکْسَۃَ اَشَدُّ مِنَ الْمَرَضِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ اور اگر بعضے ابواب خیر میں اپنے پروردگار سے عہد کرے اوسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے نقض عہد کرنے کا انجام اچھا نہیں فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

باب سترہواں ذکر فضائل درود میں اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت اہدای درود ہے حضرت سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک المنان کے حضور میں اسواسطے اوسکے فضائل وثمرات واحکام و اوقات کا بیان ضرورت وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلوں میں تفصیل پاتا ہے وباللہ التوفیق

فصل جاننا چاہیے کہ درود کے فوائد حد حصر سے باہر ہیں اونکا ضبط کرنا زبان قلم سے ہو نہیں سکتا لیکن بعضے علما و حفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ و روایات حسنہ سے اونکے نزدیک ثابت ہوئے ہیں اون سبکو ضبط کیا ہے اور سلک بیان میں پرو دیا ہے بعضے اون فوائد میں سے نتیجہ اصل درود ہیں اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہیں اور بعضے کسی کیفیت خاص سے اثر ہیں اور

بعضے کسی ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہیں اور بعضے ایک حالت خاص کو لازم ہیں
اوراون میں سے کچھ کچھ اس کتاب میں مذکور ہوتے ہیں واللہ الموفق از جملہ فوائد
درود امتثال امر الٰہی ہے اور موافقت اوس جناب کے ساتھ اورا وسکے ملائکہ کے
کہ وہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور از جملہ فوائد درود یہ ہے کہ جو کوئی ایک
درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالیٰ اوسکے بدلے میں دس رحمتیں اوسپر
اتارتا ہے اور دس درجے اوسکے بلند کرتا ہے اور دس نیکیاں اوسکے نامہ اعمال میں
لکھ دیتا ہے اور دس گناہ اوسکے مٹا دیتا ہے اور بعضے احادیث میں واقع ہوا کہ دس
غلام آزاد کرنے اور بیس غزوے کے برابر ہو جاتا ہے اور از جملہ فوائد یہ ہے کہ درود بھیجنے
والے کی دعا قبول ہوتی ہے اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوسکے
حق میں واجب ہو جاتی ہے اور از جملہ اوسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے اور قیامت کو دروازہ جنت پر اوسکا شانہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے بھڑ جاوے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تک سب سے پہلے پہنچے گا اور اوس شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اوسکے سارے امور کے متولی ہو جائیں گے اور از جملہ اوسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے
والے کی ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور ساری حاجتیں بر آتی ہیں اور سارے گناہ
بخشے جاتے ہیں اور ساری برائیوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک قول پر جسکے فرض
قضا ہو گئے ہوں اونکا بھی کفارہ ہو جاتا ہے اور صدقے کی جگہ پر قائم ہوتا ہے بلکہ ایک
قول پر اوس سے افضل ہے اور از جملہ اوسکے یہ ہے کہ درود پڑھنے کی برکت سے کرب
جاتا ہے اور بیماری سے شفا پاتا ہے اور خوف و جزع دور ہوتا ہے اور متہم کا بری ہونا
جاتا ہے اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے حق تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اوسکی محبت دل میں
ہوتی ہے اور فرشتے اوسکے حق میں دعا کرتے ہیں اور عمل و مال اوسکی برکت سے
ہوتا ہے اور بڑھتا ہے اور صفائی قلب اور فراغبالی اور سارے امور میں برکت حاصل

ہوتی ہے حتی کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین جو ستھے طبقے تک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی اہوال قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی
آسانی ہونا اور مہالک دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر و حاجت کا
دور ہوجانا اور اقسام بخل وجفا و دعای رغم الف سے سالم رہنا سو اسطے کہ حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے اور گویا کہ اوسنے
جفا کی مجھپر اور اوسپر دعا کیجاتی ہے رغم انف کی یعنی خاک مین ملجانے ناک کی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی مجلس کا پاک ہوجانا اور گھیر لینا رحمت کا اوس مجلس کے بیٹھنے والونکو
اور نور بڑھجانا صراط پر اور گذرنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اوس حال پر آفات مین
اور اوس سے نجات پانا طرفۃ العین مین برخلاف حال اون لوگون کے جو درود کے تارک ہین
اور سارے فوائد درود سے اعظم و اتم ذکر آتا ہے درود بھیجنے والے کا حضرت سید الانبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین تشفع لک البشارۃ فاخلع ما علیک لقد ذکرت
ثم علی ما فیک من عوج ؎ بیت جان میدہم در آرزوای قاصد آخر باز گو در مجلس آن
نازنین حرفی کہ از ما میرود + اور ازجملہ اوسکے ہی زیادہ ہوجانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور متمثل ہوجانا خیال کا آنکھین کہ کثرت درود کا اثر ہے
گرہ درود جو بصفت حضور و توجہ متصف ہو اللهم صل وسلم علیہ حتی یشتغل عن
ترمی وسطہ ذکرک فی منظر التوحید فی سطح + اور ازجملہ اوسکے ہی محبت کرنا
آدمیون کا اور محبت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوسکے ساتھہ اور دھیما شمہ کرنا
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سے قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال جہان
آرای محمدی کو خواب مین اور محبت کرنا فرشتون کا اوسکے ساتھہ اور مرحبا کہنا فرشتون
اوسکے واسطے اور لکھنا اونکا اوسکے درود کو سونے کے قلمون سے چاندی کے
ورقون پر اور دعا و استغفار کرنا اونکا اوسکے واسطے اور پہنچانا ملائکہ سیاحین کا اوسکے
درود کو حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے کہ فلان بن فلان
کمترین بندگان عبد الحق بن سیف الدین یبلغ علیک یا رسول اللہ و کمترین

غلامان عبدالحق بن غلام رسول السلام علیک یا رسول اللہ اور عظم فوائد صلوٰۃ و سلام سے مشرف ہونا ہی شرف رد سلام سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہے اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی خیر و سلامت اوسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر میں ایکبار بھی ہاتھ لگے تو تمام خیر و سلامت اور سو ہزار کرامت کا موجب ہے بیت بہر سلام مکن رنجہ در جواب آن لب کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا تقیناً بات سے اسواسطے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہی اور یہ بھی ثابت ہے کہ جواب سلام سنت ہی بلکہ فرض ہی تو ضرور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا فرمانے میں موافق اپنی خصلت کریمہ کے کہ کان یبادر بالسلام مروی ہے مبادرت اور مبالغہ ہونگے اور اسبات سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والا وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور بعد سلام عرض کرنے کے پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہے اور از جملہ فوائد درود کے تین روز تک باز رہنا فرشتوں کا اوسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا اونکا آدمیوں کو اسکی غیبت سے اور آنا اوسکا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اور اوسکی ترازو کے اعمال کا بھاری ہوجانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت میں بہت سی حوریں پانا اور مشتمل ہونا درود کا ذکر و شکر و معرفت حق نعمت الٰہی جل سلطانہ پر اور اظہار عجز بندہ کا ادائے حق رسالت سے کیونکہ درود میں طلب و سوال تو لی حق تعالیٰ ہی حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت و ثنا کے ساتھ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ حق تعالیٰ و تقدس اپنے بندے سے اس سوال و طلب کو دوست رکھتا ہے اور جب کہ بندے نے اپنی رغبت و سوال و طلب کو خدا اور رسول کی خوشی کے امر میں صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی کے امور پر غالب کیا تو ضرور ہے کہ مستحق جزا سے کامل اور فضل خاص کا قابل ہوگا اور حاجتیں بر آئی اور مشکلیں آسان ہوجانے کا سبب بھی یہی ہے جو مذکور ہوا فافہم و باللہ التوفیق اور ذکر کا حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود میں ظاہر ہے کیونکہ اکثر صیغے درود کے

مشتمل ہین اسم مبارک اللھم پر کہ مرتبت ملاحظہ جمیع اسما وصفات ہی حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہی کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی وتقدس کو لفظ اللھم کے ساتھہ یاد کرے تو اوسنے گویا سارے اسماے حسنی کے ساتھہ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہی کہ اس عبادت کے بڑھانے مین اور اسکے اختیار کرنے مین اور اکمال پر تقصیر نہ کرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اوس سے ہو سکے اور اوسپر آسان ہو روز مرہ کا ورد ٹھہرالے وارد ہوا ہے کہ خَیْرُ الْعَمَلِ اَدْوَمُہٗ وَ قَلِیْلٌ دَائِمٌ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرٍ مُّنْقَطِعٍ اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہوا اور اگر اسقدر نہو سکے تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھہ لیا کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہے اور بعضون کا دو سو تسبیح وشام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور چاہیے ہے کہ کچھہ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود پڑھنے کی عادت ڈالتا ہی تو اوسپر آسان ہو جاتا ہے اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ ایک ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہی اور جب اسکی حلاوت ولذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین پہنچی تو اوسکی قوت و قوام روح اسی سے ہوگی فَاِنَّ کُلَّ الْحَبِیْبِ لِلْمَرِیْضِ طَبِیْبٌ اور بڑا تعجب ہے اوس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار وبرکات اور مفتاح ابواب جمیع خیرات وسعادات ہی صرف نکرے اور قول حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذًا یُکْفٰی ھَمُّکَ اوس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِی کُلَّھَا اور قول حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا لَوْ کَانَ اَحَبَّ مَا اُوْتِیَ ذِکْرُ اللّٰہِ لَجَعَلْتُ الصَّلٰوۃَ النَّبَوِیَّۃَ عِبَادَتِی کُلَّھَا اسباب مین کافی ہی اور سلوک والون کو اس دروازے سے آنے مین فتوحات عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشائخ فرماتے ہین کہ جب شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھہ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک بآسانی پہنچیگا اور بھی ورود اور اوسکا توجہ اوس جناب کیطرف اسکی تربیت اور تہذیب کریگا اور درگاہ خداوندی تک پہنچائیگا اور حضور سید رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کریگا

اور وصیت کرتے تھے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرأت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو کثرت درود
کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے سے ہمنے خدائے واحد احد کو پہچانا
اور کثرت درود سے ہمنے صحبت رکھی ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے
تھے کہ جو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے گا وہ سوتے جاگتے
آپکی زیارت سے مشرف رہے گا جیسا کہ نقل کرتے ہین شیخ کامل امام علی متقی حکم کبیر بن
حضرت شیخ احمد بن موسیٰ متشرع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشائخ شاذلیہ قدس اللہ
اسرارہم فرماتے ہین کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل
معرفت الٰہی یہ ہی کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت
درود سے ایک نور عظیم باطن مین پیدا ہو گا کہ رہنمائی اوسکی کرے گا اور اوس جناب
ملائک مآب سے بے واسطہ فیض اُس تک پہنچائے گا اور خلاصہ طریقہ شاذلیہ کا جو ایک
شعبہ ہے طریقہ عالیہ قادریہ کا یہی ہی کہ بوسیلہ التزام متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہین فَحَسْبُكَ فِي اَخْتِمِ ذٰلِكَ فِي اَمْرِ
اللّٰهِ الْاِعَانَةُ وَالتَّوْفِيْقُ **فصل** سخاوی اور بعضے اور محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے ہین
کہ محمد بن سعد بن مطرف ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اونکے گھر مین تشریف لائے اور اپنے
جمال باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہین کہ اودھر لا اپنا منھ جس سے درود
پڑھا کرتا ہے ہم اوسکا بوسہ لین یہ کہتے ہین کہ مجھے آپ کے دہن مبارک سے اپنے
دہن نالائق کو ملانے مین شرم آئی تو اپنا رخسارہ آپکے دہن مبارک کے پاس لے گیا
آپ نے اوسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر مین مین نے مشک کی خوشبو
پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارے سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہین گئی اور شیخ احمد
بن ابی بکر بن رداد صوفی محدث اپنی کتاب مین شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتھ
اون اسانید کے کہ جو اونکے نزدیک معتبر ہین روایت کرتے ہین کہ شبلی نے کہا ہے
کہ ایک روز شبلی ابوبکر مجاہد کے پاس آئے ابوبکر اونکی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور معانقہ کیا

اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی ایسا کچھہ اس شخص کے ساتھہ آپ نے کیا اور حال آنکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین فرمایا یہ کچھہ اوسکے ساتھہ مین نے نہین کیا مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا آپ اوسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اوسکے ساتھہ معانقہ فرمایا اور اوسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اتنی عنایت آپنے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ پڑھا کرتا ہی لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ اور بعد اوسکے مجھپر درود بھیجتا ہی اور بھی اوسی کتاب مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسایگی مین مرگیا تھا اوسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خداے تعالی نے تیرے ساتھہ کیا کیا اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اوسکی ہی جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا تھا جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اوسنے حجت ایمان مجھے یاد دلائی مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہی کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خداے تعالی نے تیری کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا ہی کہ ہر شدت و کرب مین تیری اعانت کرون اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی بے ذکر شبلی اور اونکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال منقول ہی اور بھی اوسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ یا موسی اگر میری حمد کرنے والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اوتارون اور ایک دانہ زمین سے نہ اوگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہان تک کہ فرمایا کہ اے موسی میرے

کیا چاہتا ہے کہ میں تجھ سے قریب ہو جاؤں اُس سے بھی جو تیرے کلام کو تیری زبان سے
اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن سے کی ادہم
نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے انھوں نے عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میں چاہتا ہوں فرمایا پس
بہت سا درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج تاکہ تجھے یہ نسبت حاصل ہو جائے صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کی
پیاس سے تو محفوظ رہے انھوں نے عرض کیا ہاں یا اللہ میں چاہتا ہوں فرمایا پس کثرت سے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت کی اسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں اور بھی اسی
کتاب میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے کہ
پانی آگ کو نہیں بجھاتا اور آپ پر سلام بھیجنا افضل ہے گردنوں کے آزاد کرنے سے اور
آپ کے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے خدا کی راہ میں تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابوالقا
اصفہانی نے اور بھی وہی روایت لاتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کریں اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جدا
ہوں دونوں کے سارے گناہ اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہیں روایت کی اسکی حافظ ابن
بشکوال نے اور بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہیں کہ ایک دن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہوا اور بعد اوسکے
ایک غزوہ کرے تو چار سو حج کے برابر ہوگا پس جو لوگ ایسے تھے کہ انکو استطاعت
اور قوت جہاد نہ تھی اسبات کے سننے سے اونکے دل ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تجھ پر درود بھیجے
اوسکو ثواب چار سو غزوے کا ہوگا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر نکالا ہے اسکو ابو حفص عمر
عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ میں اور بھی اوسی کتاب میں فصل احادیث خضر والیاس
علیہما السلام میں لاتے ہیں شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے متصل قند ابو المظفر محمد بن عبد

سمرقندی سے کہ کہا اونھون نے کہ مین نے ایک روز راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مین نے کہ کتنا ہی آدمیس ہین اوسکے ساتھہ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے فرمایا خضر بن الیشا ابو العباس اور اونکے ساتھہ ایک اور شخص کو بھی مین نے پایا اوس سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اونھون نے فرمایا الیاس بن شام پیغمبر مین نے اون دونون صاحبون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمپر خدا ہے تعالی رحمت کرے آیا تمنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا وہ بولے ہان دیکھا ہے مین نے کہا کہ خدا کے واسطے جو کچھہ تم نے اونکی زبان مبارک سے سنا ہو مجھسے بیان کرو کہ مین روایت کرون تم سے فرمانے لگے کہ ہمنے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ جو کوئی کہے صلی اللہ علے محمد وآلہ وسلم تو اوسکا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے جیسے پاک کیا جاتا ہے کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جو کوئی کہے صلی اللہ علی محمد بتحقیق اوسکے منھہ پر کھولدیے جاتے ہین ستر دروازے رحمت کے اور ساتھہ اونھین اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علے محمد تو حق تعالی ایک فرشتے کو موکل کرتا ہی کہ تمکو غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اوٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علے محمد تو اللہ تعالی منع فرماتا ہے آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے اور ساتھہ اونھین اسناد کے فرمایا خضر والیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص شام سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ دوست رکھتا ہی کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور بنیا ہے اور قدرت آنیکی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہ کہ سات ہفتے مین یعنی سات شب مین کہے صلے اللہ علے محمد مجھے وہ خواب مین دیکھے گا اور کہ روایت کرے مجھسے حدیث کی اوسنے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اوسنے آپکو خواب مین اور روایت کی آپ سے حدیث اور اوسی کتاب مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خدا ہے تعالی کے انبیا

و رسل پر کیونکہ حق تعالیٰ نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا ہے اونکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے اَخْرَجَہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَفِیْ کِتَابِ الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی روایت سے لاتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا سَلَّمْتُمْ عَلَیَّ فَسَلِّمُوْا عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ اَخْرَجَہُ اِبْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں حاضر ہوئے اور مجلس میں ذکر چلا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اوترتے ہیں ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہیں قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو سمیٹتے ہیں اور آپ پر درود بھیجتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو وہ عروج کر جاتے ہیں اور دوسرا گروہ اوسی عدد کے ساتھ اوترتا ہے اور جو کچھ وہ کر گئے ہیں یہ بھی ویسا ہی کرتے ہیں یہ اوس دن تک رہیگا کہ آپ قبر معلّٰی سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ کے گرد اگرد ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ و ذریاتہ وسلم روایت کی اوسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہیں کہ فرمایا اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ تُدْرِکُ الرَّجُلَ وَوَلَدَہٗ وَوَلَدَ وَلَدِہٖ روایت کیا اسکو ابن بشکوال نے سچے ان احادیث کے تئین نقل کیا ہے کتاب الرد وسے اصل پر پڑھا کر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے اوس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہے کتاب اصل سے مدینہ مطہرہ میں ہفتے کے روز دسوین جمادی الاولیٰ سنہ نو سے ستانوے میں اور وہی تاریخ ہے ان اوراق یعنی جذب القلوب کے لکھنے کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو لوگوں نے دیکھا کہ طواف وسعی صفا مروہ اور سارے مواقف و مناسک حج میں سوا درود کے اور کوئی دعا نہیں پڑھتا لوگوں نے کہا کہ ان مقامات میں تو ادعیہ ماثورہ کیوں نہیں پڑھتا فقط درود پر اکتفا کرنے کی وجہ کیا ہے اوسنے کہا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ درود کے ساتھ اور کسی

دعا کو ترک نہین کرونگا اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب میرے باپ نے انتقال کیا اوسکا منہ گدھے کا سا ہوگیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سوگیا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور اپنے باپ کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہوجانے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اوسکا حال دنیا و آخرت مین یہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجا تھا اس جہت سے مین نے اوسکی شفاعت کی اللہ تعالی نے قبول فرمائی پس مین جاگ اوٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ کا منہ چودھوین رات کا چاند سا ہوگیا ہے اور دفن کے وقت بھی مین نے سنا ہاتف سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت و مغفرت کا سبب درود و سلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالی نے بخش دیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع حدیث کرتے تھے سبب ذکر درود کے کہ اس فن شریف کی قرارت کے لوازم سے ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچے مین نقل کرتے ہین کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین حفص بن عبداللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے ابو زراعہ کو بعد اوسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت کرتا ہے مین نے اوس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اوسنے کہا مین نے اپنے ہاتھ سے ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ عشرا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کے تین ہزار دینار کا قرضدار ہوگیا صاحب مال نے اوسکا مرافعہ قاضی کے یہان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد صالح قاضی کے یہان سے آکر محراب تضرع و انکسار مین بیٹھکر درود مین مشغول ہوا مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالی

وتعدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اوس سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ میں اپنا قرض ادا کردوں مرد صالح کہتا ہے کہ میں سوتے سے جاگا تو اپنے میں خوشی کا اثر پایا لیکن آگے ولیکن سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کی سچائی کی علامت کیا ہے تو میں کیا کہونگا اوس دن میں نے اوسکے پاس جانے میں توقف کیا پھر دوسری رات کو خود سرور عالم فخر آدم وبنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ وہی فرماتے ہیں جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا میں بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر اوس دن بھی بمقتضای بشریت علی بن عیسی کے پاس جانے سے میں نے اپنے تئیں باز رکھا تیسری رات کو پھر میں نے حضرت سرور دین ودنیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن عیسی کے پاس پوچھتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس واقعے کی سچائی کی ایک علامت چاہتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسی علامت اس واقعے کی سچائی کی تجھ سے مانگے تو اوس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر روز بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچ ہزار درود پڑھ کر ہمارے حضور میں پیشکش کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہیں جانتا سوا خداوند تعالی کے اور کراما کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو میں اوٹھا تو سیدھا وزیر کے پاس چلا گیا اور اوس سے اس خواب کا قصہ میں نے بیان کیا اور اس واقعے کی سچائی کی علامت جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اوسکے سامنے ظاہر کی وہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مرحبا برسول رسول اللہ حقا بعد اوسکے مجھے تین ہزار دینار لاکر دیے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنے عیال کا نفقہ کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنا مایہ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو ربط محبت مجھسے قطع نکرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر میں تیری حاجت روائی میں بدل وجان کوشش کرونگا بس میں اون تین ہزار دینار کو لیکر قاضی کے پاس گیا

تاکہ اونکے سامنے ادا کرون صاحب دین کو مین نے دیکھا کہ مبہوت قاضی کے پاس آیا
مین نے دونا نیز گنے اور سارا قصہ اونکے سامنے بیان کیا قاضی نے کہا کہ یہ ساری
کرامتین تو زبیر سے کیون نے لے مین نے یہ دین تمہارا ادا کیا پس صاحب دین بولا
کہ یہ سب کرامتین تم لوگون کو لینے کی کیا وجہ ہے مین نے ادا اور تہون اسباب مین کہ برات
اوسکی میرے ذمے سے کر دی اون مین نے اللہ و رسول کے واسطے اپنا دین معاف
کیا پس قاضی نے کہا کہ مین جو کچھ اللہ و رسول کے واسطے نکال کے لایا ہون اوسکو
اب پھیر کر نہ لیجاؤن گا وہ مرد صالح کہتا ہے کہ مین وہ سارا مال لے کر اپنے گھر آیا
اور حق تعالی کا شکر بجالایا وللہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ الصلوۃ والتحیۃ

فصل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت و استحباب
ہر وقت و ہر حال مین ہے لیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل و اجب ہے اس رات اور
دن کے شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے
کی فضیلت اخبار و آثار سے ثابت ہوئی ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
کرتے ہین کہ شب جمعہ افضل ہے شب قدر سے اسواسطے کہ نطفہ طاہر وے کہ ساری
خیرات و برکات کا اصل و مادہ ہے اسی رات مین حضرت آمنہ کے پیٹ مین قرار پایا ہے
ساتھ اور خصوصیات کے جو اوسکی شان مین وارد ہین واللہ اعلم اور حدیث مین
آیا ہے کہ افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ
الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی [illegible]
رواہ ابوداؤد وصححہ النووی اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ فانہ یوم مشہود
تشہدہ الملائکۃ اور درود پڑھنے والے سے سنکر مجھے پہونچاتے ہین اور خبر مین
آیا ہے کہ جو درود کہ تم بھیجتے ہو دن جمعہ کے مجھ پر پہنچتے ہین وہ عرش سے نیچے نہین ٹھہرتا اور جس
فرشتے کے پاس تک پہنچتا ہے وہ مانگتا ہے کہ اتنا ہے کہ صلوا علیہ تا نہایا اور
دوسری حدیث مین آیا ہے اکثروا علی من الصلوۃ فی اللیلۃ الغراء والیوم الازہر اور ایک
روایت مین فی اللیلۃ الزہراء والیوم الازہر اور بعض علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کی خصوصیات

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جواب صلوٰۃ وسلام دیتے ہیں صلوٰۃ وسلام
عرض کرنے والے کو اس شب میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ
وَفِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّلَحْظَۃٍ اور مفاخر الاسلام میں حدیث لاتا ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ لَیْلَۃِ
الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ صَلٰوۃٍ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ حَاجَۃً مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا
وَثَلٰثِیْنَ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَۃِ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار
مرتبہ یہ درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ تو وہ شخص جب تک
اپنی جگہ بہشت کی نہ دیکھ لے گا اس جہان سے انتقال نہ کرے گا سخاوی بھی نقل کرتے
ہیں کہ حدیث مرفوع میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص سات جمعے میں ہر روز سات بار یہ
درود پڑھے گا اوسکے حق میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ
الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ
نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن
وہب سے کہا کہ جمعے کے دن درود ترک نکر ہزار مرتبہ پڑھا کر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اور بھی کتاب مفاخر الاسلام میں حضرت سعید بن مسیب سے
لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ
الْجُمُعَۃِ ثَمَانِیْنَ مَرَّۃً غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً اور دمیری شرح منہاج میں
نقل کرتے ہیں کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واصحابہ وسلم پر درود بھیجے بصیغہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کے تو اسی برس کے اوسکے گناہ بخشے
جاتے ہیں اور مفاخر الاسلام لایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل
اس سے کہ اوٹھے اوس جگہ سے جہاں پر نماز ادا کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
اسی مرتبہ درود بھیجے تو اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائیں گے اور حضرت

کہ خالد بن کثیر کے سرھانے قبل دم توڑنے کے ایک پرچہ کاغذ کا پایا گیا اوسمین لکھا تھا
کہ ھٰذِہٖ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ کَثِیْرٍ اونکے گھر والون سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام ایسا
کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوئے اونھون نے کہا کہ وہ ہر جمعے کو ہزار بار
درود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتے تھے **فصل**
جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہے شب جمعہ مین ویسا ہی شب دوشنبہ مین بھی
ہے اسواسطے کہ دوشنبہ روز بزرگ ہے کہ اسمین بندون کے اعمال درگاہ رب العزت
مین عرض کیے جاتے ہین اسی بابت سے حضرت سید المرسلین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ
اکثر اوسدن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسدن بندون کے اعمال حضرت
ذوالجلال مین عرض کیے جاتے ہین پس مین دوست رکھتا ہون کہ اعمال میرے
عرض کیے جائین اوس حال مین کہ مین روزے سے ہون احیاء العلوم مین ہے
کہ جو شخص شب دوشنبہ مین چار رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلی رکعت مین بعد سورہ
فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت مین اکیس بار پڑھے اور
تیسری رکعت مین تیس ۳۰ بار اور چوتھی رکعت مین چالیس بار اور سلام پھیرنے کے بعد
پچھتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر
درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالے سے
مانگے گا پاوے گا الحدیث اور پنجشنبے کے روز درود پڑھنے کی فضیلت مین بھی ایک حدیث
وارد ہوئی ہے متاخر الاسلام مین لاتا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَنْ
صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْخَمِیْسِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ لَمْ یَفْتَقِرْ اَبَدًا **فصل** اسمین شک نہین کہ
ہر برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن ومستحب ہے
لیکن علماء رحمہم اللہ تعالے نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جہان استحباب اس فضیلت کا
موکدتر اور فاضلتر ہے وہ یہ ہین کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہو اور نماز مین بعد تشہد کے
اور امام شافعی کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان واقامت
کے اور رات کو اوٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو تہجد کے اور بعد نماز تہجد کے

اور منبر کے پاس سے جو نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصًا بعد نماز جمعہ کے
اور روز پنجشنبہ کو اور روز شنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبوں میں اور اول روزہ اور آخر
روزہ کو اور وقت سحر کو اور خطوں میں بعد بسملہ کے اور تکبیرات عیدین شافعیہ کے نزدیک
اور نماز جنازہ اور احرام میں لبیک کہنے کے بعد اور صفا و مروہ پر اور بعد تہلیل و تکبیر کے
اور بیت اللہ شریف زادہا اللہ شرفا وتعظیما کی زیارت کے وقت اور حجر اسود کے بوسہ لینے
کے وقت اور طواف میں اور ملتزم کے پاس اور سارے مواقف حج میں اور قبر شریف
نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس کہ اخص واقرب مواضع اور مستجلب انوار و برکات
اور مشاہدہ آثار نبویہ کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینہ منورہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زادہا
اللہ شرفا وتکریما اور وادی بدر اور جبل احد وغیرہ اور بیع وشرا کے وقت اور وصیت نامہ
لکھنے کے وقت اور ارادہ سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور منزل
میں اترنے کے وقت اور بازار کی طرف جانے کے وقت اور بازار میں داخل ہونے
کے وقت چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جس بازار میں کہ کثرت شغل بیع وشرا
کی جہت سے لوگوں کو خدائے تعالی سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے
اور حمد و صلوۃ کہتے تھے اور دعوت میں جانے کے وقت اور دعوت سے پھرنے
وقت اور گھر میں آنے کے وقت اور نزول حاجت کے وقت اور خوف احتیاج
کے وقت اور غلام یا جانور کے بھاگ جانے کے وقت اور غم وشدت کے وقت اور
طاعون کے وقت اور خوف غرق کے وقت اور کان بجنے کے وقت بنا بر مضمون
اس قول کے کہ ذَکَرَ اللّٰہ مَنْ ذَکَرَنِی بِخَیْرٍ اور پاؤں سو جانے کے وقت اور بھولی چیز یاد
کرنے کے وقت اور خوف نسیان کے وقت اور شربت کھانے کے وقت اور پانی
پینے کے وقت اور گدھے کی آواز کرنے کے وقت اور گناہ کرنے کے
بعد تاکہ اوسکا کفارہ ہو جاوے اور سادل دآخرہ جاسکے اور ملاقات کے وقت کسی بھائی
مسلمان و یار و مصاحب کے ساتھ اور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے
سے پہلے اور مجلس سے اوٹھنے کے وقت تاکہ مامون رہے غیبت سے اور ہر جا و

جو خدا کے واسطے ہو اور شعائر اسلام کے واسطے اور قرآن کے ختم ہونے کے وقت
دعا میں خصوصاً قرآن میں اور کلام کے شروع ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ ہو اور
درس دینے سے پہلے اور وعظ سے پہلے اور قرأت حدیث کے اول و آخر اور جس وقت
کوئی چیز اچھی معلوم ہو اور بعض علمای مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب میں مکروہ کہتے ہیں
چنانچہ تسبیح و تہلیل کہنی اس مقام پر حرام ہے نزدیک بعض اصحاب اور کھولنے متاع کی
کے وقت اور بڑی ضرورتی جانا درود پڑھنے کی یہ ہے کہ آپ کا نام مبارک زبان پر آئے یا لکھا
جائے اور حدیث میں آیا ہے کہ من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکة تستغفر
له ما دام اسمی فی ذلک الکتاب اس حدیث کی روایت بہت سے علمای حدیث نے
کی ہے ولیکن سند اس کی ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اوسکو وضعی کہا ہے واللہ اعلم اور نقل
کرتے ہیں کہ ایک شخص کاغذ کے بخل کی جہت سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھتا تھا اوسکا ہاتھ شل ہو گیا
اور ایک اور شخص صلی اللہ علیہ فقط لکھتا تھا اور وسلم اوسکے ساتھ نہیں ملاتا تھا اوسنے
خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تو
اپنے تئیں چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی لفظ وسلم میں چار حرف ہیں اور
ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہے پس اس حساب سے چالیس نیکیاں ہوئیں اور یہی قبیل
سے ہے وہ جو بعضے رمز و اشارات پر اکتفا کرتے ہیں چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
علامت صلعم یا صلعم رکھتے ہیں اور بعض علیہ السلام کا عین دہ رکھتے ہیں وہی انداز قیاس
حکایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کے خواب میں کسی نے پوچھا کہ حق تعالی نے
تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس بات پر تمکو بخشا اوسنے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا نام مبارک جب کبھی لکھتا تھا تو اوسکے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ضرور لکھتا تھا
یہی سبب میری بخشش کا ہوا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب میں دیکھا
اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھپر رحمت کی اور
مجھے بخش دیا اور مجھے بہشت میں لے گیا جیسے دولہا کو لیجاتے ہیں اور موتی نثار کرتے

مجھ شمار کیے جیسے وہ لوگ شمار کرتے ہیں اور اسکا سبب یہ ہوا کہ رسالہ لکھنے میں عمر کیا کرتا تھا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

فصل حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت خواب میں حاصل ہونے کی اسباب میں سے ایک سبب کثرت التزام درود وطہارت کے ساتھ بصیغہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ اور اس درود کے التزام سے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ اور مفتاح الاسلام میں لاتا ہے کہ جو شخص جمعے کے روز ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھے یا اپنا گھر بہشت میں دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو جمعہ پانچ جمعے تک ایسا ہی کرے یہاں تک کہ اوس سے خوشی حاصل ہو اور جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت نماز پڑھے اس طور پر کہ دونوں رکعتوں میں بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے بصیغہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ تو انشاء اللہ تعالی تین جمعے نہ گذرینگے کہ خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسکا تجربہ کیا ہے اور بھی روایت ہے کہ جو شخص جمعے کو دو رکعت نماز ادا کرے اس طور پر کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے ہزار بار درود بصیغہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ پڑھے وہ خواب میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہے کہ جو شخص با طہارت فرش پر لیٹے اس طور پر کہ اپنے ہاتھ ... اور یہ دعا پڑھکر سو جاوے انشاء اللہ تعالی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا اور دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَلَالِ وَجْهِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تُرِیَنِیْ فِیْ مَنَامِیْ وَجْهَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ...

يَقِرُّ بِهَا عَيْنِيْ فَتُسَرُّ بِهَا صَدْرِيْ وَيَجْمَعُ بِهَا شَمْلِيْ وَتُفَرِّجُ بِهَا كُرْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدَّرَجَاتِ الْعَالِيَةِ ثُمَّ لَا تُفَرِّقُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اَبَدًا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اگرچہ اس طریق میں درود بھیجنے کا ذکر نہیں کیا لیکن جناب میں سعادت کا درود پڑھکر اس دعا کو پڑھے تو اس میں شک نہیں کہ اتم واکمل ہوگی اور استغراق حاصل کرنے کے اور بھی طریق علما نے بیان کئے ہیں خلاصہ ان سب کا کثرت درود اور دوام توجہ اور استغراق ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف میں واللہ الموفق

فصل جو صیغے درود کے کہ حدیث شریف نبوی میں وارد ہوئے ہیں انکا پڑھنا بے شک افضل واکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہیں حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریفہ پر بھر بعضے علما کہتے ہیں اول سب میں وہ صیغہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہے سب سے افضل ہے اور وہ احادیث صحیحہ میں کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہے چنانچہ اسکا ذکر آئے گا اور سراپا حصول مقصود میں کافی ووافی ہے اسباب میں سب سے ظاہر تر ومشہور تر یہ صیغہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد تحقیق اسنے درود بھیجا اس وجہ پر کہ جسپر مامور ہے اور پالیا اسنے وہ ثواب جو موعود ہے درود پڑھنے پر تحقیقاً اسی واسطے اگر کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل صلوات بھیجنے کی قسم کھائے تو درود تشہد پڑھنے سے اسکا ذمہ بری ہو جاتا ہے اوس قسم کے عہد سے اور امام نووی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ درود بھیجنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ احادیث صحیحہ میں کیفیات مخصوصہ سے وارد ہوا ہے وہ سب جمع کرے اور پڑھے تاکہ سارے صیغوں کا ثواب پاوے اور وہ سب یہ ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ

درمیان اسکے ... درمیان اور ... قیامت کی دن ... درجات عالیہ میں ... درمیان ... زیادہ ...

بارک علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجه
امہات المؤمنین وذریته واہل بیته کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
فی العالمین انک حمید مجید وکما یلیق بعظم شرفه وکماله ورضاک
عنه وکما تحب وترضی له عدد معلوماتک ومداد کلماتک ورضا نفسک وزنة
عرشک افضل صلواتک وازکاها وانماها کلما ذکرک الذاکرون وغفل
عن ذکرہ الغافلون وسلم تسلیما کذالک وعلینا معهم کمال ابن
بن الہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احسن کیفیات کہ حدیثوں میں وارد ہیں
یہ ہیں اللہم صل ابدا افضل صلواتک علی سیدنا محمد عبدک ونبیک و
رسولک محمد وآله وسلم تسلیما وزدہ شرفا وتکریما وانزله المنزل
المقرب عندک یوم القیامة اور ابن قیم جوزی حنبلی رحمہ اللہ اور علمائے
سے کہتے ہیں کہ اولی یہ ہے کہ جو درود جس صورت سے وارد ہوا ہے اوسی طرح
وقت میں پڑھنا کہ ہر ایک کے پڑھنے سے مشرف ہو اور جیسا کہ
کہ یہ صیغت مجموعی اوسکی کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئے انتہی
میں مذکور ہیں اور احیاء علوم سے منقول ہیں بیان اونکا مذکور ہوتا ہے وباللہ التوفیق
صیغہ اصح الصیغ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی
وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم
وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید روایت کی اس
لیکن بعضے طرق حدیث میں اور زیادتی ہے وہ یہ ہے اللہم صل علی
علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک
محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اس
اور مسلم نے اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد
علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکو احمد نے
مسند میں اللہم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت

ال ابراھیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریاتہ کما بارکت علی ال ابراھیم
انک حمید مجید روایت کی اسکو شیخین یعنی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین میں
اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچواں اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک
کما صلیت علی ابراھیم وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما
بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید روایت
کی اسکو شیخین ونسائی نے چھٹا اللھم اجعل صلواتک وبرکاتک علی محمد
وعلی ال محمد کما جعلتہا علی ابراھیم وال ابراھیم انک حمید مجید
وبارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وال ابراھیم
انک حمید مجید روایت کی اسکو قاسم نے جیسا کہ آگاہ کیا ہے اسیر تلمسانی نے
اپنے مفاخرین ساتواں اللھم صل علی محمد واھل بیتہ کما صلیت
علی ابراھیم انک حمید مجید اللھم صل علینا معھم اللھم بارک علی
محمد واھل بیتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک
علینا معھم صلوٰۃ اللہ وصلوٰۃ المومنین علی محمد النبی الامی السلام
علینا ورحمۃ اللہ وبرکاتہ روایت کی اسکو دارقطنی نے آٹھواں اللھم صل
علی محمد وعلی ال محمد روایت کی اسکو ابوداود نے نواں اللھم
صل علی محمد النبی الامی وازواجہ امہات المومنین وذریتہ
واھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید روایت کی اسکو بھی
ابوداود نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے من سرہ ان یکتال بالمکیال الاوفی اذا صلی علینا اھل البیت فلیقل
ھذا دسواں اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک علی محمد
کما صلیت وبارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید روایت
کی اسکو نسائی نے گیارھواں اللھم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک
علی محمد وعلی ال محمد کما جعلتہا علی ابراھیم انک حمید مجید روایت

کی اسکی احرسلے بار پڑھو ان اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ
عَلَیْہِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ ذکر کیا اوسکو صاحب شرف المصطفٰے نے شرف
المصطفٰے میں پھر پڑھو ان اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ الَّذِیْ اٰمَنَ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَاَعْطِہٖ اَفْضَلَ رَحْمَتِکَ وَاٰتِہِ الشَّرَفَ عَلَی الْخَلَائِقِ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاجْزِہٖ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تنبیہ ان
صیغون مین سے جو صیغہ خالی ہی ذکر سلام سے اوسکے بعد یہ کلمہ ضم کرنا چاہیے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اسواسطے ذکر صلوٰۃ کا
بغیر سلام کی اکثر علما کے نزدیک مکروہ ہی کیونکہ اللہ تعالے نے آیۃ کریمہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا مین صلوٰۃ کی ساتھہ سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچہ بعضے کہا اسکی کراہت
مین کچھہ کلام ہو لیکن خلاف اولی ہونا تو اوسکا متفق علیہ ہی اور وہ جو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے صیغہ صلوٰۃ کے ساتھہ سلام کو ذکر نہین فرمایا اوسکا سبب یہ ہے کہ صحابہ
کرام کو اوسکا علم پہلے تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوے کہ صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہو
اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہمنے تحقیق جان لیا کیفیت سلام کو آپ پر سلام
یون بھیجا جاوے آپ ہمکو تعلیم فرماےئے کہ صلوٰۃ آپ پر کیونکر بھیجا کرین فرمایا کہو
اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الحدیث اور اس قیاس پر اقتصار لکھنا فقط سلام
پر بھی مکروہ یا خلاف اولی ہوگا اور اکثر عجم والون کی عادت ہے کہ ذکر نام مبارک
کے ساتھہ علیہ السلام پر اقتصار کیا کرتے ہین لیکن عرب کی کتابون مین یہ بات
کم ہے اور نہایت حسن اختصار اور القاب مقصود مین واقع ہوا ہی وہ جو اگلے پچھلے مصنفون
نے اپنی کتب مین ذکر نام مبارک کے ساتھہ صیغہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا
التزام کیا ہی اور شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہی وعلی آلہ ذکر کرنے کا ورنہ اس کلمہ
کا بڑھانا لفظا اور کتابت مین احسن و اولی ہی چنانچہ بعضے نسخون مین مسطور ہوا ہی اگرچہ
منظور کا عطف ضمیر مجرور پر بغیر اعادہ جار کے اکثر نحویون کے نزدیک درست نہین

اور اگرچہ دعای حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متضمن ہے دعای آل و اصحاب اور جمیع
مومنین کو کما قیل فہذا دعاء شامل للبریۃ فصل علما میں اختلاف ہے کہ
سارے درودوں سے افضل کونسا درود ہے اسمیں اقوال متعددہ وارد ہوئے ہیں اور میں نہیں
جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہے اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغے
کی شان میں کوئی اثر وارد ہوا ہے یا اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے نزدیک ایک صیغہ
کے ہوتے ہیں کیفیت و کمیت فاضلہ کو وہ جو کچھ بعضے زیارت کے رسالوں میں علما
نے لکھا ہے وہ دس قول ہیں پہلا قول سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو بعد تشہد کے
پڑھا جاتا ہے چنانچہ اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے دوسرا قول اللھم صل علی
محمد و علی آل محمد کما ذکرہ الذاکرون و کما سہی عنہ الغافلون
تیسرا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما ہو اہلہ و مستحقہ
چوتھا قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما انت اہلہ
پانچواں قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد افضل صلوتک
بعدد معلوماتک چھٹا قول اللھم صل علی محمد النبی
الامی و علی کل نبی و ملک و ولی عدد کلماتک التامات المبارکات
ساتواں قول اللھم صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک
النبی الامی و علی ازواجہ و ذریتہ عدد خلقک و رضی نفسک و زنۃ عرشک و
مداد کلماتک آٹھواں قول اللھم صل علی محمد و علی آل محمد صلوۃ
دائمۃ بدوامک نواں قول اللھم بارک علی محمد و آل محمد و صل علی محمد
و آل محمد و اکرم محمدا کما ہو اہلہ دسواں قول اللھم صل علی محمد
و ازواجہ امہات المومنین و ذریتہ و اہل بیتہ کما صلیت علی
ابراہیم انک حمید مجید فصل حدیث میں آیا ہے کہ اذا صلیتم علی
فاحسنوا الصلوۃ اور بعضے مفسرون نے آیۂ کریمہ و قولوا للناس حسنا کی تفسیر میں کہا ہے
کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور مراد قول سے

حسن صلوٰۃ ہی اخبر اور سدی کہ علمای تفسیر سے ہین جماعہ صحابہ کرام وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہین کہ جس کسیکو اللہ تعالیٰ بیان شافی اور قوت تعبیر صحیح ساتھہ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھہ اوس بیان شافی اور قوت تعبیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیات شریف و عظمت کو صلوٰت و تسلیمات تصنیف و ایجاد کرکے ظاہر کرے اور اہل رلہ کے چلنے والون اور اس نعمت کی قدر جاننے والون مین داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجالانے والون مین سے ہوگا اور بعضے صیغون کی افضلیت مین جو اختلاف واقع ہوا ہی تو غالب ہی کہ منشا اوسکا بھی حدیث ہوگی اور اسی پر بنا کرکے اکابر سلف خلف نے صیغ بلیغہ اور کلمات بالغہ مطابق اوسکے جو باثور ہی تصنیف کئے ہین اور بعضے اونمین سے یہان مذکور ہوتے ہین ایک اونمین سے یہ ہی اللّٰھم صل علی سیدنا محمد السابق للخلق نورہ و رحمۃ للعالمین ظہورہ عدد من مضی من خلقک ومن بقی ومن سعد منہم ومن شقی صلوٰۃ تستغرق العد وتحیط بالحد صلوٰۃ لا غایۃ لہا ولا انتہاء لہا ولا امد لہا ولا انقضاء صلوٰۃ دائمۃ بدوامک وعلی الہ واصحابہ کذالک والحمد للہ علی ذالک سخاوی نقل کرتے ہین کہ اوس وکاتب اس درود کا ہے اور اسکا ایک عجیب و غریب قصہ ہی اور ایک یہ ہی اللّٰھم صل علی سیدنا محمد افضل ما صلیت علی احد من خلقک صلوٰۃ دائمۃ بدوامک وما بقیت بقائک صلوٰۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء صلوٰۃ مقبولۃ لدیک معروضۃ علیہ وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم یہ صیغہ مشہور ہی اور سبعات عشر مین تو ہی اور زمانہ تابعین سے معمول مشائخ آیا ہی حضرت شیخ اجل اکرم علی متقی نے اپنی تصانیف مین اس صیغہ کی وصیت فرمائی ہی اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ جس صیغہ کی کہ ہم کو حضرت شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ مین وداع کے وقت اجازت فرمائی ہی یہی درود ہی اور اجازت مشائخ کی خاصیت سے ہے جو کچھہ اس بندہ کو ان لفظون مین نوع ذوق وحضور و خضوع و خشوع حاصل ہوا ہی اور صیغو نمین ساتھہ قطع نظر کے مبالغات ہی جو

کیفیت و کمیت میں ہیں کم حاصل ہوتا ہے اور جب پھر ایسے صیغے کیطرف پھر نہیں آتے دل کو آرام نہیں ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص و اسرار سے ہے واللہ اعلم اور ایک یہ ہے اللّٰھم لک الحمد بعدد من حمدک ولک الحمد بعدد من لم یحمدک ولک الحمد کما تحب ان تحمد اللّٰھم صل علی محمد بعدد من صلی علیہ وصل علی محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی محمد کما تحب ان تصلی علیہ اس صیغے کو انتخاب کیا ہے طبرانی نے اور کہا ہے کہ اسکو خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے پڑھا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکو سنکر تبسم فرمایا ہے یہاں تک کہ کھل گئیں کچلیاں آپ کی اور ثنایا شریفہ سے نور ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علی محمد ملأ الدنیا و ملأ الاخرۃ وبارک علی محمد ملأ الدنیا و ملأ الاخرۃ وسلم علی محمد ملأ الدنیا و ملأ الاخرۃ اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علی محمد وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ واصہارہ وانصارہ واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین ذکر کیا ہے اسکو سخاوی نے شفا سے اور نقل کیا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ پیے پیالہ حوض مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پس اسکو پڑھے اور ایک یہ ہے اللّٰھم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الاخرین وصل علی محمد فی النبیین وصل علی محمد فی المرسلین وصل علی محمد فی الملأ الاعلی الی یوم الدین اللّٰھم اعط محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا اللّٰھم امنت بمحمد ولم ارہ فلا تحرمنی فی الحیوۃ رؤیتہ وارزقنی محبتہ وتوفنی علی ملتہ واسقنی من حوضہ شرابا مریا سائغا ھنیا لا اظمأ بعدہ ابدا انک علی کل شیء قدیر اللّٰھم بلغ روح محمد وآلہ منا تحیۃ وسلاما اللّٰھم کما امنت بہ ولم ارہ فلا تحرمنی فی الجنۃ رؤیتہ تلمسانی نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہ عطا نے کہا ہے کہ جو کوئی اس صیغے کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے اوسکے گناہ سب جھڑ جاتے ہیں

اور ہمیشہ اوسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا اوسکی قبول ہوتی ہے اور امید اوسکی پوری ہوتی ہے
اور دشمنوں پر فتح پاتا ہے اور اسپنے کاموں پر اوسے توفیق ہوتی ہے اور بہشت میں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ
وَسَلِّمْ وَعَظِّمْ وَكَرِّمْ فِي الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ دِيْنِهٖ وَاِظْهَارِ دَعْوَتِهٖ وَاِعْظَامِ ذِكْرِهٖ
اِبْقَاءِ شَرِيْعَتِهٖ وَفِي الْاٰخِرَةِ بِقَبُوْلِ شَفَاعَتِهٖ فِيْ اُمَّتِهٖ وَتَضْعِيْفِ ثَوَابِهٖ وَاِظْهَارِ فَضْلِهٖ
عَلَى الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَتَقْدِيْمِهٖ عَلٰى كَافَّةِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ فِي الشَّفَاعَةِ وَاِعْلَاءِ
دَرَجَتِهٖ فِي الْجَنَّةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ اور ایک یہ ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةً هُوَ اَهْلُهَا صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے میں
امر واقع ہوا ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً اَنْتَ لَهَا
اَهْلٌ وَّهُوَ لَهَا اَهْلٌ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ یہ درود درجہ قبولیت تک پہونچا ہے نقل کرتے ہیں کہ
ایک شخص زائرین مقبولین سے یہ درود مدینہ منورہ میں پڑھا کرتے تھے جب اونھوں نے ارادہ
سفر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسنے ارشاد فرمایا کہ تم ہوں سے جو ان تم سہیان اور ہم
ہمکو یہ درود پڑھنا تمہارا خوش آیا ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ
وَالْكَرَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِكَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ یہ صیغہ اس سلسلہ شریفہ کے
مشائخ میں مشہور و متعارف ہے اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَقَرِيْنِكَ
وَلَبِيْبِكَ مَظْهَرِ رُبُوْبِيَّتِكَ وَمِثَالِ حَضْرَتِكَ وَتِمْثَالِ قُدْرَتِكَ رُوْحِ الْقُدُسِ مُعْطِي
السَّكِيْنَةِ وَالْفَضِيْلَةِ بِاَمْرِكَ بِكْرِ الْعَوَالِمِ مُفِيْضِ نَوَاطِقِ النُّفُوْسِ صَاحِبِ الطَّرِيْقَةِ النَّبِيْلَةِ
نَجُوْمِ نُوْرِكَ نقل کرتے ہیں کہ یہ کلمات طیبات حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
ترکیب کیے ہوئے ہیں اور ناقلین اسکے بعضے مشائخ قادریہ ہیں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یہ کلمات عالیات ہمارے پیر و مرشد برحق نے بھی اپنے رسالہ اوراد میں ذکر کیے ہیں
واللہ اعلم اور ایک یہ ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
عَلٰى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ سخاوی نے ونسظم سے نقل کیا ہے
کہ ایسا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زیارت سے خواب میں مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب ہوگا
اور بدن اوسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا۔ اور یہ صیغہ حرمین شریفین والوں میں بہت مستعمل ہے اور اوس پر
زیادہ کرتے ہیں وَعَلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاءِ۔ اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ
میں بعضے وقت بغلبہ شوق و ذوق میں آپکے پاے مبارک سے سر مبارک تک ہر عضو
شریف کو ذکر کرتا ہوں اور درود بھیجتا ہوں اس طرح پر کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رَأْسِ مُحَمَّدٍ فِی الرُّؤُوْسِ
وَصَلِّ عَلٰی شَعْرِ مُحَمَّدٍ فِی الشُّعُوْرِ وَعَلٰی جَبْهَةِ مُحَمَّدٍ فِی الْجِبَاهِ وَعَلٰی عَیْنِ مُحَمَّدٍ
فِی الْعُیُوْنِ وَعَلٰی اُذُنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاٰذَانِ وَعَلٰی وَجْهِ مُحَمَّدٍ فِی الْوُجُوْهِ وَعَلٰی صَدْرِ
مُحَمَّدٍ فِی الصُّدُوْرِ وَعَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَهٰکَذَا اور کبھی کہتا ہوں وَعَلٰی
بَلَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْبِلَادِ وَعَلٰی دَارِ مُحَمَّدٍ فِی الدُّوْرِ وَعَلٰی مَسْجِدِ مُحَمَّدٍ فِی الْمَسَاجِدِ
وَهٰکَذَا اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ نَبِیُّكَ اَللّٰهُمَّ سَیِّدُكَ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ اِنَّ اللّٰهَ وَ
مَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
اور ایک یہ ہے صَلٰوةُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ
عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَسَلَامٌ عَلَیْهِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
اور شفا میں مذکور ہے اور اوس نماز میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعد رحلت فرمانے
کے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے پڑھی ہے یہی تھا اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ
صَلَوَاتِكَ وَبَرَکَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا
مَحْمُوْدًا یَّغْبِطُهٗ فِیْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ

مجید ہم اس صیغے کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے کرتے ہیں اور ایک یہ ہو اللّٰھم تقبل شفاعۃ محمد الکبریٰ وارفع درجتہ العلیا واٰتہ سؤلہ فی الاٰخرۃ والاولیٰ کما اٰتیت ابراھیم وموسیٰ روایت کی ہو اسکو طاؤس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہو اللّٰھم اعط محمدا افضل ما سألک لنفسہ واعط محمدا افضل ما سألک لاحد من خلقک واعط محمدا افضل ما انت مسئول لہ الی یوم القیمۃ یہ مروی ہو وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہو اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد النبی الامی الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین واصطفیتہ علی الخلائق اجمعین عدد ما فی علمک وملأ ما فی علمک وزنۃ ما فی علمک وعدد خلقک وعدد کل ذرۃ اضعافا مضاعفۃ فی ذلک الف مرۃ فی الف مرۃ وفی کل نفس ولمحۃ ولحظۃ وطرفۃ یطوف بھا اھل السمٰوٰت والارض وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم اور ایک یہ ہو اللّٰھم صل علیٰ محمد عبدک ورسولک السید الکامل الفاتح الخاتم بنور المبین ورسولک الصادق الامین اٰت سیدنا محمد الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ المقام المحمود الذی وعدتہ الشفیع المرتضیٰ ورسولک المجتبیٰ اللّٰھم صل علیہ وعلیٰ اٰلہ کما صلیت علیٰ ابراھیم وبارک علیہ وعلیٰ اٰلہ کما بارکت علیٰ ابراھیم فی العٰلمین انک حمید مجید عدد خلقک ورضاء نفسک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا طیبا مبارکا برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ ہو اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وکر الجدیدان واستقبل الفرقدان واضاء القمران وبلغ روحہ وارواح اھل بیتہ منا التحیۃ والسلام بعد اسکے دعا کی جاوے کہ اللّٰھم ان الملٰئکۃ السیاحین الذین خلقتھم لتبلیغ ھدایا الصلوٰۃ من الامۃ الی حضرۃ نبیک وحبیبک ان یبلغوا ھذہ الھدیۃ من ھذا الحقیر ویقولوا یا رسول اللہ قد بلغنا الیک العبد الفقیر المسکین عبد الحق ابن سیف الدین الساکن ببلدۃ دھلی العبد المذنب العاصی الذی لا ملجأ لہ

وَلَا مَنْجَأَ الْاَجْنَابُكَ وَمَا يُنَاسِبُ هٰذَا الْمَقَامَ مِنَ الْعِبَارَاتِ اَوْ يَقُوْلُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
قَدْ بَلَّغَنَا اِلَيْكَ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ الْمِسْكِيْنُ عَبْدُ الْحَقِّ بْنُ غُلَامِ رَسُوْلِ اَحْسَبَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلَيْهِمَا قَبُوْلَ الْقَبُوْلِ بِجَاهِ ذُرِّيَّتِهٖ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ الْبَتُوْلِ السَّاكِنُ بِبَلْدَةِ
كَانُوْرِ الْعَبْدُ الْمُذْنِبُ الْعَاصِيُ الَّذِيْ لَا مَلْجَاَ لَهٗ وَلَا مَنْجَأَ اِلَّا جَنَابُكَ وَمَا يُنَاسِبُ
هٰذَا الْمَقَامَ مِنَ الْعِبَارَاتِ اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَوْرَاقِ
الْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ وَبِعَدَدِ دَوَابِّ الْبَرَارِيْ وَالْبِحَارِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ
صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور کبھی یوں کہا جاتا ہے بِعَدَدِ كُلِّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ مِنْ سَمَآئِكَ اِلٰى
اَرْضِكَ مِنْ حِيْنَ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكَذٰلِكَ اَوْرَاقِ الْاَشْجَارِ وَدَوَابِّ
الْبَرَارِيْ وَالْبِحَارِ اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ
اَلْفَ اَلْفَ مَرَّةٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے
اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ كُلِّ
شَيْءٍ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ زِنَةَ كُلِّ شَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَآءَ نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ
كَلِمَاتِكَ وَمُنْتَهٰى عِلْمِكَ وَمَبْلَغَ رِضَاكَ اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى وَبِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ اور ایک یہ ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ مَا خَلَقْتَ وَذَرَاْتَ وَبَرَاْتَ وَعَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ
قَطَرَتْ مِنْ سَمٰوٰتِكَ اِلٰى اَرْضِكَ مِنْ حِيْنَ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّ يَوْمٍ
اَلْفَ مَرَّةٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اور ایک یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ
عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَاجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ
نَبِيًّا عَلٰى اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصّٰلِحِيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَوْلِيَآءِ وَالْمُتَّقِيْنَ وَعَلٰى سَيِّدِنَا الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْمَكِيْنِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰى جَمِيْعِ مَلٰٓئِكَتِكَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى

جمیع عبادک الصالحین وعلینا معہم یا ارحم الراحمین اس صیغے کا پڑھنا بعد نماز صبح
کے کتب مشائخ میں آیا ہے اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی سیدنا محمد وعلی
آل سیدنا محمد صلوۃ تنجینا بہا من جمیع الاھوال والآفات وتقضی لنا بہا جمیع
الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیات وترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات و
تبلغنا بہا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوۃ وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے
وتطہرنا بہا من جمیع السیات کے بعد بڑھاتے ہیں وتغفرلنا بہا جمیع الزلات و
تکفرنا بہا جمیع الخطیات اس درود کے پڑھنے سے سارے مقاصد دنیا و آخرت کے
بر آتے ہیں اور ساری مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بہری
مشکلیں اور حاجتیں اسی سے بر آتی ہیں اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات کشتی و دریا
سے منقول و مجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک مشکل
آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار پڑھ چکا تھا کہ
وہ مشکل آسان ہو گئی بعد اسکے اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا متعین ہوا جیسا کہ ذکر
کیا ہے اوسکو بعضے علماء نے اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل علی سیدنا محمد النبی
الامی الطاہر الزکی صلوۃ تحل بہا العقد وتفک بہا الکرب صلوۃ تکون لک رضاء
ولحقہ اداء وعلی الہ وصحبہ وسلم وبارک اس درود کے پڑھنے سے دل روشن ہوتا ہے
اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتیں بر آتی ہیں اور غم دور ہو جاتے ہیں اور اسکو حضرت غوث
الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور ایک یہ ہے اللّٰہم صل وسلم وبارک وکرم
علی سیدنا ونبینا محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی نبی الرحمۃ
وشفیع الامۃ الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ واولادہ وذریتہ
واہل بیتہ الطیبین الطاہرین وعلی ازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین افضل
صلواتک وازکی سلامک وانمی برکاتک عدد ما فی علمک وزنۃ ما فی علمک وملاء
ما فی علمک دائما ابدا کما یلیق بک ومبلغ رضاک وصل وسلم وبارک وکرم کذالک علی
افضل صلواتک وازکی سلامک وانمی برکاتک وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آل

وازواج واصحاب كل منهم والتابعين اور حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے
وعلى سيدنا الشيخ محي الدين عبد القادر المكين الامين وعلى كل ولي الله في
العالمين وسائر المؤمنين من الاولين والاخرين عدد ما علم الله وملأ ما علم
الله وزنة ما علم الله وارحمنا الهنا بجاههم اجمعين واشفنا وعافنا من كل آفة
وعاهة واعف عنا وعاملنا بلطفك الجميل ولا تسلط علينا بذنوبنا من لا
يرحمنا برحمتك يا ارحم الراحمين آمين آمين آمين بعضے صالحین سے روایت
کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو التزام سے پڑھتا ہے وہ نجات پاتا ہے ہر بلائے نازل سے اور محفوظ
رہتا ہے ہر حادثہ سے اور حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی اجازت بعضے مشائخ محدثین
سے حاصل ہوئی ہے اور ایک یہ ہے اللهم صل وسلم على سيدنا ومولانا و
شفيعنا وملاذنا ونبينا محمد وعلى اله واصحابه واولاده وذريته وازواجه
واهل بيته واتباعه واشياعه صلوة ناشئة من معدن السر الذي بينك وبينه
ولا يعرفه احد الا انت او هو وبارك وكرم وشرف وعظم ومجد حسب قربه
ودرجته عندك ومقدار اكرامك ومحبتك له وصل وسلم عليه وعلى اله
عدد كل علم علمته اياه وكل فضل خصصته به وكل نعمة انعمتها عليه صلوة
جامعة لجميع المراتب وشاملة لكل الدرجات وعامة لكل الخيرات ما يمكن
ان يتصور وما لا يتصور وما يظهر على احد ولا يظهر اللهم صل على سيدنا
محمد عبدك ورسولك ونبيك وحبيبك وخليلك وصفيك ونجيك وذخيرتك
وخيرتك وخير خلقك الذي ارسلته رحمة للعالمين وهاديا للضالين وشفيعا
للمذنبين ودليلا للمتحيرين وطريقا للعارفين واماما للمتقين ونورا للمستبصرين
وراحما على السالكين وبشيرا للمطيعين ونذيرا للعاصين ورؤفا رحيما بالمؤمنين
الذي نورت قلبه وشرحت صدره ورفعت ذكره وعظمت قدره واعليت
كلمته وايدت دينه واثبت يقينه ورحمت امته وعممت بركته اللهم
صل وسلم عليه صلوة تسر بها القلوب وتغفر الذنوب وتستر العيوب وتكشف الكروب

وتفرج الهموم وتزيل الغموم وتدفع البلاء وتكثر الشفاء وتسهل الامور وتشرح
الصدور وتوسع القبور وتيسر الحساب وتعظم الكتاب وتثقل الميزان وتهيئ
الجنان وتعد اللقاء وتتم النعماء صلوة تصلح الاحوال وتفرغ البال وتصفي الوقت
وتجنب المقت صلوة تعم بركاتها وتحيط كراماتها وتشيع انوارها وتظهر اسرارها
موجبة للسداد وباعثة على الرشاد ومانعة عن الضلال ودافعة للاختلال
ومحصلة للكمال صلوة لا تدع خيرا من خيرات الدنيا والاخرة الا حصلتها و
لا تترك كمالا من كمالات الظاهر والباطن الا تممتها واكملتها صلوة دائمة
متصلة باقية غير منقطعة واقعة بلسان الحال والقال مؤدية جميع الحقوق في
جميع الاحوال صلوة راضية مرضية كاملة مكملة تامة متممة نامية منمية
مقبولة مشمولة جليلة جزيلة نورا وسرورا بهاء وضياء وسناء وشفاء وغناء وعلاء
وعملا وحالا وذوقا واولا واخرا وظاهرا وباطنا برحمتك وفضلك وجودك وعنايتك
ورعايتك وكلايتك وحمايتك يا اله العلمين ويا خير الناصرين ويا ارحم الراحمين
ويا اكرم الاكرمين ويا غياث المستغيثين الى يوم الدين من ازل الازال الى ابد
الابدين برحمتك يا ارحم الراحمين واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سارے کلمات اس درود کے بعضے زیارات حضرت
سید الکائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات میں کمال تضرع اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور
فائض النور میں جلدی جلدی میں نے انشا کرکے آپ کے سامنے پڑھے ہیں امید کہ
مسموع سمع رضا ہوئے ہوں اور یہ سب کے سفر حج کے غنائم میں سے ہے
والحمد لله رب العلمين سبحان ربك رب العزة عما يصفون و
سلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين

الکتاب

سپاس بقیاس لائق خالق و پروردگار ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیہ ضلالت اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور لوای رشادت بلند فرمائکر حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما کو موافق کلام صداقت انجام حج حجوا فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن کے بموجب کفارت سیئات اور مطابق مضمون ہدایت مشحون من زار قبری وجبت له شفاعتی کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نامحدود اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وذریاتہ کو سزاوار ہے کہ جسنے واسطے صلاح امت اور فلاح جماعت کافۂ مسلمین وزمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیلہ و کروہات متظاہرہ اور شداید و صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا اما بعد اوپر رای مومنین اور صاحبان صدق و یقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالہ عجوبہ کہ ترجمہ مرغوب کتاب مستطاب فارسی مسمی بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت مولانا شاہ عبد الحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس میں کوائف مدینہ مطیبہ اور اذکار مفیدہ وحالات حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات والتسلیمات کو واسطے نفع عام خصوصا واسطے اون مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کتابیات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہیں رکھتے ضبط کیا گیا ہے دلتاریخ دوم ربیع الاول ۱۲۸۲ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشارات سے مقبول قلوب خاص و عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت اوس بلدۂ مشرفہ کی معلوم کرکے از دیاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھہ اوسکی زیارت کو اپنی سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہوجاویں اور حضرت مترجم کو کہ اونھوں نے نہایت عمدگی اور بغایت خوبی سے بتصریح و تشریح زبان اردو عام فہم میں ترجمہ فرمایا ہے ساتھہ دعای خیریت کونین کے یاد فرماویں الٰہی بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ قبول ہو اور جو کوئی اسکو لکھے یا پڑھے یا سنے اوسکا مقصد دلی دونوں جہان میں حصول ہو

آمین یا رب العلمین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ درینولا ترجمہ مرغوب جذب القلوب جو فضائل مدینہ منورہ میں بے مثل لاجواب ہے اور اس سے پہلے چند بار مطبع فیض مرجع عالیجناب معلے القاب سراپا ہمت و ذو ور منشی نولکشور صاحب سی آئی ای دام اقبالہ واقع لکھنؤ میں چھپا اور قدر دان شائقین سے دست بدست فروخت ہوا اب بوجہ کثرت خواہش طالبین سے شاخ مطبع موصوف القدر واقع کانپور صانہ اللہ عن شر الدہور ماہ اگست ۱۸۸۹ء میں پہلی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوا

قطعہ تاریخ طبع منتجہ خامہ جادو شمامہ سحر بیان افضل الامثال والاقران جناب مولوی محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی سلمہ الہادی مہتمم مطبع ہذا

کتاب عبد حق دہلوی را
در اردو ترجمہ فرمود شد طبع
دبیر طبع ہنگام نگارش

جناب عبد حق کانپوری
بفضل ایزدی بالطف خوبی
نمودہ فکر تاریخ مسیحی

در آمد ناگہان حامد بگوشم
خوشا ذکر نبی — آواز غیبی
۱۸۸۹ء

شفا جلد اول

شفا جلد دوم

[illegible]

دار الشفا — جدید شرح قصیدہ بردہ

[illegible]

[illegible] — حالات حضرت پیغمبر علیہ السلام

[illegible] محمدی سے تا وفات شریف

شرح قصیدہ بردہ — مطبوعہ [illegible]

[illegible] التوفیق — مطبوعہ [illegible]

سفینۃ الاولیا — از شاہزادہ دارا شکوہ

[illegible] نامہ — مع رسالہ [illegible]

مولود النبی

[illegible] الشہادتین — شرح سر الشہادتین

تحفہ اثنا عشریہ — جلی قلم مطبوعہ [illegible]

کتب اخلاق و تصوف

مصباح الہدایت — ترجمہ عوارف

[illegible] — [illegible] لقمان حکیم شامل چار رسالہ

[illegible] — شرح [illegible] مطبوعہ [illegible]

مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری

ملفوظات [illegible] حضرت شیخ شرف الدین

مطلع الانوار — مع حواشی جدید

نفحات الانس — مع سلسلۃ الذہب

فوائد الفواد — از حضرت نظام الدین اولیا

شرح بوستان — از [illegible] مطبوعہ دہلی

فوائد سعدیہ

لوائح جامی

رسالہ [illegible] — [illegible]

پند نامہ عطار

کیمیای سعادت فارسی

اخلاق جلالی — [illegible]

اخلاق ناصری — کاغذ [illegible]

ایضاً — کاغذ [illegible]

اخلاق محسنی — [illegible]

معدن الجواہر

مطالب رشیدی — مطبوعہ [illegible]

مثنوی سلسبیل

مثنوی بزم وصال — [illegible]

مثنوی شیخ بہلول

مجالس العشاق — با تصویر

منطق الطیر

گلشن راز

مثنوی [illegible]

[illegible]

نکات [illegible]

لقا ـ بحر الفرقین ـ
بستان نکات و گلستان لغات
ادبی صنعت گنجینہ صنائع تاریخی ـ
دالتش باغ و بہار ـ بیان ہر شے کی آفرینش
علمت فلاسفہ
مجموعہ
دبستان مذاہب ـ عقائد مذہبیہ قوم
رسالہ اسنادت ـ تقدیر و تدبیر ـ
بحر العلوم ـ نفس
کاوش خیال ـ تاریخ گوئی کے قاعدے ـ
قول فیصل ـ
الواب الجمال ـ جلد اول در آداب و اخلاق
اسلامی ـ
ایضاً ـ حصہ دوم ـ

کتب تواریخ انبیا و اولیا وغیرہ

منتخبہ رحمانی ـ
عجائب القصص ـ مطبوعہ دہلی ـ
احسن القصص ـ حالات ابتدائی تخلیق عالم و آدم
تا رسول آخر الزمان ـ
حیات القلوب ـ کامل سہ جلد ـ
جلد اول ـ در حالات انبیا ـ
جلد دوم ـ در حالات پیغمبر آخر الزمان ـ
جلد سوم ـ در بیان امامت ـ
محبوب القلوب ـ

روضۃ الصفا ـ سات جلدیں یکجا
گنجینہ سروری ـ مشہور معروف تاریخ
درحالات اولیا کرام ـ
وقائع شاہ معین الدین چشتی ـ
خزینۃ الاصفیا ـ کامل دو جلدیں ـ
ترجمہ فوائد سعدیہ ـ متضمن حالات
و اقطاب و تاریخ اولیا و سوانح عمری
مطبوعہ سنہ ۱۸۸۹ء کاغذ سفید گندہ ـ
ایضاً ـ کاغذ سفید ردی ـ
قصص الانبیا ـ کلاں جسے روضۃ الصفا
ایضاً ـ خورد ـ
عجائب القصص ـ حالات انبیا
ترجمہ مولوی فخر الدین مطبوعہ سنہ
تاریخ حبیب الٰہ ـ
مجموعہ فتوحات واقدی ـ کامل
در چہار حصہ مطبوعہ
(۱) مغازی الرسول و قصہ معروف
الرسول ـ
(۲ و ۳) فتوح الشام ـ و فتوح
اردو بنگالی ـ
(۴) معروف
تاریخ